آثارِ
حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ
تالیف
سید ظفر احسن بہرائچی
ناشر
خانقاہِ نعیمیہ، بہرائچ (یوپی) انڈیا

آثارِ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

سید ظفر احسن بہرائچی

ناشر

خانقاہِ نعیمیہ، بہرائچ (یوپی) انڈیا

آثارِ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

سید ظفر احسن بہرائچی

ناشر

خانقاہِ نعیمیہ، بہرائچ (یوپی) انڈیا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : آثارِ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

تالیف : سید ظفر احسن بہرائچی

بارِاول : ۱۴۳۶ھ-۲۰۱۵ء

تعداد : ۱۱۰۰

صفحات : ۶۳۰

قیمت : ۴۵۰/-

طابع و ناشر : خانقاہِ نعیمیہ، بہرائچ (یوپی) انڈیا

ملنے کا پتہ

دانش محل، امین آباد لکھنؤ، ۲۲۶۰۱۸

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آغاز

الحمد للہ و الشکر لہ و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا محمدﷺ الذی ھو مظھر الجود و الکرم و الرشد و الھدایۃ و علی آلہ و أصحابہ الطیبین الطاھرین و من تبعھم و احبھم الی یوم الدین۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خلفاء گرامی کے احوال و آثار پر کافی حد تک کام ہوا ہے۔ لیکن زیرِ نظر کتاب میں کچھ نیا مواد پیش کیا گیا ہے۔ جو حضرت مظہرؒ رحمۃ اللہ علیہ اور اس سلسلہ کے مشائخ کرام پر کام کرنے والوں کے لئے امید ہے کہ معلومات افزا اور مفید ثابت ہوگا۔

عاجز کے جدّ امجد حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مظہرؒ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجلّ تھے، اس لئے یہ جواہر پارے یعنی مکتوبات وغیرہ جسے اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ اور حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے نام لکھے گئے تھے۔ جنہیں آپ نے جمع اور محفوظ کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ دیگر مکتوبات و تحریرات اور کتب و رسائل وغیرہ جنہیں آپ نے تالیف فرمایا یا جمع کیا تھا وہ بھی آپ کے پاس محفوظ تھے۔ جو عاجز کے بزرگوں حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ اور حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ سے نسلاً بعد نسلٍ عاجز کے والد ماجد سیّدی و مُرشدی حضرت مولانا الحاج

الحافظ سید شاہ اعزاز الحسن بہرائچیؒ تک پہنچے، حضرت قبلہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مکتبۂ علمیہ اس عاجز کو ملا ہے۔

اس کتاب میں جن غیر مطبوعہ مکتوبات اور تحریرات کے عکسیات کتاب کے آخر میں دیئے گئے ہیں وہ پہلی بار شائع ہو رہے ہیں۔ کچھ مکتوبات کا صرف اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور بیش تر متن کے ساتھ ترجمہ ہے۔ اس کام میں مولانا محمود عبد الستار بھولے پوری نے بھی معاونت فرمائی ہے۔ اس کتاب میں بیش تر مکتوبات مکمل ہیں اور بعض کا صرف اقتباس دیا گیا ہے۔

ناظرین کرام کو اس میں جو کمی نظر آئے اسے درگذر فرما کر عاجز کو مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی اصلاح کی جاسکے۔ وما علینا الا البلاغ المبین و اللہ ھو الموفق و المعین۔

چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

خاکسار
سید ظفر احسن بہرائچی عفی عنہ
۱۰؍محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
۴؍نومبر ۲۰۱۴ء

تو نقشِ نقشبنداں راچہ دانی

تو نقشِ نقشبنداں را چہ دانی
تو شکل و پیکرِ جاں راچہ دانی

گیاہِ سبز داند قدرِ باراں
تو خشکی! قدرِ باراں را چہ دانی

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست
حقائق ہائے ایماں را چہ دانی

(مولانا رومیؒ)

❋ ❋ ❋

قدرِ گل و مل بادہ پرستاں دانند
نہ خود منشاں و تنگدستاں دانند

از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن
کیں نقشِ غریب نقشبنداں دانند

(مولانا جامیؒ)

❋ ❋ ❋

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور
حاشَ للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

❋ ❋ ❋

حضرت مرزا مظہؔر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

کے مکاتیب

کی

تدوین وترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیّومِ زماں، قطبِ دوراں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس اللہ سرہٗ الرشید کی ذاتِ گرامی کسی تعارف وتبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کا شمار سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور ومعروف مشائخ طریقت میں ہوتا ہے۔ آپ کے فضائل وکمالات سے اہلِ طریقت عموماً اور اربابِ فضل وکمال خصوصاً بخوبی واقف ہیں۔ جنہوں نے پینتیس سال تک اپنے انفاسِ قدسیہ سے دلوں کو گرم ومنور رکھا اور دارالسلطنت دہلی میں عشق کا روز بازار اپنے عروج پر رہا، حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جیسے صاحبِ نظر معاصر کی ان کے متعلق شہادت ہے۔

> ''ہندوستان کے لوگوں کے حالات ہم سے پوشیدہ نہیں کہ یہیں کی پیدائش ہے، اور یہیں عمر بسر ہوئی ملک عرب کو خود دیکھا ہے، اور اس کی سیاحت کی ہے، افغانستان وایران کے لوگوں کے حالات وہاں کے معتبر لوگوں کی زبانی سنے ہیں، اس سب کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوا کہ کوئی ایسا بزرگ جو جادۂ شریعت اور طریقت پر اور کتاب وسنت کی پیروی میں ان کی طرح استوار ومستقیم ہو، اور طالبین کی رہنمائی میں اس کا پایہ اتنا بلند اور اس کی توجہ اتنی قوی ہو ہمارے دور میں ان ملکوں میں سے کسی ملک میں جن کا اوپر ہم نے تذکرہ کیا پایا نہیں جاتا، دور ماضی اور بزرگان سلف میں بیشک ہوسکتا ہے، بلکہ سچ پوچھئے تو ہر زمانہ میں ایسے بزرگ زیادہ تعداد میں پائے نہیں جاتے چہ جائیکہ ایسے زمانہ میں جو فتنہ وفساد سے پُر ہے۔ (۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کشف صحیح عطا کیا ہے کہ روئے زمین کے حالات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں، اور وہ (احوال) ہاتھ کی لکیروں کی طرح ہم پر عیاں ہیں۔ اس وقت حضرت میرزا جان جاناں کی مثل دنیا کے کسی اقلیم اور شہر میں کوئی نہیں ہے، جسے مقامات سلوک کی آرزو ہو وہ ان کی خدمت میں جائے۔ (٢)

حضرت شاہ صاحبؒ اپنے مکاتیب شریفہ میں حضرت مرزا صاحبؒ کے لئے اس طرح القاب لکھتے تھے۔

متع اللہ المسلمین بافادات قیم الطریقۃ الاحمدیۃ وروّی ریاض الطریقۃ بتوجہات النفس الزکیۃ۔ آمین

اللہ تعالیٰ اس قیم طریقۂ احمدیہ کے افادات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور تزکیہ کئے ہوئے نفس کی توجہات سے طریقت کے باغ کو سیراب کرے۔ آمین

خدائے عزوجل آں قیم طریقۂ احمدیہ داعی سنت نبویہ را دیرگاہ داشتہ مسلمین را متمتع و مستفید گرداناد۔

خدائے عزوجل طریقۂ احمدیہ کے قائم رکھنے والے اور سنت نبویہ کی طرف بلانے والے کو قائم رکھ کر مسلمانوں کو ان سے فائدہ حاصل کرائے۔

خدائے عزوجل آں قیم طریقہ احمدیہ خصوصاً و طریقہ صوفیہ عموماً و آں متحلّی بانواع فضائل وفواضل را دیرگاہ سلامت داشتہ انواع برکات برکافۂ انام مفتوح گرداناد۔ (٣)

خدائے عزوجل اس قیم طریقۂ احمدیہ کو خصوصاً اور طریقہ صوفیہ کو عموماً انواع فضائل سے آراستہ ہمیشہ سلامت رکھے اور ان کے انوار و برکات کو تمام لوگوں پر عام کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب نقل کیا جا رہا ہے۔

خدائے عزوجل اس قیم طریقہ احمدیہ کو ہمیشہ سلامت رکھ کر طرح طرح کے فیوض و برکات اپنے بندوں پر کھول دے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے سلام کے بعد واضح ہو کہ مولوی ثناء اللہ رقیمۂ کریمہ کے ساتھ پہنچے اور موجب خوشی ہوئے۔ اس طرف کا قصد بعض اسباب سے جن کی شرح طوالت چاہتی ہے واقع ہوا ہے۔ امیدوار ہوں کہ اوقات اجابت میں آفات ظاہری و باطنی سے سلامتی کے لئے بندۂ ضعیف و فرزندان و متعلقان کے لئے دعا فرمائی جائے۔ والسلام

برادرم میاں اہل اللہ شفا پا گئے۔ صرف تھوڑا سا زخم باقی ہے۔ امید ہے کہ وہ بھی جلد اچھا ہو جائے گا۔ وہ فقیر کے مسکن سے دس کوس (۳۰ کلومیٹر) کی دوری پر ہیں۔ اسی سبب سے خط علیحدہ نہیں لکھا ہے۔ (۴)

حضرت شاہ صاحبؒ کو حضرت مرزا صاحبؒ کے قوی التصرف ہونے کا ایسا یقین تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے سخت بیمار ہوئے، جب زندگی کی کوئی امید نہ رہی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالۂ مرض اور صحت یابی کے لئے حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ شفا اور صحت یابی کے خواہاں و عرض گزار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا (مرزا صاحب) کی توجہ نظر کی برکت سے اسی وقت شفا عطا فرما دی۔ (۵)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

روزے حضرت عبدالقادر فرزند اصغر

ایک روز حضرت (شاہ) عبدالقادر

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بخدمت آمدند وفقیر راقم نیز در آں جا نیز حاضر بود آں حضرت فرمودند کہ در خاطر شریف خواہد بود کہ یک بار شاہ صاحب شمارا کہ سخت بیمار بودند برائے سلب مرض نزد فقیر فرستادہ بودند بہ فضل الٰہی در یک توجہ شفا یافتند، گفتند آرے بعد از اں آں حضرت فرمودند کہ مرا معلوم می شود کہ فیض باطن ایں فقیر بہ کسے از فرزندان شاہ صاحب در حیات یا بعد از ممات من خواہد رسید اغلب است آں کس شما باشید۔

چوں فقیر راقم در سال گزشتہ بہ تقریب تعمیر مزار مبارک آں حضرت بہ دہلی رسید بعد ملاقات از خدمت عبد القادر صاحب پرسیدم کہ سخن آں حضرت کہ بہ نسبت صاحب ارشاد شدہ بود بہ ظہور پیوستہ، فرمودند آرے کہ بعد شہادت فیض از روح مبارک ایشاں بہ من رسیدہ و حالا نیز ہر گاہ بر مزار مبارک می روم

فرزند اصغر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (محدث دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ) کی خدمت میں آئے، فقیر راقم بھی اس موقع پر حاضر تھا، حضرت نے ان سے فرمایا خیال شریف میں ہوگا کہ ایک مرتبہ آپ سخت بیمار تھے حضرت شاہ صاحب نے آپ کو سخت بیماری کی حالت میں سلب مرض کے لئے فقیر کے پاس بھیجا تھا فضل الٰہی کی برکت سے آپ شفا پا گئے، صاحبزادۂ موصوف نے کہا، ہاں! اس کے بعد حضرت نے ان سے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس فقیر کا فیض باطن شاہ صاحب کے فرزندوں میں سے میری زندگی میں یا بعد از موت کسی کو پہنچے گا۔ اغلب ہے کہ وہ آپ ہی ہوں گے۔

جب فقیر راقم گزشتہ سال آں حضرت کے مزار مبارک کی تعمیر کے سلسلے میں دہلی پہنچا تو حضرت شاہ عبد القادر صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد

استفاضہ فیض معلوم می کنم ۔(۶)

ان سے پوچھا کہ آں حضرت کی بات جو صاحب ارشاد کی نسبت میں ہوئی تھی ظہور پذیر ہوئی؟ فرمایاہاں! البتہ شہادت کے بعد روح مبارک سے آں حضرت کا فیض مجھ کو پہنچا، اِس وقت بھی جب مزار مبارک پر میں جاتا ہوں فیض کا پہنچنا معلوم کرتا ہوں۔

مولانا ابو الکلام آزادؒ نے لکھا ہے:

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ ہندوستان کے اکابر مشائخ طریقت میں تھے، اور اس درجہ کے آدمی تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے ان کے علم وبصیرت کے بلند مقام کا اعتراف کیا تھا۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میری نظر صرف ہندوستان کے اندر ہی محدود نہیں ہے بلکہ بلاد عرب وحجاز کی بھی خبر رکھتا ہوں، میں کہہ سکتا ہوں کہ آج اس درجہ کی شخصیت ناپید ہے۔ شاہ صاحب کا یہ اعتراف دراصل اس حقیقت پر مبنی تھا کہ شاہ صاحب کی طرح مرزا صاحب بھی تقلید شخصی کی بندشوں سے آزاد ہو چکے تھے اور فکر ونظر کا مجتہدانہ ذوق رکھتے تھے۔ مرزا صاحب کا مقام اس سے بہت بلند تھا کہ شاعروں کی صف میں انہیں جگہ دی جاتی۔ لیکن ان کے ذوق کی جامعیت نے انہیں اس میدان میں بھی سر بلند کر دیا۔ وہ فارسی کے کہنہ مشق شاعر اور اردو شاعری کے مسلّمہ مصلح تھے۔ ہمیں ان کی شاعری کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اسی کی بدولت ایک شاعر نے ان کی تصویر بہم پہنچائی اور آج اس نگارخانہ میں ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔(۷)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں جناب

عبدالرزاق قریشی نے لکھا ہے کہ

وہ جوانی ہی میں تارک الدنیا ہو گئے تھے، اور ان کے وقت کا بیشتر حصہ ذکر و مراقبہ میں گزرنے لگا تھا، مسلسل تیس سال تک مختلف بزرگوں سے کسب فیض کرنے کے بعد جب وہ مسند ارشاد و ہدایت پر بیٹھے تو ان کے وقت کا زیادہ حصہ مریدوں اور معتقدوں کی ہدایت و تربیت میں صرف ہونے لگا۔ ترویج طریقہ کی خاطر انہیں مختلف مقامات کا سفر بھی کرنا پڑتا تھا، شاید انہیں وجوہ کی بنا پر علم و فضل اور ذوق ادب کے باوجود انہوں نے کسی مستقل تصنیف و تالیف کی طرف توجہ نہ کی اور نہ کر سکے، مگر چونکہ ذوق شعر گوئی انہیں فطرت کی طرف سے ودیعت ہوا تھا، اس لئے اس جذبے کی تسکین کا کچھ نہ کچھ سامان وہ بہر حال کرتے رہتے تھے۔

میرزا علی لطف نے لکھا ہے کہ میرزا مظہرؒ ''نظم و نثر ریختہ میں خوش بیان تھے'' غالباً اسی بیان کی بنیاد پر گارساں دی تاسی نے بھی لکھ دیا کہ وہ نظم و نثر، ریختہ میں مہارت رکھتے تھے، لیکن میرزا صاحب کی کسی اردو نثر کی تصنیف کا ذکر کسی معاصر یا بعد کے تذکرے میں نہیں پایا جاتا، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ صاحب گلشن ہند نے محض جوش عقیدت یا جوش بیان میں یہ جملہ لکھ دیا ہو اور گارساں دی تاسی نے اسی کو دہرا دیا۔

میرزا مقصود دہبیدی کا بیان ہے کہ ''ایشاں را اندر راہ طریقت تصانیف فائقہ بغایت خوب و مستحسن است'' اسی طرح سے خلیل السہرندی نے بھی لکھا ہے کہ میرزا صاحب نے ''چند رسائل مرغوب'' تالیف کئے تھے، پھر آگے چل کر ان کی شہادت کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے فضائل خلفائے راشدینؓ میں ایک رسالہ لکھا تھا، مولوی نعیم اللہ بہرائچیؒ نے بشارات مظہریہ میں میرزا صاحب کی دو تحریریں نقل کی ہیں، پہلی تحریر ''حقیقت مذہب اہل سنت و بطلان رویہ شیعہ'' میں تنبیہات خمسہ کے عنوان سے ہے، اور دوسری

میں سلوک طریقہ کے مختلف مدارج بتائے گئے ہیں ۔ مولوی نعیم اللہ (بہرائچی) نے دونوں تحریروں کو رسالہ کہا ہے، تصانیف فائقہ، چند رسائل مرغوب، اور رسالہ فضائل خلفائے راشدینؓ سے غالباً مصنفین مذکور کی مراد یہی تحریریں ہیں، کیوں کہ اور کسی ذریعے سے میرزا صاحب کی کسی تصنیف یا رسالے کا پتہ نہیں چلتا۔ (۸)

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دیوانِ مظہرؔ (فارسی مطبوعہ)

۲۔ خریطۂ جواہر (فارسی مطبوعہ)

جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب (م ۲۰۰۵ء) نے حضرت مظہرؔ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''حضرت مظہرؔ رحمۃ اللہ علیہ شعر و شاعری میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں ان کو اس تحریک کا بانی سمجھا جاتا ہے جس نے ایہام گوئی کو ترک کیا اور جذبات نگاری، فطری اور حقیقی شاعری، نیز سلاست اور روانی کو رواج دیا۔ لیکن فارسی شاعری میں بھی ان کا یہی رنگ ہے اور اُس شاعری کی تمام روایات ان کے یہاں موجود ہیں۔ ان کی پسند کا یہی رجحان ان کے ''خریطۂ جواہر'' میں بھی ہے جس میں ان کے انتخاب کردہ تقریباً پانچ سو معروف اور غیر معروف شعراء کا کلام ملتا ہے...... اس انتخاب سے ان کے بلند مذاق و مزاج کا اندازہ ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس دور میں اُنہی کو عطا فرمایا تھا اور حقیقت ہے کہ اس انتخاب کا جواب نہیں۔''

مولانا شبلی نعمانیؒ اس انتخاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''میں نے ثقاتِ دہلی سے سنا ہے کہ مرزا غالبؔ وغیرہ کا خیال تھا کہ ہندوستان میں فارسی شاعری کا مذاقِ صحیح جو دوبارہ قائم ہوا وہ اس انتخاب (خریطۂ جواہر) نے قائم کیا۔'' (مقالاتِ شبلی، جلد پنجم، ص ۱۲۹، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء)

دیوان اور خریطۂ جواہر کے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ مطبع مصطفائی (کانپور) سے ۱۲۷۱ھ میں جو دیوان (مع خریطۂ جواہر) شائع ہوا تھا اس میں حضرت مظہرؒ کے خود نوشت حالات بھی ہیں۔

حضرت مظہرؒ کے دیوان میں زیادہ تر غزلیں ہیں۔ رباعیاں کم ہیں۔ واسوخت بھی ہے اور مخمسات میں ایک مخمس میلیؔ کی غزل پر اور ایک میرزا صائبؔ (م ۱۰۸۱ھ) کی غزل پر ہے۔ دو چھوٹی مثنویاں (نظم) ہیں اور ایک قطعۂ تاریخ بھی ہے...... اور یہ عجیب بات ہے کہ ان کے متعدد اشعار اُن کی ''بے گناہ'' اور معصوم شہادت سے متعلق (بطور پیشن گوئی) پائے جاتے ہیں:

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بہ لوحِ تربتِ من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جُز بے گناہی نیست تقصیرے

اگرچہ بے گنہم می کُشد خوشم مظہرؔ
کہ می کند بہ وفا یار امتحان مرا

ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق
بخاک وخون طپم وگوئی از برائے من است

ان کے دیوان میں دو مثنویاں (منظومات) ملتی ہیں۔ اُن میں سے پہلی مثنوی کے چند اشعار اپنی سلاست کے باوجود حمد اور نعت میں بڑی مقبولیت رکھتے ہیں۔ اور ان کو نظر انداز کرنا گویا حضرت مظہرؒ کے کمال کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔ ملاحظہ ہوں:

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمدؐ چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفیٰؐ بس — محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمدؐ از تو می خواہم خدا را — الٰہی از تو عشقِ مصطفیٰؐ را
دگر لب وا مکن مظہرؒ فضولیست — سخن از حاجت افزوں تر فضولیست (۹)

۳۔ دیوان مظہرؒ (اردو غیر مطبوعہ)

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ نے لکھا ہے:

''ایک نا تمام دیوان اردو اور ایک بیاض ''خریطہ جواہر'' فارسی شعراء کے منتخب کلام کی آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔'' (۱۰)

جناب عبدالرزاق قریشی مرحوم نے ''جواہر سخن'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ شاہ شاہد علی صاحب سبز پوش، تخلص فانیؔ رئیس گورکھپور کا بیان ہے کہ میرزا صاحب کا مکمل دیوان اردو قلمی کتب خانہ خانقاہ جونپور میں موجود ہے۔ (۱۱)

ڈاکٹر تبارک علی لکھتے ہیں:

''پتہ لگا ہے کہ جونپور کی خانقاہ کے کتب خانہ میں اب دیوان مذکور موجود نہیں ہے، خدا جانے کہاں پہنچا۔ ایسی چیز کسی کے ہاتھ پڑ گئی اور اس نے اب انہیں ظاہر کرنا مناسب نہ خیال کیا ہو۔ (۱۲)

جناب عبدالرزاق قریشی مرحوم لکھتے ہیں:

''اگر شاہ شاہد علی صاحب کا بیان صحیح ہے، تو میرزا صاحب کے اردو دیوان کا غائب ہو جانا دنیائے اردو کا ایک ایسا سانحہ ہے جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ (۱۳)

۴۔ متفرق اُردو کلام

جناب عبدالرزاق قریشی نے اس کو مختلف مطبوعہ و غیر مطبوعہ تذکروں اور بیاضوں

سے یکجا اور مرتب کر کے ''میرزا مظہر جان جاناںؒ اور ان کا اردو کلام'' کے نام سے پہلی مرتبہ ادبی پبلشرز، بمبئی سے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا تھا۔ اور دوسری مرتبہ یہ کتاب ۱۹۷۹ء میں کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ ''میرزا مظہر جان جاناںؒ اور ان کا کلام'' کے نام سے دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہوئی ہے۔

جناب عبدالرزاق قریشی مرحوم نے حضرت میرزا مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے اُردو کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''میرزا صاحب کا اردو کلام بھی انہی خصوصیات کا حامل ہے، جن کے لئے ان کا فارسی کلام ممتاز ہے۔ انہوں نے فارسی میں زیادہ کہا، فارسی کلام کو محفوظ رکھا، دیوان مرتب کیا، فارسی اشعار کا ایک نہایت عمدہ انتخاب تیار کیا۔ لیکن وہ اردو سے غافل نہیں رہے۔ اگر انہوں نے اردو میں کم کہا (موجودہ اردو کلام کے پیش نظر) تو اس کی تلافی اس طرح کی کہ متعدد شاگردوں اور دوستوں کی تربیت کی ...... وہ اردو شاعری کے پہلے مصلح ہیں۔ انہوں نے یہ اصلاح لفظی و معنوی دونوں حیثیتوں سے کی ہے...... انہوں نے اردو شاعری کو ایہام کے خارزار سے نکالا اور لطافت خیال اور اسلوب بیان کے پھولوں سے اسے زینت دی۔''

انہی کی کوشش سے برج بھاشا اور دکنی الفاظ کا استعمال بہت کم ہو گیا اور بہت سے الفاظ متروک قرار پائے۔ عربی و فارسی کے الفاظ جو اردو میں صوتی لحاظ سے لکھے جاتے تھے اب اپنی اصلی شکل میں لکھے جانے لگے۔ ان کی اس کوشش کا اثر مستقل اور پائیدار تھا۔ ان کے تمام معاصرین نے اس کا اثر قبول کیا۔ اصلاح کا یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ آخر ناسخ کے عہد میں دکنی الفاظ متروک ہو گئے اور زبان منجھ کر صاف

ستھری اور پاکیزہ ہوگئی۔

ان کے ان اصلاحی کارناموں کو اردو شاعری کا مؤرخ کبھی نظر انداز نہیں کرسکتا۔ شاید انہی کارناموں کے پیشِ نظر ہماری زبان و ادب کے بلند پایہ محقق و نقاد حافظ محمود خاں شیرانی نے یہ فیصلہ کیا کہ ''ان کا پایہ میر و میرزا...... سے بلند ہے''۔

میرزا مظہرؒ کے لطیف اشعار اور اصلاحی کوششوں نے انہیں اردو ادب کی تاریخ میں زندہ رکھا ہے اور ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔

حضرت میرزا مظہر رحمۃ اللہ علیہ کے اُردو کلام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

گئی آخر جلا کر گُل کے ہاتھوں آشیاں اپنا
نہ چھوڑا ہائے بُلبل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا

ہمارے ہاتھ سے یہ دل بھی بھاگا لے کے جاں اپنا
ہم اس کو جانتے تھے دوست اپنا، مہرباں اپنا

نہ گل اپنا کیا میں نے نہ بلبل باغباں اپنا
چمن میں کس بھروسے باندتا ہے آشیاں اپنا

یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزوں سے زندگی کرتے
اگر ہوتا چمن اپنا، گل اپنا، باغباں اپنا

رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ خوباں کی
مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشقِ بدگماں اپنا

بہار آئی، کھل آئے باغ بلبل پھول کر بیٹھی
دوانوں کو کہو اس وقت کرلیویں علاج اپنا

گل کو جو گل کہوں تو ترے رو کو کیا کہوں
دُر کو جو دُر کہوں تو اس آنسو کو کیا کہوں

اس کے دل میں کبھی تاثیر نہ کی
اے محبت اسے کیا کہتے ہیں

الٰہی درد و غم کی سرزمیں کا حال کیا ہوتا
محبت گر ہماری چشمِ تر سے منہ نہ برساتی

تجلی گر تری پست و بلند ان کو نہ دکھلاتی
فلک یوں چرخ کیوں کھاتا زمیں کیوں فرش ہو جاتی

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہرؔ
فی الحقیقت میں گھر گیا مظہرؔ

(میرزا مظہرؔ جان جاناں اور ان کا اردو کلام، ص، ۲۸۴-۲۸۵-۲۹۱)

ڈاکٹر خلیق انجم صاحب نے بھی اپنے مقالہ "مرزا مظہر جانِ جاناں، اُن کا عہد اور شاعری" میں ان کے تمام اردو اشعار یکجا کر دیئے ہیں۔ یہ مقالہ ۱۹۶۱ء میں دہلی یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

۵۔ وصیت نامہ (فارسی مطبوعہ)

(یہ وصیت نامہ پہلی بار معمولات مظہریہ میں طبع ہوا ہے۔)

۶۔ رسالہ درسلوک طریقہ و بیان مقامات طریقۂ مجددیہ
(فارسی مطبوعہ در ''مکاتیب میرزا مظہرؒ'' مرتبہ عبدالرزاق قریشی مرحوم)

۷۔ رسالہ تنبیہات خمسہ در حقیقت مذہب اہل سنت و بطلان رویہ شیعہ
(فارسی مطبوعہ در ''مکاتیب میرزا مظہرؒ'' مرتبہ عبدالرزاق قریشی مرحوم)

۸۔ اپنے مختصر حالات میر غلام علی آزاد بلگرامی کے تذکرۂ سروآزاد کے لئے

۹۔ اپنے مختصر حالات بندرابن راقم خوشگو کے تذکرۂ سفینۂ خوشگو کے لئے

۱۰۔ رسالہ لُبّ الاسرار (۱۴)

۱۱۔ دیباچہ (۱۵) بر رسالہ کلمات الحق (۱۶) مؤلفہ مولوی غلام یحییٰ بہاری (۱۷) (یہ دیباچہ پہلی بار ''رقعات کرامت سعات'' میں چھپ چکا ہے۔)

۱۲۔ دیباچۂ دیوان مظہرؒ (فارسی مطبوعہ)

۱۳۔ خطبات جمعہ (عربی مطبوعہ)
(یہ خطبات معمولات مظہریہ میں پہلی بار چھپ چکے ہیں۔)

۱۴۔ مکاتیب شریفہ

حضرت مرزا مظہرؒ جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کے چار مجموعے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

(ا) رقعات کرامت سعات (فارسی مطبوعہ)

(ب) کلمات طیبات (فارسی مطبوعہ)

(ج) مکاتیب میرزا مظہرؒ (فارسی مطبوعہ)

(د) لوائح خانقاہ مظہریہ (فارسی مطبوعہ)

حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کو سب سے پہلے حضرت شاہ نعیم اللہ

بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے چند حصوں میں مرتب فرمایا تھا پہلے حصہ میں وہ مکاتیب ہیں جو حضرت مرزا صاحب آپ مخلصین و مریدین کے سوالات کے جوابات میں وقتاً فوقتاً تحریر فرمایا کرتے تھے۔ یہ مکاتیب طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اور علم تصوف کے بیان اور شریعت و طریقت کے اسرار سے پُر ہیں۔ ان مکاتیب کی جمع و ترتیب کی ابتدا ان کی زندگی ہی میں ہو چکی تھی۔ چنانچہ وہ ایک مکتوب بنام شاہ ابوالفتح لکھتے ہیں:

"دبستانِ تحقیق کے اس بے سواد میں تصنیف کتاب کی استعداد نہیں ہے۔ احباب نے شریعت و طریقت کے بعض مسائل پوچھے تھے۔ ان کے جواب مکاتیب کی صورت میں لکھے تھے۔ جنہیں عزیزوں نے جمع کرلیا ہے۔(۱۸)

ان مکاتیب کو حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے جمع کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کے مکاتیب کا یہ پہلا حصہ ہے۔ اس لئے کہ اس کے قلمی نسخے کے پہلے ورق پہ "الجزو الاولی مکتوبات من تصنیف حضرۃ مرزا جان جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ" لکھا ہے۔ اس مجموعہ میں ۲۳ مکاتیب ہیں۔ جو "مقاماتِ مظہری" "فصل ہژدہم میں اور "کلمات طیبات" "فصل دوم میں آپ کی دی ہوئی ترتیب کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔ لیکن آپ کا تحریر کردہ دیباچہ حذف کردیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. الحمد للہ الذی جعل حقائق الممکنات مخلوطۃ الوجود و العدم یشاھد فی مرایا الحدوث انوار الصفات و ظلال القدم و الصلوٰۃ علی سیدنا محمد ن الذی ھو مظہر الجود و الھدایۃ و الکرم و علی آلہ و اصحابہ الذین بذلوا جھدھم فی اظھار کلمۃ

الحق علی الوجہ الاکمل و الاتم۔

امابعد می گوید ایں عاصی پر معاصی محمد نعیم اللہ بہرائچی کہ مکتوبے چنداست ازمکتوبات قدسی آیات قدوۂ علماء اعظم اولیاء عالم قطب دائرہ ولایت مرکز افلاک ارشاد و ہدایت شمس الملۃ والدین مظہر الہدایۃ والیقین ہمنام حبیب اللہ رب العالمین وارث الانبیاء والمرسلین متبع آثار الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

شرح توصیف است بااہل جہاں ہمچو راز عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف تو تارہ برند پیش زاں کہ فوت آں حسرت خورند
اے لقائے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمانی ہر چہ مارا در دل است دستگیری ہر کہ پایش درگل است
تا قیامت گر بگویم ایں کلام صد قیامت بگذرد ایں ناتمام

اعنی قیم طریقہ احمدیہ محی سنن نبویہ قیوم زماں سلطان عارفاں شیخنا سیدنا و مرشدنا امامنا السعید والشہید حضرت میرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ والرضوان کہ از زبان فصیح قلم تنقیح ایشاں حق صریح درصورت اعتقاد صحیح می ریزد درجواب اسولہ احباب کہ شفاء العی السوال است نزول ایں برکات گردیدہ اما ایں نادر الاسالیب وخیر المکاتیب کہ موجز وسدید و مستحسن ومفید است خیر الکلام ماقل و دل ہدایتی است عظیم وصراطی است مستقیم درمسلک اعتدال بین التفصیل والاجمال کہ مقصود از تعبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم استقامت است و دلالت برراہ اقتصاد وعدالت والموذجی است دربیان طریقہ مجددیہ نقشبندیہ ومسائل ضروریہ اعتقادیہ دینیہ کہ از راہ کشف والہام بر

قلب آنحضرت نازل شدہ وشمّہ است درمسئلہ توحید وجودی وتوحید شہودی کہ بوجہی اتم بیان فرمودہ وعلومی است معارف عجیبہ کہ درضمن آں ترشح نمودہ تا از ثمرات برکات آں حظی وافر نصیب یاران ومطالعہ کنندگان باشد صورت واثری عظیم درآئینہ باطن ایشاں منعکس گردد رزقنا اللہ تعالیٰ بانوار برکاتہ ونور قلوبنا باقتباس سیرت بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وعشیرتہ۔ (۱۹)

مکاتیب کے اس پہلے حصّہ کے عنوانات درج ذیل ہیں:

مکتوب اول: دربیان التزام اتباع سنت سنیہ وتحصیل مرتبہ حضور وجمعیت وآگاہی۔

مکتوب دویم: دردفع اعتراض کہ احوال متوسلان طریقہ احمدیہ موافق دعویٰ اوشان نیست۔

مکتوب سیوم: دربیان معنی لفظ نسبت بہ اصطلاح صوفیہ۔

مکتوب چہارم: دربیان علم حضوری وحصولی۔

مکتوب پنجم: دربیان اجوبہ شبہاتے کہ برکلام حضرت مجددؒ می نمایند۔

مکتوب ششم: درجواب شبہاتے کہ برمقالات حضرت مجددؒ می کنند۔

مکتوب ہفتم: دربیان فضل یکے بردیگرے یعنی حضرت مجددؒ وحضرت غوث الثقلینؒ۔

مکتوب ہشتم: درتصویر مسئلہ وحدت وجود۔

مکتوب نہم: دربیان مکشوف مجددؒ درمسئلہ حقائق ممکنات۔

مکتوب دہم: دربیان معنی قول صوفیہ کہ صوفی تا خود را از کافر فرنگ بدتر نداند از کافر فرنگ بدتر است۔

مکتوب یازدہم: در دفع شبہ کہ مزیت صبر ولی کہ بہ بلائے شدید مبتلا بود و دعا برائے آں نہ نمود بر صبر حضرت ایوب علیہ السلام کہ دعا بجہت دفع بلا فرمود لازم می آید۔

مکتوب دوازدہم: در بیان ذکر جہر و ذکر خفی۔

مکتوب سیزدہم: در بیان مسئلہ سماع۔

مکتوب چہاردہم: در بیان مسئلہ جبر و اختیار۔

مکتوب پانزدہم: در بیان حسب و نسب شریف حضرت ایشاں۔

مکتوب شانزدہم: در بیان آئین کفار ہند۔

مکتوب ہفدہم: در بیان رفع سبابہ۔

مکتوب ہیژدہم: در بیان عمل بالحدیث و انتقال از مذہبے بہ مذہبے۔

مکتوب نوزدہم: در بیان عقیدہ اہلسنت و جماعت در حق معاویہ بن ابی سفیان۔

مکتوب بیستم: در بیان عقیدہ اہل سنت و جماعت در حق صحابہ و اہل بیتؓ بالاجمال۔

مکتوب بیست ویکم: در بیان خلفاء کہ موافق حدیث شریف دوازدہ از قریش خواہند بود۔

مکتوب بیست و دویم: در وجہ ملالت حضرت عائشہؓ از حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ۔

مکتوب بیست وسیوم: در بیان اصطلاح حضرات صوفیہ کہ اسلام و کفر ہر دو مجازی است یا حقیقی۔ (۲۰)

(مکتوب بیست وسیوم قلمی نسخے کا آخری مکتوب ہے، جو مقامات مظہری اور کلمات طیبات میں مطبوعہ مکاتیب میں شامل نہیں ہے)

پہلے حصہ کے بعد آپ نے حضرت مرزا صاحبؒ کے کافی تعداد میں مکاتیب فراہم

کر کے دوسرا مجموعہ ترتیب دیا تھا جس کا دیباچہ درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ بعد الحمد والصلوٰۃ والتحیات الزاکیات النامیات فقیر نعیم اللہ بہرائچی محمدی مجددی نقشبندی مظہری کلمہ چند از خلاصہ رقعات کرامت سعات قبلہ خدا پرستان وکعبہ راستان و درستان قطب الاقطابی سیدی و مرشدی حضرت مرزا جان جاناں شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت۔

گر بگویم شرح وصفش بردوام بگذرد عمر و نگردد ایں تمام

بہ نیت استفادہ واسترشاد برخورداران کرامت نشان حافظ منا وحافظ دلیل اللہ ونور دیدہ ہای دل وجان علیم اللہ وعبداللہ ولطف علی وبشارت اللہ زاد اللہ تعالیٰ قدرہم وعمرہم وعلمھم جمع نمودہ تا آں برخورداران ونور دیدہ ہاو ہر کہ از یاران طریقہ وطالبان خدا آں رابصدق دلہا مطالعہ نمایند از ثمرات ایں برکات حلاوت ہای تازہ وفیض ہای بی اندازہ دریابند، ہو اللہ الموفق والمعین۔(۲۱)

یہ مجموعہ ۶×۹ سائز کے ۲۴۲ صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ یہ قلمی نسخہ بوسیدہ اور کرم خوردہ حالت میں ہے، جس کی وجہ سے مکاتیب کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی اور اس مجموعہ کا کوئی دوسرا نسخہ بھی ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔

اس کے بعد آپ نے اس مجموعہ کا انتخاب کر کے تیسرا مجموعہ ترتیب دیا۔ جس کا دیباچہ درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ بعد حمد وصلوۃ برضمائر اولی البصائر پوشیدہ نماندکہ ایں نسخہ تذکیر فیض اکسیر بحر کبریا ورسالہ درخلاصہ بحار زبدۃ الوصایا ماخوذ و مستفاد از انوار مشکوٰۃ رقعات فیوض آیات قدوۂ اولیاء زمان سلطان

عارفان جہان قطب الاقطابی سیدی مرشدی حضرت میرزا جان جاناں شہید است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجہت نفع خاص وعام خصوصاً برای استفادہ واسترشاد فرزندی ارشدی برخوردار غلام احمد باقی۔ (۲۲) اطال اللہ عمرہ وزاد قدرہ الی یوم التناد فقیر نعیم اللہ بہرائچی غفر اللہ لہ ولو الدیہ بنور توفیق بسعادت ایں تدوین کہ دلیل برحصول دوامت مقصود طالبان طریقہ و متضمن برفوائد کثیرہ ونصائح بلیغہ است موفق شدہ تاہر کہ سعادت مطالعہ ودولت ملاحظہ ایں رسالہ دریابد انوار رشد وہدایت بدیدہ بصیرت معاینہ ومشاہدہ نماید ہو اللہ الموفق والمعین۔ (۲۳)

یہ مجموعہ ''رقعات کرامت سعات'' کے نام سے پہلی مرتبہ ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۴ء میں مطبع فتح الاخبار کول (علی گڑھ) سے باہتمام محمد عثمان خاں خورجوی طبع ہوا ہے۔ اور اس پر مولوی محمد نصر اللہ خاں (۲۴) خورجوی (ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ) نے حاشیہ لکھا ہے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے:

''مکتوبات کی اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ ہمارا خیال ہے کہ جس طرح مولانا نعیم اللہ بہرائچیؒ نے سب سے پہلے آپ (حضرت مظہرؒ) کے حالات پر مستقل کتابیں لکھ کر ''اوّلین سوانح نگار'' کا شرف حاصل کیا ہے اسی طرح انہوں نے آپ کے مکتوبات کا بھی ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، یہی وہ مجموعہ ہے جو سب سے پہلے طبع ہوا۔ اس کا نام ''رقعات کرامت سعادت شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں مظہر شہید'' ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت مظہر کے تمام مکاتیب کے تمام مجموعے جدید تحقیقی اصول وضوابط کی بنیادوں پر مطالعہ کئے جائیں اور ان

کا بھرپور سیاسی، سماجی، مذہبی اور ادبی جائزہ لیا جائے۔(مقامات مظہری (مقدمہ) از: محمد اقبال مجددی، ص ۷ ۱۳- ۱۴۲)

اس مجموعہ میں ۶۷ مکاتیب ہیں جو درج ذیل حضرات کے نام ہیں:

درذکر وصیت نامہ آنحضرت

بنام میر مسلمان متضمن باحوال ظاہری شیخ و مکتوب الیہ

ایضاً ایضاً

ایضاً ایضاً

ایضاً درسپارش میر شرف الدین حسین

بنام مولوی ثناء اللہ سنبھلی درہدایت ختم خواجگان وختم حضرت مجددؓ

بنام مولوی ثناء اللہ سنبھلی درسپارش محمد دانش بنگالی

بنام ایضاً باطلاع رحلت میاں محمد منیر وسفارش ظفر علی خاں۔

بنام مولوی ثناء اللہ سنبھلی، مشتمل برتاسف باحوال مولوی قلندر بخش و بے سامانی خود

بنام شاہ محمد سالم درہدایت التزام شریعت وشغل طریقت۔

بنام شاہ نعیم اللہ بہرائچی درتسلّی مکتوب الیہ۔

بنام میاں محمد قاسم مشتمل براجازت سورۂ لایلاف برائے دفع اعداء وترتیب آں

بنام میاں محمد قاسم درہدایت تلاوت سورۂ لایلاف و دعاء حزب البحر

بنام میاں محمد قاسم درسفارش لالہ برج لال

بنام محمد اسحاق خاں مشتمل برنصائح

بنام صاحبزادہ مرید حسین ایضاً

بنام نواب عبداللہ خاں شاہجہاں پوری مشتمل برنصائح

بنام نواب فیض اللہ خاں خلف رشید ایشاں، در اجازت حزب البحر۔
بنام ارشاد خاں سنبھلی، مشتمل بر مضامین نصیحت آمیز
بنام ظفر علی خاں خلف رشید ایشاں در بیان استفسار حالات سفر مکتوب الیہ و مضامین نصیحت آمیز۔
بنام شاہ ابو الفتح در سفارش ہزبر علی خاں۔
بنام شاہ ابو الفتح در سفارش ظفر علی خاں۔
بنام چودھری تہور خاں در سفارش میر اسد اللہ۔
بنام مولوی قطب شاہجہانپوری
در ہدایت تلاوت سورۂ لایلاف صبح و شام و تعزیت مولوی غلام یحییٰ۔
بنام میر حفیظ اللہ خاں در بعض احوال میاں عزیز اللہ۔
بنام میر اجنبی در سفارش میر بچو۔
بنام مولوی محمد سعید قاضی پیلی بھیت، در سفارش محمد شاہ
بنام ملا محمد یار در سفارش میر اسد اللہ
بنام مولوی عبد الرزاق در سفارش میاں محمد اکبر
بنام مولوی احسن خاں بریلوی مشتمل بر احوال سفر خود
بنام محمد کلیم بنگالی در سفارش حضرت میر مسلمان
بنام میر پیر علی مشتمل بر احوال سفر خود
بنام میر محمد مبین خاں در تعزیت میر مسلمان۔
بنام میر محمد معین خاں باطلاع ضعف جسمانی و سفر وطن اصلی۔
بنام متعلقان میر محمد معین خاں در تعزیت میر محمد مکین خاں صاحب۔

بنام شخصے لاعلم در بارۂ ارسال اشعار چند

بنام سید حشمت خاں بہادر شہسوار جنگ، محتوی باین مضمون کہ فلانی را روی رجوع بطریقہ دیگر است۔

بنام نواب خان خاناں پسر نواب قمر الدین خاں وزیر در سفارش

بنام نواب عماد الملک در بیان آنکہ از مصحف شریف فال زدن در حدیث شریف نیاید و مگر ممنوع ہم نیست۔

بنام نواب عماد الملک در بیان اینکہ کار بمصالح و تدبیر باید کرد۔

" " در سفارش میر محمد مبین صاحب

" " در سفارش بعض اعزہ

" " مشتمل بر مضامین نصیحت آمیز

بنام صاحبزادہ غلام عسکری خاں ایضاً

" " در ہدایت

" " ایضاً

" " ایضاً

" " در بیان صلح نواب و جاٹ با نجیب خاں

" " در بیان شاہ ابدالی یعنی احمد شاہ دُرانی۔

" " مشتمل بر مضامین نصیحت آمیز

" صاحبزادہ محمد احسان احمدی، در بیان بعض مضامین توحید

" صاحبزادہ محمد احسان احمدی در اجازت دادن بداخل نمودن حافظ سرور خاں در طریقہ

" صاجبزادہ محمد احسان احمدی، دربیان ہجوم قوم روہیلہ برائے بیعت طریقت

بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتی درتعزیت۔

بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتی درتعزیت مسماۃ لطف النساء

بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتی برائے ہدایت ونصیحت مکتوب الیہ

" " ایضاً

" " دربیان پسند آمدن مؤلفات قاضی ثناء اللہ صاحب

" " مشتمل براحوال احمد اللہ

" " درتعزیت والدہ قاضی ثناء اللہ صاحب

بنام متعلقان قاضی ثناء اللہ پانی پتی مشتمل برنصائح وہدایت

بنام مولوی احمد اللہ خلف الرشید قاضی ثناء اللہ صاحب مشتمل برنصائح وہدایت

بنام مولوی دلیل اللہ فرزند اصغر قاضی ثناء اللہ صاحب مشتمل برنصائح وہدایت

بنام محمد مراد درراضی شدن سفرحج

بنام سید نعیم اللہ گلاوٹی درہدایت

بنام حکیم محمد فاروق

بنام حکیم شریف خاں دراستخبار نماز جنازہ والدہ قاضی ثناء اللہ صاحب

بنام شاہ بدرعلی لکھنوی مشتمل بررخصت دادن مولوی نعیم اللہ بطرف وطن۔

دیباچہ بررسالۂ مولوی غلام یحیٰ (یعنی رسالہ کلمات الحق دربیان مسئلہ وحدت وجود ووحدت شہود)

درذکرکلمات قدسیہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ بطریق وصایا بہ شاہ نعیم اللہ بہرائچی نوشتہ۔

"رقعات کرامت سعات" کے تمام مکاتیب "کلمات طیبات" کی فصل دوئم میں آپ کی دی ہوئی ترتیب کے ساتھ شائع ہوئے ہیں لیکن آپ کا تحریر کردہ اس کا دیباچہ بھی حذف کردیا گیا ہے۔

آپ نے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے چند علمی مکاتیب کو بھی جمع کیا تھا جو "کلمات طیبات" کی فصل سیوم میں آپ کی دی ہوئی ترتیب کے ساتھ شائع ہوئے ہیں لیکن مذکورہ مجموعہ ہائے مکاتیب میرزا مظہرؒ کی طرح اس کا بھی دیباچہ حذف کردیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بعد حمد وصلوٰۃ فقیر نعیم اللہ بہرائچی محمدی مجددی بحکم اشارت پر بشارت بعضے اعزہ واحباب مکتوبے چند از مکتوبات قدسی آیات ارشاد پناہی عرفان دستگاہی مولوی معنوی مولانا ثناء اللہ پانی پتی خلیفۂ برحق قائم مقام مطلق قطب الاقطابی سیدی مرشدی حضرت میرزا جان جاناں شہید را رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمنصۂ تحریر وتدوین می آرد تا ہر کہ از طالبان حق و یاران طریقہ بمطالعہ آں مشرف شود حلاوت تازہ از ثمرات برکات آں زیادہ از اندازہ دریابد وفقیر رانیز درآں وقت بدعائے خیر خاتمہ ازگوشہ خاطر فراموش نہ سازد ھو اللہ الموفق والمعین۔ (۲۵)

اس مجموعہ میں سات مکاتیب ہیں۔ جو قدرے طویل ہیں۔ ان کے عنوانات درج ذیل ہیں:

مکتوب اوّل: بہ شاہ غلام علی صاحب در بیان نسبت بین الخالق والمخلوق وتوحید وجودی وشہودی ومسئلہ اقربیت ومسئلہ جبر وقدر و دیگر مسائل ضروریہ در شریعت وطریقت۔

مکتوب دویم: بہ شاہ غلام علی صاحب در تحقیق مقامات مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مکتوب سیوم: بہ شاہ غلام علی صاحب۔ درحل اشکال واردہ بر بعض مقام طریقہ و بیان سلوک و جذبہ۔

مکتوب چہارم: بہ شیخ محمد قاضی کیرانہ، در بیان علم حضوری و علم حصولی و فوائد دیگر۔

مکتوب پنجم: بہ شیخ محمد قاضی کیرانہ۔ در بیان شریعت و طریقت و حقیقت معہ بیان چند سوال دیگر۔

مکتوب ششم: بہ فقیر راقم (حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ) در تحقیق معنی قیومیت و بیان وعظ و نصیحت و شرح معنی عشق و محبت با فوائد دیگر۔

مکتوب ہفتم: بہ عزیزے از سادات۔ در باب تجویز لعن بر یزید (یعنی لعن کردن بر یزید جائز است یا نہ)

مکاتیب کے ان تینوں مجموعوں کو ''کلمات طیبات'' کے مؤلف نے اپنی کتاب میں ضم کر کے اور تینوں کے دیباچوں کو حذف کر کے اپنے نام سے شائع کیا ہے۔

''کلمات طیبات'' پہلی مرتبہ ۱۳۰۳ ہجری میں مطبع مطلع العلوم مراد آباد سے مولوی محمد امجد علی (مالک اخبار ''نیر اعظم'') کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے، ابوالخیر محمد بن احمد مراد آبادی نے اس کو مرتب کیا ہے، مولوی محمد قمر الدین مراد آبادی و مولوی محمد صدیق حسن سنبھلی نے اس کی تصحیح کی اور حاشیہ لکھا ہے، منشی انوار حسین تسلیمؔ سہوانی نے اس پر تقریظ لکھی ہے، مرتب نے اس کو دو باب میں تقسیم کیا ہے۔ باب اول در مکاتیب، یہ باب چار فصلوں پر مشتمل ہے۔ فصل اول در مکاتیب حضرت غوث الثقلینؓ۔ فصل دوئم در مکاتیب حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؓ۔ فصل سیوم در مکاتیب قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔ فصل چہارم در مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، باب دوئم در ترجمہ رسالہ اسرار العارفین و

سیر الطالبین شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔

اسی ''کلمات طیبات'' کی فصل دوئم مکتوب اول صفحہ ۱۸ سے مکتوب ہشتاد وہشتم صفحہ ۹۶ تک کے تمام مکاتیب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر خلیق انجم صاحب نے کیا تھا جو ''مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خطوط'' کے نام سے پہلی مرتبہ ۱۹۶۲ء میں مکتبۂ برہان دہلی سے شائع ہوا ہے۔

یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ حضرت مرزا صاحبؒ اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے مکاتیب حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کی کوشش اور توجہ سے ہی جمع ہوئے تھے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کے مکاتیب کا ایک مجموعہ جناب عبد الرزاق قریشی مرحوم نے بھی ترتیب دیا تھا۔ انہوں نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے:

''حضرت میرزا جان جاناں مظہرؒ کے یہ مکاتیب (تین مکتوب کو چھوڑ کر) جناب مولانا ابو الحسن زید صاحب فاروقیؒ (چتلی قبر، دہلی) کی عنایت سے مرتب کو ملے۔ ان کے پاس یہ مکاتیب کس طرح پہنچے، یہ خود ان ہی کی زبان سے سننا زیادہ مناسب ہوگا۔ مکاتیب کی نقل کے ساتھ انہوں نے مندرجہ ذیل چند سطروں میں ان کے ملنے کا مختصر حال بھی لکھ بھیجا تھا''۔

''یہ مکاتیب شریفہ، اور تمام رسائل وکتب حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ جنہیں آپ نے تالیف فرمایا یا جمع کیا تھا، مولوی محفوظ اللہ پسر مولوی ولی اللہ پسر مولوی صفوۃ اللہ پسر مولوی قاضی احمد اللہ پسر قاضی ثناء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ تھے---اول الذکر (مولوی محفوظ اللہ) کے کوئی لڑکا نہیں تھا اس لئے مکتبہ علمیہ وراثۃً لڑکی تک پہنچا اور لڑکی سے لڑکی تک اور اس سے ان کے صاحبزادے نواب زادہ لئیق احمد خاں انصاری پانی پتی تک پہنچا---۱۳۵۵ ہجری (۱۹۳۶ء) کے اوائل

یں نواب زادہ لئیق احمد خاں انصاری نے ان اخبار و
حوالہ کیا''۔

مولانائے موصوف نے اپنے ایک خط میں بھی ان مک
فرمایا تھا۔ چونکہ اس سے بات اور واضح ہو جاتی ہے اس لئے ا
جملے ذیل میں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

''نواب زادہ لئیق احمد خاں صاحب پانی پت میں محلہ
تھے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کا خ
۱۹۴۷ء تک اسی حالت میں موجود تھا۔ غالباً چالیس گز
گز لمبا ہوگا---شرقی حصہ نواب زادہ کی والدہ ماجدہ
تھا جس میں حضرت قاضی صاحب رہتے تھے----
---نواب زادہ لئیق احمد صاحب کی اہلیہ ہیں اور اس
کے دیکھنے بلکہ اس میں قیام کرنے کا موقع مجھے بار ہا م
ایک کمرہ میں تقریباً پچاس سال سے کتابوں کا انبار ز
قیمتی ذخیرہ تھا جو برباد ہوا۔ ردی کاغذ کی شکل میں پھٹے
دو من تھے جو سب ضائع ہوئے۔ بیس دن تک ایک ع
وہاں رکھا اور انہوں نے ایک ایک ورق دیکھا۔ صر
کتابیں ہاتھ لگیں۔ یہ مکاتیب ایک تھیلے میں
قصہ۔ (۲۶)

اس مجموعہ میں ۷ ۱۴ امکاتیب ہیں جو درج ذیل حضرات
بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتی

میں نواب زادہ لئیق احمد خاں انصاری نے ان اخبار و کتب کو فقیر کے حوالہ کیا۔"

مولانائے موصوف نے اپنے ایک خط میں بھی ان مکاتیب کے ملنے کا حال تحریر فرمایا تھا۔ چونکہ اس سے بات اور واضح ہو جاتی ہے اس لئے اس کے بھی چند ضروری جملے ذیل میں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

"نواب زادہ لئیق احمد خاں صاحب پانی پت میں محلہ قاضیان میں رہتے تھے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کا خاص رہائشی مکان ۱۹۴۷ء تک اسی حالت میں موجود تھا۔ غالباً چالیس گز چوڑا اور پینتالیس گز لمبا ہوگا---شرقی حصہ نواب زادہ کی والدہ ماجدہ کا تھا اور یہ وہ حصہ تھا جس میں حضرت قاضی صاحب رہتے تھے----میری منجھلی بہن ---نواب زادہ لئیق احمد صاحب کی اہلیہ ہیں اور اس طرح اس مکان کے دیکھنے بلکہ اس میں قیام کرنے کا موقع مجھے بارہا ملا۔ اس مکان کے ایک کمرہ میں تقریباً پچاس سال سے کتابوں کا انبار زمین پر پڑا تھا۔ کیا قیمتی ذخیرہ تھا جو برباد ہوا۔ ردی کاغذ کی شکل میں پھٹے اوراق یقیناً ڈیڑھ دو من تھے جو سب ضائع ہوئے۔ بیس دن تک ایک عالم کو میں نے وہاں رکھا اور انہوں نے ایک ایک ورق دیکھا۔ صرف پانچ سات کتابیں ہاتھ لگیں۔ یہ مکاتیب ایک تھیلے میں تھے۔ یہ ہے ان کا قصہ۔ (۲۶)

اس مجموعہ میں ۱۴۷ مکاتیب ہیں جو درج ذیل حضرات کے نام ہیں:

بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ایک سو تیس عدد)

بنام مادر قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ایک عدد)

بنام خانم قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ایک عدد)

بنام قاضی احمد اللہ (سات عدد)

بنام صبغۃ اللہ (ایک عدد)

بنام دلیل اللہ (ایک عدد)

بنام محمد مراد (ایک عدد)

بنام شاہ علی (ایک عدد)

بنام رای کیول رام (ایک عدد)

بنام مولوی نعمت و محمد حسن خاں (ایک عدد)

بنام محمد حسن خاں (ایک عدد)

بنام سید موسیٰ خاں دہبیدی (ایک عدد)

یہ مجموعہ پہلی مرتبہ ''مکاتیب میرزا مظہرؒ'' کے نام سے ۱۹۶۶ء میں علوی بک ڈپو بمبئی سے شائع ہوا تھا۔ اس میں ضروری تشریحات کے علاوہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے مختصر حالات اور ان کی تالیفات کی مختصر فہرست بھی ہے۔ نیز اس کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر حضرت میرزا صاحبؒ کی دو تحریریں تنبیہات الخمسہ، اور سلوک طریقہ (جو بشارات مظہریہ سے نقل کی گئی ہیں) شامل ہیں۔

اس مجموعہ کا اُردو ترجمہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب (سابق پروفیسر، شعبۂ تاریخ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) نے کیا تھا جو پہلی مرتبہ ۱۹۹۵ء میں خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری، پٹنہ سے شائع ہوا ہے۔

سلسلۂ مظہریہ کے دو سو مکتوبات کا ایک مجموعہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب

(سابق پروفیسر، شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی حیدرآباد، سندھ) نے ۱۹۷۲ء میں ترتیب دیا تھا۔ یہ مکتوبات ڈاکٹر صاحب موصوف کو خانقاہ اخوند ملّا نسیم (م: ۱۲۳۱ھ) الموسوم بہ خانقاہ نورمحل (موضع اوچ، ریاست دیر، صوبہ سرحد، مغربی پاکستان) سے حاصل ہوئے تھے جیسا کہ انھوں نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے:

> راقم الحروف نے حضرت نسیمؒ کے جمع کردہ نادر اور غیر مطبوعہ مکتوبات تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اوچ کا سفر اختیار کیا۔ خانقاہ میں حضرت مظہرؒ کے دس مکتوبات، اور ان کے خلیفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م: ۱۲۲۵ھ) کے نو مکتوبات موجود ہیں۔ حضرت مظہرؒ کے نام ان کے احباب اور مریدین ومتوسلین کے لکھے ہوئے مکتوبات بھی ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ان کی تعداد ۱۳۷ ہے۔ علاوہ ازیں ۴۴ مکتوبات ایسے ہیں جو حضرت مظہرؒ کے احباب اور مریدین ومتوسلین نے آپس میں ایک دوسرے کو تحریر کئے ہیں، یا حضرت نسیمؒ کے متوسلین نے تحریر کئے ہیں۔ اس موقع پر حضرت نسیمؒ کے اخلاف مذکورہ کی عنایت سے نہ صرف ان غیر مطبوعہ مکتوبات میں سے بعض کی نقل حاصل ہوئی بلکہ چند کے عکوس تیار کرانے کا موقع بھی ملا۔ (۲۷)

مکتوبات کے اس مجموعے کی تقسیم دو حصوں یا ابواب پر کی گئی ہے۔ پہلا حصہ ''باب مظہرؒ'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اور دوسرا حصہ ''باب نسیمؒ'' کے نام سے۔ باب مظہر میں حضرت مظہرؒ کے لکھے ہوئے اور ان کے نام آئے ہوئے مکتوبات کے علاوہ آپ کے سلسلے کے حضرات کے آپس میں لکھے ہوئے مکتوبات بھی ہیں۔

دوسرا حصہ یعنی ''باب نسیمؒ''، اخوند ملّا محمد نسیمؒ کے نام قاضی ثناء اللہ پانی پتی، اہلیۂ

حضرت مظہرؒ، والدۂ ماجدہ حضرت نسیمؒ کے مکتوبات ہیں، اور ان کے علاوہ احباب اور مریدین کے مکتوبات بھی ہیں، جو اخوند محمد نسیم کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان مکتوبات سے سرحد کے علاقوں میں سلسلۂ مجددیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت سے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ (۲۸)

اس مجموعے کے جملہ مکتوبات فارسی میں ہیں (بجز ایک کے، جو عربی میں لکھا گیا ہے) اور لگ بھگ ۱۱۷۵،۷۰ھ سے لے کر ۱۲۳۱ھ تک کے درمیانی عرصے میں لکھے گئے ہیں، زیادہ تر حضرت مظہرؒ کے حین حیات (تا ۱۱۹۵ھ) کے ہیں، اور کچھ ۱۱۹۵ھ سے ۱۲۳۱ھ کے درمیانی عرصے کے بھی ہیں جب کہ دہلی میں شاہ غلام علیؒ (م: ۱۲۴۰ھ) مسند ارشاد پر متمکن تھے۔ (۲۹)

یہ مجموعہ دو ابواب پر مشتمل ہے:

(۱) باب مظہرؒ (۱۷۲ مکتوبات) (۲) باب نسیمؒ (۲۸ مکتوبات)

❁ باب مظہرؒ

۱- مکتوبات حضرت مظہرؒ

۲- مکتوبات بنام حضرت مظہرؒ

۳- مکتوبات متوسلین حضرت مظہرؒ، فیما بینہم۔

❁ باب نسیمؒ

۱- مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

۲- مکتوب اہلیہ حضرت مظہرؒ

۳- مکتوب والدہ ماجدہ حضرت نسیمؒ

۴- مکتوبات احباب و مریدین۔

اس مجموعے میں حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے صرف دس مکتوبات ہیں، جو درج ذیل حضرات کے نام ہیں۔ باقی مکتوبات دوسرے حضرات کے ہیں۔

بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	(ایک عدد)
بنام اخوند مُلّا محمد نسیمؒ	(سات عدد)
بنام میر عبدالہادیؒ	(ایک عدد)
بنام شیخ صاحب	(ایک عدد)

یہ مجموعہ پہلی مرتبہ ''لوائح خانقاہ مظہر'' یہ اعنی ''مکتوبات مدرسۂ دیر'' کے نام سے ۱۹۷۵ء میں حیدر آباد، سندھ سے شائع ہوا ہے۔

حواشی

۱۔ تاریخ دعوت وعزیمت حصہ چہارم،ص ۳۸۱،انفاس الاکابر (فارسی) ص ۲۴

۲۔ مقامات مظہری (اردو) ص ۲۸۵،انفاس الاکابر (فارسی) ص ۲۴

۳۔ مقامات مظہری (فارسی) ص ۳۰،انفاس الاکابر (فارسی) ص ۲۴

۴۔ عکسیات (ص ۳۶۸) انفاس الاکابر (فارسی) ص ۲۶

۵۔ ماہنامہ ''برہان'' دہلی، مارچ ۱۹۸۴ء،ص ۱۵۶،انفاس الاکابر (فارسی) ص ۲۶

۶۔ بشارات مظہریہ، ورق ۹۸

۷۔ مرقع شعراء (پیش لفظ) از: مولانا ابوالکلام آزاد،ص ۱

۸۔ میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام،ص ۱۴۸-۱۴۹

۹۔ حضرت مظہرؒ کی فارسی شاعری از جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں،ص ۳-۱۸۵-۱۸۷-۱۹۰ مشمولہ ''دیوان میرزا مظہر جان جاناں وخریطۂ جواہر''، مطبوعہ المصطفیٰ اکاڈمی لطیف آباد، حیدرآباد (پاکستان) ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

۱۰۔ تاریخ ادب اردو،ص ۹۲

۱۱۔ میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام،ص ۱۸۲

۱۲۔ مرزا مظہر جان جاناں ان کا عہد اور اردو شاعری،ص ۱۷۱

۱۳۔ میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام،ص ۱۸۲

۱۴۔ رسالہ لُبّ الاسرار: ۵۲ صفحات پر مشتمل، ۴×۶ سائز میں۔ ۱۱۹۰ھ کا لکھا ہوا یہ رسالہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔ جو حضرت مرزا مظہرؒ کے نام سے منسوب ہے۔ اگرچہ اس پر کوئی دیباچہ نہیں ہے۔

۱۵۔ رقعات کرامت سعات، ص ۵۳-۵۴

۱۶۔ رسالہ کلمات الحق: یہ رسالہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے بیان میں ۱۱۸۴ھ میں حضرت مرزا مظہرؒ کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ (رسالہ کلمات الحق قلمی، ورق ۱)

۱۷۔ مولوی غلام یحییٰؒ کی وفات ۱۱۸۶ھ میں حضرت مظہرؒ کی زندگی ہی میں ہوگئی۔ (رقعات کرامت سعات، صفحہ ۲۲ مکتوب حضرت مظہر بنام مولوی قطب شاہجہانپوری) اور لکھنؤ میں تکیہ شاہ پیر محمد میں مدفون ہوئے۔ (بشارات مظہریہ، ورق ۱۳۱)

۱۸۔ رقعات کرامت سعات، ص ۲۰

۱۹۔ مکتوبات حضرت مرزا جان جاناںؒ حصہ اوّل، (دیباچہ) از قلم: حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ (قلمی) ورق ۱-۲۔

۲۰۔ ایضاً (فہرست)

۲۱۔ مکتوبات حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ (دیباچہ) از قلم: حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی، قلمی (ورق ۱)

۲۲۔ برخوردار غلام احمد باقی: یہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی کے فرزند گرامی ہیں، ان کی ولادت ۱۲۰۹ھ میں ہوئی لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور ۱۲۱۱ھ میں وفات پا گئے۔

۲۳۔ رقعات کرامت سعات، ص ۲

۲۴۔ مولوی محمد نصر اللہ خاں خورجوی:

مولوی نصر اللہ خاں، خورجہ کے رہنے والے، خویشگی افغانوں کے قبیلہ سے تھے، ان کا نام عبد العلیم تھا۔ مولوی احمد علی چریا کوٹی وغیرہ علمائے زمانہ سے مروجہ رسمی علوم کی تکمیل کی، پوری استعداد رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ علمی مشاغل میں مصروف رہتے۔

انگریزی سرکار میں ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر ممتاز تھے۔اس حکومت سے پنشن پانے کے بعد نظام حیدرآباد کی حکومت نے صدر تعلقہ دار کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ ارشاد البلید فی اثبات التقلید، شرح رباعیات یوسفی (طب) شرح خلاصہ کیدانی (فقہ) وغیرہ رسالے ان کی تالیفات ہیں۔ ۱۲۹۹ھ سنہ-۲-۱۸۸۱ء میں انتقال ہوا۔ مولوی نصر اللہ خاں بن محمد عمر۔خورجہ میں ۱۲۲۶ھ سنہ مطابق ۱۸۱۱ء سنہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ عبدالعلیم لوہاروی سے بیعت ہوئے۔ان کی ایک تصنیف ''تاریخ دکن'' بھی ہے۔(تذکرۂ علماء ہند (اردو ترجمہ) ص ۵۱۶)

مولوی محمد نصر اللہ خاں خورجوی نے راقم الحروف کے جدّ امجد حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ کے نام حیدرآباد دکن سے ایک خط لکھا تھا جو درج ذیل ہے:

جناب معتقدی مطاعی حضرت مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہم بہ تقدیم مراتب تعظیم و تسلیم ملتمس الحمدللہ عافیت دارم و صحاح مزاج برادران طریقہ کہ بہ از اخوان حقیقت اند از حضرت رحمان خواہان می باشم والانامہ مع نسخۂ معمولات پرتو وصول افگندہ معز ز ساخت کتاب خود را کہ دریں جا خریدہ ام بہ آں مقابلہ نمودہ اصل آں مصحح را در خانقاہ شریفہ کتب خانہ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب نقشبندی مظہری قدس سرہ خدمت حضرت میر	مرجع عقیدت و اطاعت حضرت مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہ مراتب تعظیم و تسلیم پیش کرنے کے ساتھ الحمدللہ بعافیت ہوں، برادران طریقہ کی صحت مزاج کا بارگاہ خداوندی سے خواہاں رہتا ہوں، آں محترم کا والانامہ معہ نسخہ معمولات (مظہریہ) موصول ہوا، اپنی کتاب کا جو یہاں خریدا ہے، اس سے مقابلہ کیا، اس کے تصحیح شدہ نسخے کو خانقاہ میں حضرت شاہ سعد اللہ صاحب نقشبندی کے کتب خانے میں حضرت میر اشرف علی صاحب

اشرف علی صاحب کہ سجادہ نشین ایں جا
اند خواہم فرستاد تا ہر کہ را صحت منظور بود
از آنجا کردہ گیردو یادگار آنجا جناب در
آنجا در بلدہ حیدر آباد باشد بتاریخ ہشتم
ربیع الاول ۱۲۸۶ ہجری روز شنبہ
حضرت شاہ سعد اللہ خاں صاحب
شاہجہانپوری کہ از اجل خلفاء حضرت شاہ
احمد سعید صاحب قدس سرہما صاحب حلقہ
وتوجہ علیا بودہ اند وفات یافتند انا للہ و انا
الیہ راجعون نہایت افسوس است کہ
فیضان جاری ایشاں بہ چشم باظاہر بینان
بندشد اعلیٰ اللہ درجاتہ فی القرب والوصول
واخبار اخیار صاجزادگان مقیم حرمین
شریفین زاد اللہ شرفہما ہنوز نہ یافتہ ام کہ
قافلہ حجاج نہ رسیدہ است بعد دریافت
اطلاع خواہم نمود بہ ادراک جزو فات
میاں ولی اللہ صاحب کمال رنج
گردید اللہ تعالیٰ ایشاں را در اعلیٰ علیین
رساند و بہ فردوس بریں داخل فرماید
آمین رحمۃ اللہ وخاتمہ بالخیر نماید ہم چنیں

کی خدمت میں جو کہ یہاں کے سجّادہ
نشین ہیں ارسال کروں گا تاکہ جس کو
اس کی صحت منظور ہو وہاں سے کر کے
لے جائے اور آنجناب کی یادگار یہاں
حیدرآباد شہر میں رہے۔

بتاریخ ہشتم ربیع الاول
۱۲۸۶ ہجری روز شنبہ حضرت شاہ سعد اللہ
خاں صاحب شاہ جہاں پوری جو حضرت
شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہما کے
اجل خلفاء میں سے اور صاحب حلقہ و
توجہات عالیہ میں سے تھے، وفات
پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، افسوس
ہے کہ ان کا فیضان جاری، ظاہر بینوں کی
نظر میں بند ہو گیا۔ اعلیٰ اللہ درجاتہ فی
القرب والوصول مرحوم کے صاحب
زادوں کا حال جو حرمین شریفین زاد اللہ
شرفہما میں مقیم تھے ابھی معلوم نہ ہوا،
کیوں کہ حجاج کا قافلہ ابھی آیا نہیں ہے۔
حالات معلوم ہونے کے بعد اطلاع
دوں گا۔

باد بجاہ محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و سلم و معلوم نیست کہ فرزندان صلبی و معنوی ہم اند یا نہ از اں مطلع فرمایند۔ اگر نقل وصیت نامہ ہم عنایت شود غایت رحمت خواہد بود بہ صاجنزادگان سامی ابو محمد و نور الحسن سلمہا سلام و دعا برسد از خواندن ایشاں آگہی بخشند و حکیم نبی بخش صاحب رفیق شفیق بندہ بہ وطن خود درکیرت پور ضلع بجنور متصل نجیب آباد بہ حصول رخصت سالیانہ بہ وطن رفتہ اند و آصف زماں صاحب اکبر آبادی ..... فقیر نہ رسیدہ اند و حیدر آباد شہر کلاں است سہ صد محلہ دارد شاید جائے دارد باشند خدا داند حال ایشاں را، و میر ارشد علی صاحب تحصیل دار درگا پور سلام فقیر رسانند و خدمت محمد صفت اللہ صاحب و مجی منشی میر خیرات علی صاحب سلام مسنون بہ شوق تمام برسد و فقیر ہم خواستہ خدائے کریم است بہ ماہ کاتک بہ حصول رخصت چار ماہ بہ وطن برسید۔

میاں ولی اللہ صاحب کی خبر وفات سے بہت رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں پہنچائے اور فردوس بریں میں داخل فرمائے، اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و سلم کے طفیل لطف و احسان کا معاملہ فرمائے۔ معلوم نہیں صلبی و معنوی اولاد ہے یا نہیں اس سے مطلع فرمائیں۔

اگر وصیت نامہ (شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ) کی نقل بھی عنایت فرمائیں تو بہت کرم ہوگا۔ صاجنزادگان گرامی ابو محمد و نور الحسن سلمہما کو سلام و دعا پہنچائیں۔ ان کی پڑھائی کے بارے میں اطلاع دیں اور حکیم نبی بخش صاحب رفیق شفیق بندہ اپنے وطن کیرت پور ضلع بجنور متصل نجیب آباد سالانہ رخصت حاصل کر کے وطن گئے ہوئے ہیں۔ اور آصف زماں صاحب اکبر آبادی فقیر کے پاس نہیں پہنچے اور حیدر آباد بڑا شہر

والسلام خیر الکلام۔

۱۴؍ربیع الاول ۱۲۸۶ ہجری

از حیدر آباد دکن۔

بہ فضلہ تعالیٰ در مقام بہرائچ بہ خانقاہ مولانا نعیم اللہ صاحب قدس سرہٗ رسیدہ بخدمت شریف مطاع قدردان جناب مولانا ابوالحسن صاحب مظہری مجددی نعیمی مدظلہم معزز باد۔

مرسلہ: عبدالعلیم نصر اللہ خاں

من مقام: حیدر آباد دکن

تاریخ ۱۹؍اپریل ۱۸۶۹ء روز سہ شنبہ

ہے۔ تین سو محلے رکھتا ہے۔ شاید وہاں موجود ہوں۔ خدا ہی ان کا حال جانتا ہے۔ اور میر ارشد علی صاحب تحصیل دار درگاپور فقیر کا سلام پہنچائیں گے اور محمد صفت اللہ و محبی میر خیرات علی کو سلام مسنون باشتیاق تمام پہنچے اور فقیر بھی انشاء اللہ کاتک کے مہینے میں چار ماہ کی رخصت حاصل کر کے اپنے وطن پہنچے گا۔

والسلام خیر الکلام۔

۱۴؍ربیع الاول ۱۲۸۶ھ حیدر آباد دکن

بفضلہ تعالیٰ مقام بہرائچ میں خانقاہ مولانا نعیم اللہ صاحب قدس سرہ میں پہنچ کر مولانا ابوالحسن صاحب مظہری مجددی نعیمی مدظلہم کی خدمت سے مشرف ہوگا۔

مرسلہ: عبدالعلیم نصر اللہ خاں

از حیدر آباد، دکن،

۱۹؍اپریل ۱۸۶۹ء روز سہ شنبہ

۲۵۔ مکتوبات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (دیباچہ) از قلم: حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ (قلمی) ص ۱۔

۲۶۔ مکاتیب میرزا مظہرؒ (پیش گفتار) از: عبدالرزاق قریشی مرحوم، ص ۹-۱۰

۲۷۔ لوائح خانقاہ مظہریہ (مقدمہ) از: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ص ۲-۳

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۱-۱۲

۲۹۔ ایضاً، ص ۲۲-۲۳

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

میرزا علی لطف نے لکھا ہے:

''محرم کا مہینہ تھا، میرزا صاحب اپنے مکان (۱) پر چند مریدوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتفاق سے وہاں سے ایک تعزیہ نکلا، میرزا صاحب نے مریدوں کو مخاطب کر کے کہا کہ جس مقدمہ کو بارہ سو برس ہو چکے ہوں، ہر سال اسے تازہ کرنا کیا بدعت نہیں ہے؟ لکڑیوں کو سلام و تسلیم کرنا عقل کی خفت ہے، یہ بات ان لوگوں نے جو تعزیہ کے ساتھ تھے سنی اور امام باڑوں اور محفلوں میں دو تین شب اس کا چرچا ہوتا رہا۔'' (۲)

سید ناصر نذیر فراق دہلوی نے لکھا ہے:

''محرم کا ماتمی جلوس آپ کے مکان کے سامنے سے گزر رہا تھا آپ بعض اہل علم عقیدت مندوں کے ساتھ باہر چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ جب طوائفوں کا ٹولہ سینہ کوبی کرتے ہوئے گزرا تو گلی میں خاصی بھیڑ ہوگئی۔ حضرت نے علماء سے مخاطب ہو کر فرمایا استغفر اللہ لوگ کیسی بدعتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ چبوترے کے پاس سے ایک رافضی نے یہ الفاظ سن پائے اور بادشاہ دہلی کے ایک ایرانی درباری کو جا کر اُکسایا جو بدبخت اسی رات کار بائن لے کر آپ کی ڈیوڑھی پر پہنچ گیا۔ (آفتاب رائے لکھنوی نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ نجف خاں کے ایک رفیق کار نے حضرت مظہر پر یہ حملہ کیا تھا: ''بدست یکی از رفقای..... نجف خاں بہادر مجروح گشتہ'' (۳)۔ دروازے پر دستک سن کر حضرت نے خود جا کر کنڈی کھولی۔ اس نے کہا مرزا مظہر سے ملنا ہے، فرمایا مظہر اسی فقیر کا نام ہے۔ فائر کی آواز سن کر درویش اور خدام آپ کو لہولہان اٹھا کر اندر لائے۔ اس سے تھوڑی دیر پہلے نماز عشاء کے بعد دہلی کا ایک نوجوان امیر زادہ غزل کہہ کر لایا تھا کہ اصلاح کر دیجئے فرمایا میاں صاحب زادے اب تو اصلاح کا وقت گزر گیا، کچھ اور ہی وقت ہے۔ اس نے

عرض کیا کہ تبرکاً مطلع ہی دیکھ لیجیئے تو فرمایا ایک شعر ہو گیا ہے اسی کو تبرک سمجھ لو ؎

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر
فی الحقیقت میں گھر گیا مظہر

کاربین کے سکوں نے شکمِ مبارک میں گہرے زخم ڈال دیئے تھے انتڑیاں کٹ گئی تھیں۔ درد کی شدت میں اپنا ہی یہ شعر زبان پر آجاتا تھا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اس غزل کا ایک شعر ہے ؎

نمی گیرد دل اہل صفا زنگ از نظر بازی
تصرّف نیست ہرگز در دل آئینہ صورت را

شاہ عالم نے کہلا بھیجا کوتوالی کو تاکیدی فرمان جاری ہوا ہے کہ قاتل کو جلد گرفتار کیا جائے۔ فرمایا بادشاہ سے عرض کرنا فقیر کشتہ عشق ہوتا ہے۔ مَرے کو مارنا بے معنی سی بات ہے اگر قاتل مل جائے تو اسے میرے پاس بھجوا دیجئے کہ میں اسے معاف کر دوں اور اس کے حق میں دعا بھی کروں، تین دنوں کے بعد (مغرب کی نماز کے وقت، شب عاشورا ۱۱۹۵ھ) کو انتقال فرمایا۔

تفتیش ناکام رہی اور چھ مہینے بیت گئے۔ ایک رات یہ شخص محل کی چھت پر سو رہا تھا اچانک تڑپ کر پلنگ سے نیچے گر گیا اور ہائے وائے کرنے لگا۔ پاس سے بیگم نے اٹھ کر پوچھا کیا ہوا؟ بولا مولانا فخر کو بلا لاؤ۔ وہ بولی فخر چشتی سے ہمارا کیا واسطہ؟ کہا عورت بحث کا وقت نہیں جس طرح بن پڑے منت سماجت کر کے خود جا کر ایک دفعہ لے آ۔ چنانچہ وہ پینس میں سوار ہو کر حضرت مولانا فخر الدین چشتی کے ہاں پہنچی اور کہنے لگی میں

بے وارثی ہوئی جارہی ہوں۔ للہ دم دعا درود سے اس کو بچا لیجیے۔ آپ نے فرمایا اپنے میاں سے جا کر پوچھو میں جو سوال کروں اس کا صحیح جواب دے گا۔ اگر کہے ہاں تو اطلاع بھیجوا دینا فقیر حاضر ہو جائے گا۔ تمہارے خود دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ پیغام آیا کہ امیر ہر سوال کا صحیح جواب دینے پر تیار ہے۔

حضرت مولانا فخرالدین چشتی (۴) فخر جہاں ابن حضرت نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ نظامیہ کے صاحب سجادہ، کچھ عرصہ پہلے دکن سے دہلی میں وارد ہوئے تھے۔ اور اپنے وحدت الوجودی صلح کل مسلک کے باعث ہر طبقہ میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ جب آپ پہنچے تو او پر مردانہ ہو چکا تھا۔ امیر کے رشتہ دار اور کئی شاہی درباری موجود تھے۔ حضرت نے فرمایا اپنا خواب بیان کرو۔ اس نے کہا یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔ فرمایا تو فقیر جاتا ہے۔ فقیر کا وقت قیمتی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں دیکھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ ایک کونے میں میں بھی کھڑا ہوں ناگہاں مرزا مظہرؒ آجاتے ہیں، ان کا پیٹ پھٹا ہوا ہے اور آنتیں باہر نکلی پڑتی ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں اے میرے بیٹے کس نے تیرا یہ حال کیا ہے۔ وہ چپ چاپ میری طرف انگلی اٹھا دیتے ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں بلاؤ علیؓ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ آتے ہیں ان کے ایک کندھے سے کمان اور دوسرے سے ترکش لٹک رہی ہے۔ حضور نبی پاکؐ فرماتے ہیں یا علی! دیکھو تمہارے دوست نے میرے دوست کا کیا حال کر دیا ہے وہ میری طرف غصے کی نگاہ سے دیکھ کر عرض کرتے ہیں یا رسولؐ اللہ اگر یہ میرا دوست ہوتا تو میرے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا، پھر حضورؐ کے ارشاد پر کہ اس شخص سے میرے دوست پر ظلم کا بدلہ لو حضرت علیؓ کمان کا چلّہ چڑھاتے ہیں اس میں تیر لگاتے ہیں اور اسے میری طرف چلا دیتے ہیں جو میرے سینے میں پیوست ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا فخر نے

اہالیانِ مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا صاحبو! جسے علی رضی اللہ عنہ تیر ماریں اسے فخر بے چارے کی کیا مجال ہے کہ بچا سکے اور جب آپ نیچے آئے تو اوپر رونے کی آوازیں بلند ہوئیں کہ مرگیا۔ (۵)

ڈاکٹر خلیق انجم نے لکھا ہے:

اکثر مؤرخین نے مرزا صاحب کے قتل کی وجہ مذہبی اختلاف بتائی ہے، ان کا خیال ہے کہ مرزا صاحب کو شیعہ گروہ کے آدمیوں نے مذہبی تعصب کی وجہ سے مارا ہے۔ خود نجف خاں بھی کٹر شیعہ تھا۔ کریم الدین علی لطف، قدرت اللہ قاسم وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے۔ کئی تذکرہ نگار اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کے قتل میں نجف خاں کا ہاتھ تھا۔ تاریخ محمدی میں مرزا محمد حارثی کے کسی وارث نے ان کی وفات سے متعلق لکھا ہے کہ ۷ رمحرم الحرام ۱۱۹۵ھ کو دہلی میں نجف خاں کے مغل ملازموں کے ہاتھ سے مرزا نے طمنچہ کی گولی کا زخم کھایا۔ صاحب تذکرہ عشقی نے مرزا کے قاتل کے متعلق یہی لکھا ہے کہ وہ نجف خاں کا ملازم تھا اور مذہبی تعصب کی وجہ سے انہیں قتل کیا گیا تھا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کے قتل میں سیاسی اور مذہبی دونوں اسباب کام کر رہے تھے۔ جن میں سیاسی اسباب کو اوّلیت خاص تھی۔ اور مذہب کو محض سیاسی اغراض کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ (۶)

مرزا صاحب کے مریدوں میں بہت بڑی تعداد روہیلوں (۷) کی تھی یہ وہ لوگ تھے جو مغل حکومت کے لئے برابر خطرہ بنے ہوئے تھے۔ نجف خاں کے زمانے میں روہیلوں کا بہت زیادہ زور ہو گیا تھا۔ دلّی کے اکثر گلی کوچوں میں آباد ہو گئے تھے۔ روہیلے چونکہ ابھی عیش و عشرت میں نہیں ڈوبے تھے اس لئے ان کے دست و بازو میں ابھی تک طاقت باقی تھی اور نجف خاں کو ہمیشہ ان سے خوف رہتا تھا۔ دہلی میں روہیلوں کا سب

سے بڑا مرکز مرزا صاحب کی خانقاہ تھی۔ روہیلوں کو ان سے کتنی عقیدت تھی۔ اور کتنے روہیلے ان کے مرید تھے۔ اس کا اندازہ ان کے ایک خط سے ہوتا ہے۔ روہیل کھنڈ کے کسی شہر سے محمد احسان احمدی کو لکھتے ہیں:

> ''اخذ طریقہ کے لئے روہیلوں کا اتنا ہجوم ہے کہ تمام دن توجہ دینے سے فرصت نہیں ملتی، فقیر کے پہنچنے کی خبر سن کر یہ لوگ دور دراز علاقوں سے احرام بستہ آتے ہیں۔ سنبھل، امروہہ سے لے کر شاہجہاں پور تک تمام منزلوں میں ٹولی ٹولی بنا کر ایک ایک گروہ، قوم روہیلہ میں سے اکثر اور ہندوستانی لوگوں میں سے کمتر نے اخذ طریقہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک جماعت ساتھ آئی ہے۔ اور میرے ہمراہ دہلی جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

مرزا صاحب نے اکثر خطوط میں ان روہیلوں کا ذکر کیا ہے، یہی روہیلے مغل حکومت کے لئے مصیبت بنے ہوئے تھے نجف خاں جب برسر اقتدار آیا تو اس نے ان سے نجات پانے کی کوشش کی۔ بڑی مصیبت یہ تھی کہ ان روہیلوں کی اچھی خاصی تعداد دہلی میں آباد ہوگئی تھی جن میں اکثر آستانۂ مظہر سے وابستہ تھے۔ اور مرزا صاحب ہی کی وجہ سے دہلی میں روہیلوں کی آمد و رفت برابر جاری رہتی تھی۔ اس لئے نجف خاں کو مرزا صاحب کے قتل کی سازش میں حصہ لینا پڑا۔ (۸)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

شب چہار شنبہ ۷ محرم ۱۱۹۵ھ کو کچھ رات گزری تھی کہ چند آدمیوں نے حضرت کے دروازے پر دستک دی۔ خادم نے جا کر عرض کی کہ کچھ لوگ زیارت کے لئے آئے ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ تین آدمی اندر آئے ان میں سے ایک ایرانی نژاد مغل بھی تھا۔ آپ خواب گاہ سے باہر تشریف لائے اور ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس نے پوچھا کہ مرزا

جان جاناں آپ ہیں؟ فرمایا ہاں دوسرے دونوں نے بھی تائید کی کہ میرزا جان جاناں یہی ہیں۔اس بدبخت نے طمنچہ کی گولی داغ دی اور گولی آپ کے بائیں طرف دل کے قریب لگی۔آپ میں ضعف اور بڑھاپے کی ناتوانی کی وجہ سے طاقت نہیں تھی۔زمین پر گر پڑے۔لوگوں کو اطلاع ہوئی۔جراح کو بلایا گیا۔

صبح نواب نجف خاں نے ایک فرنگی جراح کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ جن بدبختوں نے یہ گناہ کبیرہ کیا ہے معلوم نہیں۔اگر معلوم ہو جائے تو ان سے ضرور بدلہ لیا جائے گا۔فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی شفا دینا ہے تو زخم ہر صورت میں مندمل ہو جائے گا۔کسی دوسرے جراح کی حاجت نہیں ہے۔جو شخص اس امر کا مرتکب ہوا ہے، اگر معلوم بھی ہو جائے تو ہم اسے معاف کر دیں گے تم بھی اسے معاف کر دینا۔

آپ تین روز بقید حیات رہے ہر روز ضعف زیادہ ہو جاتا تھا۔انتہائی ضعف کی وجہ سے آپ کی آواز مبارک بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔تیسرے روز جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد مجھ (مصنف کتاب ہذا) سے پوچھا، مجھ سے گیارہ نمازیں قضا ہوئی ہیں۔اور میرا تمام بدن خون سے آلودہ ہے۔سر اٹھانے کی طاقت نہیں ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ اگر بیمار میں سر اٹھانے کی طاقت نہ ہو تو نماز موقوف کر دینی چاہئے۔وہ ابرو کے اشارے سے بھی ادا نہ کرے۔تمہیں اس مسئلے کے بارے میں کیا معلوم ہے؟ میں نے عرض کی کہ مسئلہ اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔

نصف دن گزرنے کے بعد آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے، چنانچہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے بھی اس حالت میں فاتحہ پڑھی تھی۔عصر کے وقت میں (مصنف) حاضر تھا۔فرمایا دن ابھی کتنا باقی ہے۔میں نے عرض کی کہ ابھی چار گھڑی باقی ہے۔فرمایا ابھی مغرب دور ہے۔مغرب کی نماز کے وقت شب شنبہ کے

دوسرے دن محرم کی دسویں تاریخ تھی دو تین مرتبہ سانس میں شدت پیدا ہوئی۔ اور آپ کی روح مبارک نے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔ (۹)

(ملا نسیمؒ کی خانقاہ میں حضرت مظہرؒ کی شہادت کے وقت کے خون آلودہ کپڑے بھی محفوظ ہیں۔ شہادت چونکہ ۶ جنوری ۱۷۸۱ء (۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ) کو ہوئی تھی یعنی سخت سردی کے دن تھے اس لئے حضرت میرزا صاحبؒ روئی کا فرغل پہنے ہوئے تھے۔ بائیں طرف دل کے قریب، وہ فرغل طمنچے کی ضرب سے خون آلودہ ہے اور اس وقت کا متمد بھی ہے جس کے سامنے کے حصے میں دو سوراخ چھوٹے چھوٹے ہیں اور پچھلے حصے میں بڑے بڑے سوراخ جلے ہوئے اور خون آلودہ ہیں۔ وہیں ایک پوٹلی میں وہ دھجیاں بھی ہیں جن سے حضرتؒ کا خون پونچھا گیا تھا۔ یہ سب چیزیں خانقاہ نور محل (پاکستان) میں موجود ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک بھی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا سبز کلاہ اور خود ملا نسیم کے کرتے اور ٹوپیاں بھی موجود ہیں۔ حضرت مظہرؒ کا فرغل راقم الحروف (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں) نے پہن کر دیکھا تھا جس سے اندازہ ہوا کہ ان کا جسم مبارک راقم الحروف کے بدن کی طرح تھا۔" (۱۰)

"راقم محمد اقبال مجددی، ڈاکٹر (غلام مصطفیٰ خاں) صاحب کی نشان دہی پر اخوند ملا محمد نسیم کی خانقاہ واقع موضع اوچ (ریاست دیر، صوبہ سرحد، پاکستان) کی زیارت کے لئے جولائی ۱۹۷۷ء کو گیا۔ وہاں ایک الماری مخطوطات کی اور ایک شوکیس تبرکات سے بھرا ہوا ہے۔ جس کی معتقدین کو سال میں مقررہ تاریخوں کو زیارت کروائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نشان دہی فرمائی ہے کہ ان تبرکات میں حضرت میرزا مظہرؒ کا وہ چغہ بھی ہے جس میں ان کی شہادت ہوئی تھی۔ (۱۱)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ساتویں محرم الحرام ۱۱۹۵ھ شیعہ باطل پرستوں کے ہاتھ سے طمنچہ کی گولی حضرت والا کے سینہ مبارک میں لگی، اس ضرب شدید کے درد سے بے تاب ہو گئے اور غش کھا کر خاک وخون میں لوٹنے لگے۔ اور زبان حال سے اپنے دیوان کے اشعار پڑھنے لگے:

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخوں غلطیدن ۔۔۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سیل خون از سینہ گرم رواں کردہ است عشق ۔۔۔ نازم اعجازش کہ طوفاں از تنور آوردہ است

زخم دل مظہرؔ مبادا بہ شود آگاہ باش ۔۔۔ کیں جراحت یادگار ناوک مژگان اوست

جائے رحم است اے ہجوم آہ وائے سیلاب عشق ۔۔۔ یادگار از من ہمیں مشت غبارے ماندہ است

شگاف دانہ ہا بیشک نشان سبحہ می باشد ۔۔۔ دل مجروح می دانم کہ راہے با خدا دارد

جب ایک ساعت کے بعد کچھ افاقہ ہوا لوگوں کا ہجوم دیکھا تو فرمایا الحمد للہ میرے جد محترم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک سنت ادا ہوئی اور ایک ابھی باقی ہے خدا تعالیٰ اس کو بھی اپنے لطف خاص سے عطا فرمائے کہ دیرینہ آرزو یہی ہے اور بس، اور وہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح حضرت امیر کرم اللہ وجہہ زخم لگنے کے بعد تین روز زندہ رہے، فقیر بھی اس مہلت کی خواہش رکھتا ہے، ایسا ہی ہوا معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا حکمت پوشیدہ تھی۔

شاید یہ کہ مہلت میں دو فائدہ پیش نظر رہا ہو، ایک جد محترم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سنت کا حصول کہ زخم لگنے کے تین روز بعد شربت شہادت نوش فرمایا دوسرے رفاقت و متابعت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ماہ محرم میں واقع ہونا جیسا کہ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی نے آیت کریمہ اولائك مع الذين انعم الله میں حضرت والا کی رحلت کی تاریخ پائی جو اس بات کی تائید کر رہی ہے۔

زخم لگنے والی رات کی صبح کو سلطان زماں نے مفسد مجرموں کی تفتیش و تجسس میں بہت کوشش کی مگر کچھ پتہ نہیں لگا۔ کہلا بھیجا کہ اگر حضرت کو اس جماعت کا کچھ سراغ لگے تو مطلع فرمائیں تا کہ اس کا مناسب تدارک کیا جا سکے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ شریعت غرّا میں قصاص زندہ شخص کے لئے ہے نہ کہ مردہ شخص کے لئے فقیر چونکہ مردوں کی جماعت میں سے ہے اس لئے قصاص لینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر قاتل دربار شاہی میں گرفتار ہو کر آئیں تو انہیں فقیر کے پاس بھیج دیں تا کہ وہ معاملہ و مواخذہ جو طریقت میں لازم ہے کیا جائے یعنی ''عفو تقصیر'' بلکہ احسان وصلہ بجالایا جائے، کہ آخر ہمارا اس جہان فانی سے کوچ کرنا مسلّم تھا، لہٰذا اس فرقہ کے ہاتھ سے ہونا اولیٰ اور جدامجد کی سنت کا ثواب بھی اسی صورت میں منظور تھا۔ (۱۲)

آں کشتہ ہیچ حق محبت ادا نہ کرد — کنز بہر دست و بازوئے قاتل دعا نہ کرد

نواب نجف خاں نے معالجہ کے لئے جراحان فرنگ کو آپ کے پاس بھیجا، فرمایا کہ دعا کے بعد کہہ دیجئے اگر زندگی باقی ہے تو مسلمان جراحوں کے ہاتھ خدا شفاء عطا فرمائے گا اور اگر نہیں تو آخری وقت میں کفار فرنگ سے استعانت آئین اسلام کے خلاف ہے۔ (۱۳)

بالآخر تیسرے دن وقت شام شب دہم روز عاشورا اپنے جدّ بزرگوار یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ﴿بحکم لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون﴾ (سورہ آل عمران: ۹۲) (مومنو! جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے) جان شیریں راہ مولیٰ میں فدا کر کے شربت شہادت ساقئ ازل کے ہاتھ سے چکھا اور بہ موجب ﴿فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی﴾ (سورہ فجر: ۲۹-۳۰) (تو میرے

(ممتاز) بندوں میں داخل ہوجا۔ اور میری بہشت میں داخل ہوجا) شہیدان کربلا کے زمرہ میں داخل ہوئے اور جنت الماوٰی میں پہنچے۔ اور اس رات کی صبح تجہیز وتکفین کر کے آپ کا تابوت مبارک ہمراہ تعزیہ ہائے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھایا گیا، تمام احباب اور اعزہ ماتم کرتے ہوئے جنازہ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور نماز جنازہ کے بعد حضرت بی بی صاحبہ (اہلیہ حضرت مظہرؒ) کی حویلی میں، دہلی میں جو کہ چتلی قبر کے متصل واقع ہے آسودہ خاک ہوئے، اور زبان حال سے دیوان شریف کا یہ شعر پڑھا۔

نہ کرد مظہرِ ما طاعتے و رفت بخاک

نجاتِ خود بتّولائے بوتُراب گزاشت (۱۴)

(ہمارے مظہر نے) کوئی اطاعت نہیں کی اور آسودہ خاک ہوگیا۔ اپنی نجات کو حضرت علیؓ کی دوستی کے سپرد کر گیا)

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ۱۰رمحرم الحرام کو مرزا صاحبؒ کا تابوت مبارک اور تعزیہ ساتھ ساتھ اٹھے اور تمام دوست احباب ماتم کناں جنازہ کے ساتھ تھے۔

یہ پتہ نہ چل سکا کہ نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی اور کس نے پڑھائی۔ لیکن ''مزاراتِ اولیائے دہلی'' کے مصنف نے نہ معلوم کس حوالہ سے لکھا ہے کہ ''مولانا فخرالدین چشتیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی'' (ص: ۱۵۳) جب کہ حضرت مرزا صاحبؒ کے خلیفۂ اجل اور ہم عصر سوانح نگار جنہوں نے دیدہ وشنیدہ آپ کے احوال لکھے ہیں۔ اس سلسلے میں خاموش ہیں۔

حضرت مظہرؒ کی ذات مبارک معاصرین میں اس قدر محبوب تھی کہ نامی وگرامی شعراء نے آپ کی وفات پر قطعات تاریخ کہے۔ اِن میں مرزا محمد رفیع سودا، سلام اللہ خاں اور آزاد بلگرامی کے نام قابل ذکر ہیں۔

قمر الدین منتؔ نے کہا:

ہست حدیثے از پیغمبر صلی اللہ علیہ الاکبر

عاش حمیداً مات شہیداً سال وفات مرزا مظہر

١١٩٥ھ

مرزا محمد رفیع سوداؔ نے کہا:

مظہر کا ہوا جو قاتل اک مرتد شوم — اور ان کی ہوئی خبر شہادت کی عموم

تاریخ وفات ان کی کہی بارو ئے درد — سودا نے: کہ ہائے جانِ جاناں مظلوم

٤ — ١١٩٥ھ

سلام اللہ خاں نے کہا:

جانِ جاناں کہ جانِ جاناں بود — در محرم شہید شد بہ جفا

سال تاریخ رحلتش ہاتف — گفت حشرش بسید الشہداء

(جانِ جاناں جو دلوں کی جان تھے ماہ محرم میں ظلماً شہید ہوئے، ہاتف غیبی نے ان کی تاریخ وفات کہی، ان کا حشر سید الشہداء کے ساتھ ہو۔)

ایک عزیز نے کہا:

گفت تاریخ رحلتش مظہرؔ — رونق ملک ہند با او رفت (١٥)

(مظہر کی تاریخ وفات کہی، ہندوستان کی رونق ان کے ساتھ چلی گئی)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں مرزا صاحبؒ کی شہادت پر چند تاریخی اشعار تحریر فرمائے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’فقیر محمد ثناء اللہ پانی پت میں تھا کہ حضرت ایشاں قدس سرہٗ کی خبر شہادت سنی بے قرار اور پریشان ہوگیا اس کا دماغ نہیں رہا کہ تاریخ شہادت کی فکر کرے لیکن اسی بے قراری میں غیب سے دل میں یہ آیت آئی ﴿اولائك مع الذين انعم الله﴾ سورہ نساء:٦٩ (وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا) فقیر نے گمان کیا کہ شاید اس میں تاریخ نکل آئے جب حساب لگایا تو واقعتہً تاریخ ہی نکلی، ہر چند شعر گوئی میں مہارت نہیں رکھتا لیکن اس کے لئے قطعۂ تاریخ موزوں کیا:

آں حضرتِ میرزائے مظہر — جانِ جاناں حبیب اللہ
شمس دیں بود و قطب ارشاد — فرزندِ رشیدِ حضرتِ شاہ
در وصفِ کمالِ او زبان لال — دستِ عقل و خیال کوتاہ
آں تابع سنت پیمبر — انگشتِ شہادتِ یداللہ
غوّاصِ بحار بطن قرآں — از رمز مقطّعات آگاہ
ز اطراف جہاں مرید حق را — بُد عتبۂ عالیش گزرگاہ
از دستِ نظیر ابنِ مَلجُم — زخمے برداشت بر تہی گاہ
از حُبّ رسول و یارِ غارش — کینہ نہ گرفتہ زاں علی جاہ
آں شب کہ صباح بود عاشور — با ابن رسول گشت ہمراہ
تاریخِ شہادتش ازاں شد — اولائک مع الذین انعم اللہ

١١٩٥ھ

قطعہ ثانیہ

آں قبلۂ اربابِ تُقیٰ عاشَ حمیداً وال قدوۂ اصحابِ رضامات شہیداً

مجموعۂ ایں ہر دو صفتِ سالِ وفاتش مظہر رضی اللہ لقد کان سعیداً

عاش حمیداً مات شہیداً (١٦)

١١٩٥ھ

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''فقیر مؤلف اس حادثہ کے وقت لکھنؤ میں تھا علماء اجل میں سے ایک عزیز حضرتؒ کی تعزیت کی تقریب میں آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ یہ حادثہ ہماری بدنصیبی میں سے ہے کہ حضرتؒ کی خدمت کے فیوض سے محروم ہوگئے، اس کے بعد فرمایا کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ منبر پر آئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا ما قتل نبی الا و قد قتل سبعون الف رجل و ما قتل خلیفۃ الا و قد قتل خمسۃ و ثلاثون الف رجل) یعنی اس فتنہ کا شور اس وقت تک فرو نہ ہوگا جب تک اس قدر لوگ قہر الٰہی کی تیغ کے نیچے نہ آئیں اور میں تحقیق سے جانتا ہوں کہ بحکم العلماء ورثۃ الانبیاء''

حضرت ایشاںؒ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ برحق تھے۔(١٧)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کو شہادت کی اطلاع مرزا صاحبؒ کے متبنّٰی شاہ علی (١٨) نے بذریعہ خط بھیجی وہ خط یہ ہے:

بعد حمد وصلوٰۃ از فقیر زادہ خاکسار شاہ علی بخدمت حضرت مولوی صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام سنت الاسلام واضح رای سامی بادکہ بتاریخ ہفتم شہر محرم الحرام بوقت یکپاس شب گزشتہ چندی اشخاص ملاغنہ از در درآمدہ گولہ تفنگچ بشکم حضرت صاحب مغفور شہید گذرایندہ رفتند لیکن زخم کاری نصیب شدہ بودتا سہ روز بقید حیات ماندند آخر الامر بتاریخ نہم ماہ مذکور شب شہادت ازیں جہان فانی رحلت فرمودند احوال پرملال مفصل اینست زیادہ والسلام۔

از حضرت والدہ صاحبہ سلام مطالعہ فرمایند و از طرف جمیع طفلان بندگی قبول فرمایند۔ (عکسیات ص ۵۱۳)

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر زادہ خاکسار شاہ علی کی طرف سے حضرت مولانا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں۔

بعد سلام مسنون واضح ہو کہ ساتویں محرم الحرام کو ایک پہر رات گزرنے کے بعد مغل میں سے چند افراد دروازے سے داخل ہو کر حضرت صاحب مغفور پر طمنچہ کی گولی داغ کر فرار ہو گئے شکم پر زخم کاری لگا تھا حضرت والا تین روز بقید حیات رہ کر آخر الامر نویں تاریخ ماہ مذکور میں رات کو اس جہان فانی سے رحلت فرماگئے۔ مفصل احوال پرملال یہ ہیں۔ والسلام

حضرت والدہ صاحبہ (اہلیہ مرزا صاحب) کی طرف سے سلام قبول فرمائیں اور بچوں کی طرف سے بندگی قبول فرمائیں۔

چنانچہ آپ نے مرزا صاحبؒ کی شہادت پر دہلی اور پانی پت تعزیتی خطوط ارسال

فرمائے جس کے جواب میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے درج ذیل مکتوب ارسال کیا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، سامی نامہ تعزیت حضرت ایشاں شہید رضی اللہ عنہ ورود نمود، فی الواقعہ ایں مصیبت فقط بر بندگان مخصوص آں حضرت رضی اللہ عنہ نیست بلکہ بر کافہ انام است آسمان و زمین بر ایں چنیں ماتم می کرید، قال علیہ الصلوٰۃ والسلام، اہتز عرش الرحمان لموت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خاصہ بر متوسلان آں جناب فیض مآب، انا للہ وانا الیہ راجعون، و این احقر سوائے علاقہ پیری و مریدی از صغر سن چوں در کنف تربیت آں جناب پرورش یافتہ، پدر و جد و استاد و مربی سوائے آں جناب نہ داشتم لیکن از حکم الٰہی چارہ نیست، رضینا بقضاء اللہ تعالیٰ لیکن الحمد للہ کہ آخر سن شریف بہ عمر طبعی رسیدہ بود درجہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حضرت مرزا (مظہر جان جاناں) شہید رضی اللہ عنہ کی تعزیت میں آں محترم کا مبارک خط وارد ہوا۔ حقیقتاً یہ مصیبت صرف آنحضرت کے مخصوص خدام پر نہیں ہے بلکہ تمام مخلوق پر آسمان و زمین اس جیسے حادثے پر ماتم کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے اهتز عرش الرحمان لموت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ خاص طور سے آنجناب کے متوسلین پر یہ مصیبت گزری، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور یہ احقر پیری و مریدی کے تعلق کے علاوہ بچپن ہی سے آنجناب کی آغوش تربیت میں پرورش یافتہ ہے، آپ کے سوا اور

شہادت کہ مستوجب تجلی ذاتی است
نصیب آں جناب شدہ، و فیض آں
جناب کہ در حیات شریف بود حالا بہ
فضل الٰہی چوں ابرنیساں بر خاک
ایں خاک نشینان گوہر افشاں است،
روزے بہ خواب دیدم کہ من در شاہ
جہاں آباد ہستم و بہ خانہ یک متصدی
ہندو رفتہ ام می بینم کہ حضرت صاحب
قبلہ ہم ہمراہ من در آں جا تشریف بردند
من در خیال آوردم کہ حضرت صاحب
گاہے بہ خانہ کسے ہندو نہ رفتہ اند حالا
چیست کہ ایں جا تشریف آوردند آں
حضرت ارشاد فرمودند کہ ما تا وقتے کہ
در قید حیات بودیم پابند اوضاع خود
بودیم و در خانہ کسے نہ می رفتیم حالا در
آں قید مقید نیستم ہر جا کہ شما می روید
ہمراہ شما می باشیم یک لحظہ از شما جدا نہ
می شویم شما بہ خانہ ہندو آمدید ما ہم ہمراہ
شما آمدیم، غرض کہ تفضل ایشان از ما و
شما جدا نیست۔

کوئی پدر و استاد و مربی نہیں رکھتا تھا۔
لیکن حکم الٰہی سے چارہ نہیں، رضینا
بقضاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن الحمدللہ کہ
آخر سن شریف عمر طبعی کو پہنچ چکا تھا،
درجہ شہادت جو کہ تجلی ذاتی کا
مستوجب ہے، آنجناب کو نصیب ہوا۔
اور آنجناب کا فیض جو زندگی میں تھا
فضل الٰہی سے ابرنیساں کی طرح ان
خاک نشینوں پر گوہر افشاں ہے،
ایک روز میں نے خواب میں دیکھا
کہ میں شاہ جہاں آباد میں ہوں اور
ایک ہندو کے گھر میں گیا ہوں میں
دیکھ رہا ہوں کہ حضرت صاحب قبلہ بھی
میرے ہمراہ وہاں تشریف لائے ہیں
میں خیال کر رہا ہوں کہ حضرت
صاحب کبھی کسی ہندو کے گھر میں نہیں
داخل ہوئے ہیں اس وقت کیا وجہ
ہے کہ یہاں تشریف لائے ہیں،
آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم جب
تک قید حیات میں تھے اپنی وضع

دست او از غائباں کوتاہ نیست
دست اش جز قبضۂ اللہ نیست
و آنچہ آں مشفق نظر بر کرم و مہربانی و شفقت و حسن ظن ایں عاصی نوشتہ بودند موجب فخر و امتیاز من شدہ و شہادت شما در حق خود موجب نجات و برکات می دانیم، انتم شہداء اللہ فی الارض، بندہ در خود سوائے ایں عنایت مثل شما بزرگان، ہیچ سبب بہبود نہ می بیند، حق تعالیٰ بہ برکت حسن ظن صاحبان گناہان ایں عاصی را بہ بخشاید۔

من نگوئیم کہ طاعتم بہ پذیر
قلم عفو بر گناہم کش

واز دعائے حسن خاتمہ یاد می فرمودہ باشند، و بندہ ہم از دعائے بزرگان غافل نیست، دعا در حق شما موجب اجابت دعائے خود می دانیم۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ (۱۹)

کے پابند تھے کسی کے گھر میں نہیں جاتے تھے اب اس قید میں مقید نہیں ہیں، تم جہاں جاتے ہو ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں ایک لحظہ بھی تم سے جدا نہیں ہوتے، تم ہندو کے گھر آئے ہم بھی تمہارے ساتھ آئے، الغرض آنحضرت کی فضیلت ہم سے اور آپ سے جدا نہیں ہے۔

دست او از غائبان کوتاہ نیست
دست اش جز قبضۂ اللہ نیست

اور آں مشفق محترم نے جو نظر کرم و مہربانی و شفقت اور حسن ظن اس عاصی کے لئے لکھا تھا وہ میرے فخر و امتیاز کا موجب ہوا اور آپ کی شہادت کو اپنے حق میں نجات و برکات کا موجب جانتا ہوں، انتم شہداء اللہ فی الارض بندہ اپنے اندر آپ جیسے بزرگوں کی عنایت کے سوا کوئی سبب بہبود نہیں دیکھتا، حق تعالیٰ دوستوں کے حسن ظن کی برکت سے اس عاصی

کے گناہوں کو بخش دے۔

من نہ گوئم کہ طاعتم بہ پذیر
قلم عفو برگناہم کش

حسن خاتمہ کی دعا کے ساتھ یاد فرماتے رہیں اور بندہ بھی بزرگوں کے لئے دعا سے غافل نہیں ہے۔

آپ کے حق میں دعا کو اپنی دعا کی قبولیت کا موجب سمجھتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

''جس وقت یہ خبر اطراف و جوانب میں پہنچی جو سنتا تھا بے اختیار کہتا تھا کہ یہ شہر غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا کہ ایسے ولی کا ناحق خون بہایا گیا۔(۲۰)

''آپ کی وفات کے بعد کامل تین سال تک قحط کی وبا نے دنیا کو ہلاکت میں ڈالے رکھا، سرسام، خارش، اور چیچک جیسی بیماریاں ہندوستان میں پیدا ہوگئیں۔ جن سے کئی سال تک لوگ بیمار رہے اور رے دنیا سے عدم کی طرف کوچ کرتے رہے۔ عالم آشوب جیسے فتنے پیدا ہو گئے۔ نجف خاں جو اس امر (شہادت حضرت میرزا مظہر) کا مرتکب تھا اور اس نے حد کے اجراء میں غفلت برتی تھی، جلد ہی مر گیا، اور اس کے ساتھی بھی باہمی مجادلات میں مارے گئے (اب) ان ظالموں کا نشان تک باقی نہیں رہا، اگرچہ آپ نے اپنا خون معاف کر دیا تھا۔ لیکن غیرت الٰہی نے اپنے دوستوں کا انتقام اور مظلوموں کی دادرسی کی۔

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا دل صاحب دلے نامد بدرد (۲۱)

(خدا کسی قوم کو اس وقت تک رسوا نہیں کرتا جب تک وہ کسی صاحب دل کو ناراض نہ کرے)

ایسے ہی موقع کیلئے حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندؒ) فرماتے ہیں:

ما آبگینہ ایم شویم از شکست تیز
آزار یابد آنکہ بود در شکست ما

(ہم ایسے آبگینہ (شیشہ) ہیں جو ٹوٹنے سے تیز ہوتا ہے، جو ہمارے توڑنے کے درپے ہوتا ہے تکلیف اٹھاتا ہے۔)

"نواب ضابطہ خاں (۲۲) پسر نواب نجیب الدولہ آں حضرت کی شہادت کے بعد ایک روز نواب نجف خاں کی عیادت کے لئے گئے ہوئے تھے دیکھا کہ بدحواس بیٹھا ہوا ہے، کہا کہ نواب دل کو مطمئن رکھو خدا جلد شفا دیں گے۔ اس نے جواب میں کہا کہ آج رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا، جب میں نے سلام کیا چہرہ میری طرف سے پھیر لیا، پھر میں نے دوسری طرف جا کر سلام کیا، پھر بھی اعراض فرمایا اور کہا: اے مرزا نجف خاں تو ابھی زندہ ہے، جب میں نے ایک بار دیکھا کہ حضرت مرزا جان جاناں حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اس وقت پیمانہ عمر کو لبریز اور جام حیات کو درد آمیز دیکھتا ہوں یعنی رشتہ امید زندگانی منقطع ہے، اس وقت سے ہرگز زندگی کی توقع نہیں رہی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اسی کے قریب نجف خاں دنیا سے کوچ کر گیا بلکہ اس کے مصاحبین بھی تھوڑے ہی وقت میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ (۲۳)

''ایک عزیز جو حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندؒ) کی اولاد سے اور حضرت ایشاں (مرزا صاحبؒ) کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ فقیر (شاہ نعیم اللہ) سے بیان کیا کہ ایک رات حضرت ایشاں کو خواب میں دیکھا کہ دہلی کے تمام مشائخ عظام کے ساتھ ایک بلند مکان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور نواب نجف خاں حضور میں کھڑا ہوا ہے اچانک حضرت ایشاں نے ایک بھاری زنجیر اس کے گلے میں ڈالی اور مجھے طلب کر کے فرمایا یہ زنجیر پکڑ اور پوری طاقت سے کھینچ جب زنجیر آپ کے ہاتھ سے لے کر میں نے زور سے کھینچا تو اس کا کام تمام ہو گیا۔ جب صبح یہ ماجرا ایک تاجر سے جو نواب مذکور کی سرکار میں لین دین رکھتا تھا، بیان کیا تو وہ بدحواس ہو کر نواب کی سرکار میں بھاگا ہوا گیا اور لطائف الحیل (اچھے حیلوں) سے اپنا قرضہ وصول کر لیا پھر بعد میں نواب کی رحلت کی خبر مشہور ہوئی۔ وہ تاجر میرے پاس آ کر بہت ممنون ہوا کہ یہ خطیر رقم نواب کی سرکار سے آپ کی توجہ کی برکت سے وصول ہو گئی، خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ (۲۴)

آپ کو شہید کرنے اور کرانے میں جس جس کا ہاتھ تھا، منتقم حقیقی نے بہت جلد ان کو سزا دی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بشارات مظہریہ میں کسی کا یہ قطعہ تحریر ہے۔

نجف خاں (۲۵) نہ ماند و نجف خانیش ۔۔۔ نہ افراسیاب (۲۶) و نہ ہمدانیش (۲۷)
نہ لشکر بماند و نہ مرزا شفیع (۲۸) ۔۔۔ شود حاکم نو بہ فصل ربیع (۲۹)

(نہ نجف خاں رہا نہ اس کی نجف خانی، نہ افراسیاب رہا اور نہ ہمدانی، نہ لشکر رہا نہ مرزا شفیع۔ فصل ربیع میں نیا حاکم ہو گا)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ان ایام میں فقیر راقم جب کہ پانی پت میں اس طریقۂ عالیہ کے سلوک میں، آں حضرت کی خدمت میں مشغول تھا..... آں حضرت اس بیماری میں جو بہت سخت تھی،

فرماتے تھے کہ فقیر اس مرض سے رحلت نہیں کرے گا، باوجودیکہ وصیت نامہ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی کے حق میں لکھے ہوئے تھے اور فقیر کو وصیت فرمایا کہ اگر فقیر اس جگہ وفات پائے، ہمارے جنازہ کو دہلی منتقل کرنا چاہئے اس کے باوجود تجہیز و تکفین کی تدبیروں کے بارے میں بھی آگاہ کیا، آخر اسی طرح ہوا کہ اس مرض سے شفاء پاگئے اور چند سال بقید حیات رہے۔ (۳۰)

حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے آخری ایام حیات میں وصیت نامہ لکھ کر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کو دے دیا تھا۔ اس وصیت نامہ میں اپنی تجہیز و تکفین و تدفین کے بارے میں ہدایات درج کردی تھیں۔ آپ نے لکھا تھا:

> ''فقیر کی تجہیز و تکفین میں سنت نبویؐ کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے، اس کے بعد میرے مزار پر دکان نہ لگائی جائے۔ کیوں کہ میں زندگی میں بھی ان عادتوں سے کنارہ کش رہا، خدا کے بندوں میں سے محض ایک بندہ ہوں اور خدا کا نام اس کے بندوں کو تعلیم کرتا ہوں اور بس۔
>
> اب سے چند روز پہلے میری اہلیہ نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اپنے امور اخروی کی تدبیر ان کی رائے پر چھوڑ دوں اور اس سلسلے میں ایک تحریر لکھ کر دے دوں تاکہ بعد میں میرے معتقدین ان سے مخالفت نہ کریں۔ اور وہ جہاں چاہیں مجھے دفن کریں اور میں نے بھی یہ بات زبانی اقرار کے ذریعہ قبول کرلی تھی لیکن ان دنوں اہلیہ مذکورہ کوئی قطعہ زمین کی مالک نہ تھیں۔
>
> اب انہوں نے یک منزلہ حویلی خرید لی ہے اور میں دل سے اس مکان سے بے زار ہوں اگر وہ مجھ کو اس جگہ دفن کرنا چاہیں تو فقیر کے دوستوں

پر، حق دوستی کی بنا پر واجب ہے کہ ہر گز اس کی اجازت نہ دیں۔ اس جگہ
کے علاوہ جہاں کہیں بھی جگہ میسر ہو۔ ان کی مرضی کا خیال رکھیں۔ بیرون
ترکمان دروازہ مناسب تر جگہ ہے۔(۳۱)

وصیت کے نافذ کرنے میں دوستوں کو کچھ عذر پیش آئے، کہ وصیت نامہ حضرتؒ کی شہادت کے وقت دہلی میں موجود نہیں تھا بلکہ پانی پت میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے پاس تھا۔(۳۲)

چونکہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کو حضرت میرزا صاحب رحمہ اللہ کے مجروح ہونے کی اطلاع اس واقعہ کے فوری بعد دی جا چکی تھی۔ لہٰذا وہ فوراً پانی پت سے روانہ ہوئے اور چہار شنبہ گیارہ محرم کو دہلی پہنچے اور یہ ارادہ کیا کہ پنجشنبہ بارہ محرم کو آپ کے تابوت شریف کو نکال کر کسی دوسری جگہ دفن کریں گے۔

آپ کا تابوت اس حویلی میں امانت کے طور پر تھا کہ جب چاہیں گے منتقل کر دیں گے تیسرے دن منتقل کرنے کا قصد کیا تو مرزا صاحبؒ نے منتقل کرنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے اسی جگہ خاک کے سپرد کر دیا۔(۳۳)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے ''بشارات مظہریہ'' میں حضرت عطاء احمد (از اولاد امجاد حضرت مجدد الف ثانیؒ) کا بیان نقل کیا ہے۔ جو درج ذیل ہے:

> ''میاں پیر علی متبنیٰ آنحضرت، معاملۂ تدفین حضرت والا میں مجاز ہوئے، انہوں نے آنحضرت کی نعش مبارک کو سپردِ مادرِ خاک کیا، ان کا کہنا ہے کہ مرزا صاحبؒ نے فرمایا (۳۴) ''تابوت کے تختوں کی بوسیدگی اور تعفن کے سبب سے اذیت محسوس کرتا ہوں، نعش کو تختوں سے نکال کر اسی جگہ دفن کر دیں اور دوسری جگہ منتقل کرنے کا خیال دل

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

سے نکال دیں، کہ خلاف سنت ہے اور تقدیر کے سامنے وصیت فقیر کی رعایت کو مقدّم نہ کریں۔''

جب مزار مبارک کو کھولا اور چاہا کہ وہ تختہ جو آنحضرت کی نعش مبارک کے نیچے چپکا ہوا ہے اس کو الگ کر دیں تو ہرگز اس کو نعش سے جدا نہ کر سکے، تمام حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

فقیر (عطاء احمد) نے میاں پیر علی سے کہا کہ تم نے آنحضرت کی بشارت سے مزار مبارک کو کھولا ہے، آنحضرت کی خدمت میں عرض کیوں نہیں کرتے ''کہ میں نے حضرت کے فرمانے سے اس کام پر سبقت کی لیکن قدرت نہیں رکھتا کہ نعش مبارک تختہ سے جدا کر سکوں، مگر یہ کہ حضرت خود اس تختہ سے جدا ہو جائیں۔ اس بات کے عرض کرتے ہی نعش مبارک بے اختیار تختہ سے از خود جدا ہو گئی، گویا اس سے چپکی ہوئی نہ تھی، تمام جسد مبارک اور کفن شریف اسی طرح پایا جیسا کہ تھا، اس کے بعد اس تختہ کو کھینچا اور بشارت کے مطابق اسی جگہ دفن کر دیا۔'' (۳۵)

جب لوگوں نے چاہا کہ لوحِ مزار پر کوئی چیز لکھیں تو اس شعر کو، جو واقعۂ ناگزیر (شہادت) پر دلالت کر رہا ہے، حضرت والا کو معلوم تھا، جیسا کہ آپ نے دیوان عالی شان میں بزبان حال فرمایا ہے بعینہٖ لوحِ مزار پر ثبت کیا گیا۔

بہ لوحِ تُربتِ من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جُز بے گناہی نیست تقصیرے (۳۶)

(میری لوح مزار پر غیب سے یہ تحریر نمایاں ہوئی کہ اس مقتول کا بے گناہی کے سوا کوئی گناہ نہیں)

صاحب تذکرہ مسرت افزا نے (مولوی) جان محمد نا تواںؔ کی زبان سے یہ واقعہ لکھا ہے کہ میرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کے بعض دوستوں نے ان کا دیوان اس نیت سے کھولا کہ جو شعر سر صفحہ نظر آئے اسی کو ان کے مزار پر کندہ کرایا جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا شعر نکلا۔

مصحفیؔ کے بیان سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے ایک نیاز مند نے فال لینے کے لئے ان کا دیوان کھولا تو یہ شعر (مندرجہ بالا) نکلا۔(۳۷)

سیرُ المنازِل (۱۸۲۷ء) کے مصنف مرزا سنگین بیگ نے چتلی قبر کے قریب مکانات و حویلیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہاں حضرت شاہ نظام (غلام) علی صاحب کا مکان اور مرزا جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ متخلص بہ مظہرؔ کا مزار ہے۔

مظہر جانِ جاناں کے مزار پر یہ قطعہ لکھا ہوا ہے:

آہ مظہر تو کجائی کہ پئے جستنِ تو	گل جدا، بوی جدا، رنگ جدا میگردد
مظہر آن پاک گہر کو کہ بگردِ سرِ او	مہ جدا، مہر جدا، چرخ جدا میگردد (۳۸)

ممکن ہے "سیر المنازل" میں موجود شعر سہوِ کتابت سے دوسرا لکھ گیا ہو، جیسا کہ شاہ غلام علی کی جگہ شاہ نظام علی لکھا ہے۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی نے "سیر المنازل" کے پیش لفظ میں لکھا ہے:

"راقم الحروف نے سیر المنازل کا جو متن مرتب کیا ہے وہ نسخۂ لال قلعہ پر مبنی ہے، یہ نسخہ آرکائیوز کے نسخے سے مکمل اور مفصل تر ضرور ہے، جس کی وجہ سے اسے بنیاد قرار دیا گیا ہے، لیکن کتابت کی غلطیوں سے آزاد

نہیں۔" (۳۹)

مولانا رحیم الدین احمد طربؔ دہلوی (مُرید حضرت شاہ احمد سعید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ/ص ۲۰۸ ترجمۂ مذکورہ) نے حضرت مرزا صاحبؒ کی شہادت کے بیان میں لکھا ہے:

"دلّی میں چتلی قبر کے پاس ایک گھر میں دفن کر دیا تھا۔ اب وہ خانقاہ کہلاتی ہے۔ قبر پر انہیں کا یہ شعر لکھا ہوا ہے:

بلوحِ تربت من یافتند از غیب تحریرے ‏ ‏ ‏ کہ ایں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیرے (۴۰)

حضرت مرزا مظہرؔ جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے لوحِ مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس میں مندرجہ بالا شعر نہیں ہے۔

جناب عبدالرزاق قریشی نے اپنی کتاب "میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام" میں لکھا ہے:

"اس کتاب کی پہلی اشاعت کے بعد مؤلف کو جناب مولانا ابوالحسن زید صاحب فاروقی سجادہ نشین درگاہ شاہ ابوالخیر (چتلی قبر، دہلی) سے بمبئی میں ملنے کا شرف حاصل ہوا، باتوں باتوں میں میرزا صاحب کے کتبے کا ذکر آ گیا، انہوں نے فرمایا کہ لوح مزار پر کتبہ کبھی نہیں تھا، بلکہ مزار کے دروازہ پر تھا، انہیں کے ایک خط سے پتہ چلا کہ "یہ کتبہ سنہ ۱۳۴۵ھ یا سنہ ۱۳۴۶ھ میں آندھی کی وجہ سے گر کر قطعہ قطعہ ہو گیا تھا"۔ اور انہوں نے تقریباً ۳۷ سال کے بعد ...... اسی ڈھب کا کتبہ ۲۱/جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۲ھ (۲۰ نومبر ۱۹۶۲ء) کو دروازے کے اوپر پھر لگوا دیا۔" (۴۱)

نہیں۔''(۳۹)

مولانا رحیم الدین احمد طربؔ دہلوی (مُرید حضرت شاہ احمد سعید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ/ص ۲۰۸ ترجمہ مذکورہ) نے حضرت مرزا صاحبؒ کی شہادت کے بیان میں لکھا ہے:

''دلّی میں چتلی قبر کے پاس ایک گھر میں دفن کردیا تھا۔اب وہ خانقاہ کہلاتی ہے۔قبر پر انہیں کا یہ شعر لکھا ہوا ہے:

بلوحِ تربت من یافتند از غیب تحریرے　　　　کہ ایں مقتول را جز بیگناہی نیست تقصیرے(۴۰)

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے لوحِ مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس میں مندرجہ بالا شعر نہیں ہے۔

جناب عبدالرزاق قریشی نے اپنی کتاب ''میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام'' میں لکھا ہے:

''اس کتاب کی پہلی اشاعت کے بعد مؤلف کو جناب مولانا ابوالحسن زید صاحب فاروقی سجادہ نشین درگاہ شاہ ابوالخیر (چتلی قبر، دہلی) سے بمبئی میں ملنے کا شرف حاصل ہوا، باتوں باتوں میں میرزا صاحب کے کتبے کا ذکر آگیا، انہوں نے فرمایا کہ لوح مزار پر کتبہ کبھی نہیں تھا، بلکہ مزار کے دروازہ پر تھا، انہیں کے ایک خط سے پتہ چلا کہ ''یہ کتبہ سنہ ۱۳۴۵ھ یا سنہ ۱۳۴۶ھ میں آندھی کی وجہ سے گر کر قطعہ قطعہ ہوگیا تھا''۔اور انہوں نے تقریباً ۳۷ سال کے بعد ..... اسی ڈھب کا کتبہ ۲۱/جمادی الآخر سنہ ۱۳۸۲ھ (۲۰ نومبر ۱۹۶۲ء) کو دروازے کے اوپر پھر لگوادیا۔''(۴۱)

حواشی

۱۔ مکان: حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ

آپ کی خانقاہ جامع مسجد کے قریب کوچۂ امام (''آثار الصنادید'' میں سرسید احمد خاں نے لکھا ہے کہ جانب دروازہ جنوبی مسجد جامع، یہ کوچہ دست راست کو واقع ہے اور اس میں مکانات شرفاء و امراء واقع ہیں اور اس کوچہ میں قدیم سے امام جامع مسجد کا مکان ہے اور اسی سبب امام کی گلی مشہور رہے) میں تھی۔ انشاء کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

''جامع مسجد کے متصل ایک بالاخانہ پر رہتے تھے، جو ان کے لئے کیول رام بانیہ نے بنوایا تھا۔'' (میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام، ص ۴۹)

کیول رام، میرزا صاحب کے معتقدوں میں تھے۔ بعض مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قانون گو تھے، آگے چل کر ترقی کر کے وہ نواب منیر الدولہ دومؒ کے وکیل ہو گئے تھے۔ میرزا صاحب کو ان کے خلوص و سعی اور ان کی اصابت رائے پر اعتماد تھا، چنانچہ ایک مکتوب میں انہوں نے انہیں ''رای مجسم'' لکھا ہے۔ آخر زندگی میں وہ انہی کی حویلی میں جو جامع مسجد کے پاس تھی، رہنے لگے تھے۔ (مکاتیب میرزا مظہرؒ (تشریحات) از: عبدالرزاق قریشی، ص ۲۳۵)

حضرت مظہرؒ نے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

''میں چند دنوں سے جامع مسجد کے قریب واقع لالہ کیول رام کی حویلی میں قیام پذیر ہوں۔'' (مکاتیب میرزا مظہرؒ (اردو) م، ۱۰۴، ص ۱۰۸)

حضرت مظہرؒ کے ایک اور مکتوب سے بھی آپ کی خانقاہ جامع مسجد کے قریب

ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

مکتوب بنام حکیم شریف خاں

''معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب کی والدہ پادشاہ بیگم کو تجہیز و تکفین کے بعد پانی پت روانہ کر دیا جائے گا۔ اطلاع دینی چاہئے کہ نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے گی؟ اگر جامع مسجد میں لائیں تو یہ ضعیف بھی نماز جنازہ کے ثواب میں شریک ہو جائے، کیوں کہ ہوا کی شدت حرارت (گرمی) کی وجہ سے نقل و حرکت کی طاقت نہیں رکھتا، اور اس مسجد میں جماعت کثیر بھی داخل ثواب ہو سکے گی۔ والسلام۔

(رقعات کرامت سعات (فارسی) ص، ۵۳)

حضرت مظہرؒ کے خلیفہ میر عبد الباقیؒ نے اپنی کتاب ''مآل الکمال'' میں اپنے حالات کے ضمن میں لکھا ہے:

''ایک مرتبہ اتفاق سے قلعہ فیروزی میں حضرت مظہرؒ سے ملاقات ہوئی، اور عرصہ کے بعد حضرت کو جامع مسجد شاہ جہانی دہلی میں نماز جمعہ ادا کرتے دیکھا، حضرت اپنی خانقاہ کی طرف جا رہے تھے، میں نے ان سے حصول طریقہ کے لئے استدعا کی، جو مراقبہ کے بعد آپ نے قبول کر لی۔ اس وقت میری عمر ۳۴ یا ۳۵ سال تھی۔ اس کے بعد میں حضرت کی خانقاہ میں ہی مقیم ہو گیا۔ پھر مجھے حضرت نے اجازت ارشاد دی۔ (مقامات مظہری (اردو) ص ۴۱۰، حاشیہ ۶۵)

''دریائے لطافت'' میں انشاء اللہ خاں انشاؔ، حضرت مرزا مظہرؔ جانِ جاناںؒ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''درزمانیکہ راقم مذنب ہمراہ والد مرحوم مغفور وارد دار الخلافہ بود۔ ازبسکہ آوازۂ فصاحت و بلاغت جناب فیض مآب میرزا جان جاناں مظہرؔ علیہ

الرحمۃ گوش راقم رامقر خود داشت۔ دل با دیدہ مستعد ستیزہ شدکہ چرااز دیدار میرزا صاحب خود رااین ہمہ محروم می پسندی و مرااز لذتِ جاودانی وعیش روحانی کہ درکلام معجز نظام آں حضرت است ——— بسواری فیل روانہ خدمت سراپاافادت ایشاں شدم، چوں بالائے بام کہ کیول رام بانیہ متصل مسجد جامع ساختہ پیش کش میرزا صاحب کردہ بود برآمدم۔ دیدم کہ جناب معزی الیہ باپیراہن وکلاہ سفید و دوپٹہ ناسپاتی رنگ بصورت سموسہ بردوش گذاشتہ نشستہ اند بکمال ادب سلامی برایشاں کردم از فرط عنایت وکثرت مکارم اخلاق کہ شیوہ ستودۂ بزرگان خدا پرست است بجواب سلام ملتفت شدہ برخاستند وسرایں بے لیاقت را در کنار گرفتہ بہ پہلوئے خود جادادند۔‘‘

(معمولات مظہریہ (ضمیمہ) از: مولانا رحیم الدین احمد طربؔ دہلوی، ص ۲۲۰، بحوالہ دریائے لطافت، صفحہ ۲۴)

میر تقی میرؔ جنہوں نے اپنے معاصرین میں سے بہت کم کسی کی تعریف کی ہے۔ جب وہ آپ سے ملے تو یہ تاثر تھا:

’’مردیست مقدّس، مطہر ..... خوش تقریر۔ بمرتبہ است کہ در تحریر نمی گنجد۔‘‘ (مقامات مظہری (مقدمہ) از: محمد اقبال مجددی، ص ۱۳۱، بحوالہ نکات الشعراء، ص ۵)

۲۔ میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام ص ۶۸ بحوالہ گلشن ہند، ص ۲۱۷

۳۔ مقامات مظہری (اردو) ص ۳۵۴، حاشیہ ۱۰۔

۴۔ حضرت مولانا فخر الدین چشتی ’’فخر جہاں‘‘ ابن حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ:

شاہ فخر الدینؒ کی ولادت ۱۱۲۶ھ میں اورنگ آباد میں ہوئی۔ ان کے والد شاہ نظامؒ چشتیہ سلسلے کے مشہور بزرگ شاہ کلیم اللہؒ کے مرید تھے اور شاہ کلیم اللہؒ ہی نے شاہ نظام کو تبلیغ کے لئے دکن بھیجا تھا۔ جہاں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کرلی۔ فخر الدینؒ نام شاہ کلیم اللہؒ ہی کا تجویز کیا ہوا ہے۔ شاہ فخر الدینؒ بچپن ہی میں اپنے والد سے بیعت ہو گئے تھے۔ ظاہری تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد شاہ فخر الدین نے لشکر میں ملازمت کرلی۔ چونکہ ان کی پرورش صوفیانہ ماحول میں ہوئی تھی اس لئے دن بھر فوجی کاموں میں مصروف رہتے اور رات کو خدا کی عبادت کرتے۔ مگر بہت جلد ان کی طبیعت فوجی کاموں سے گھبرا گئی اور اورنگ آباد میں اپنے والد کے سجادہ نشین ہو گئے۔ ۱۱۶۰ھ یا ۱۱۶۵ھ میں دہلی آگئے، اور یہاں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ شاہ فخر الدین کا مدرسہ دہلی میں بہت مشہور و معروف تھا اور تاریخی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ مدرسہ اجمیری دروازہ کے باہر غازی الدین خاں فیروز جنگ کا بنوایا ہوا تھا۔ شاہ فخر الدینؒ کا شمار بھی ان مصلحین قوم میں ہے جنہوں نے عوام کو تصوف کی بے راہ روی سے نجات دلائی۔ شاہ ولی اللہؒ اور مرزا مظہرؒ کی طرح وہ بھی "ہر چھوٹی بڑی" بات میں اتباع سنت کرتے لوگوں کو بھی اس امر کی بڑی تاکید کرتے۔ نماز روزے اور مذہب کی ظاہری رسوم کی سخت پابندی کرتے۔ غالبؔ کے دوست کالے صاحب، غلام قطب الدین کے صاجزادے اور شاہ فخر الدین کے پوتے تھے۔

(مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط (حاشیہ)، ص ۳۴-۳۵)

بادشاہ دہلی حاضرِ خدمت مولانا فخر الدین صاحب چشتی رضی اللہ عنہ کے ہوا۔ موافق دستور کے آپ نے اس کی تعظیم فرمائی، بعد ازاں اعلیٰ و ادنیٰ جو آتا سب کی تعظیم

فرماتے رہے۔ بادشاہ جب وہاں سے رخصت ہو کر حضرت مرزا مظہر (جان جاناں) صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے موافق عادت کے کوئی تعظیم نہیں فرمائی اور جو کوئی آیا اس کی بھی تعظیم نہیں فرمائی۔ بعد ازاں وہاں سے رخصت ہو کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں آیا آپ نے اس کی تعظیم فرمائی۔ اس کا وزیر بھی آیا تو کوئی تعظیم نہیں فرمائی۔ بعد ازاں چوب دار شاہی سامنے آیا اس کی تعظیم فرمائی۔ بادشاہ متعجب ہو کر مستفسر ہوا کہ اس اشکال کو حل فرمائیے، اور ہر جگہ کا حال دیکھا ہوا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت فخر الدین چشتی مقام توحید وجودی میں ہیں۔ لہٰذا سب میں جلوۂ یاران کو نظر آتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو توحید شہود کا غلبہ ہے لہٰذا مشاہدۂ عظمت الٰہی کے سبب سے کسی کی تعظیم روا نہیں رکھتے اور فقیر پابند شرع ہے تم اولو الامر ہو تمہاری تعظیم لازم ہے اور یہ وزیر رافضی ہے لہٰذا قابل تعظیم نہیں اور چوب دار تمہارا حافظ قرآن ہے اس واسطے میں نے تعظیم کی۔

(مجموعۂ رسائل (رسالہ عرصۂ ظہور) در ملفوظات حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ) مرتبہ نواب سید نور الحسن خاں، ص ۱۵۴)

۵۔ ماہ نامہ نورِ اسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصّہ اول، ص ۱۱۶)

۶۔ مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط، ص ۱۹-۵۱

۷۔ روہیلہ، روہیل کھنڈ:

غور غزنی کے پٹھانوں نے جب کوہستان روہ (افغانستان) میں سکونت اختیار کی تو انہیں روہلہ (روہیلہ) کہنے لگے۔ روہ کے جائے وقوع اور طول وعرض

یں مؤرخوں میں اختلاف ہے۔لیکن اس کے معنی میں کوئی اختلاف نہیں۔ہر مؤرخ روہ کو کوہستان یا کوہستان کا سلسلہ بتاتا ہے۔کرنل یول کا خیال ہے کہ یہ پشتو زبان کا لفظ ہے جس علاقہ کو آج کل روہیل کھنڈ کہتے ہیں وہ انہیں پٹھانوں کی کثرت آبادی کی وجہ سے روہیل کھنڈ کہلایا۔اس علاقہ کا پرانا نام کٹیہر تھا، جو بریلی، مراد آباد، سنبھل اور بدایوں پر مشتمل تھا۔اٹھارہویں صدی کے وسط میں اس پر روہیلہ پٹھانوں کا قبضہ ہوگیا اور روہ کثرت سے یہاں آباد ہوگئے تو اس کا نام روہیل کھنڈ پڑ گیا۔روہیل کھنڈ پر قبضہ علی محمد خاں روہیلہ نے کیا لیکن روہیلہ پٹھان پہلے سے ہندوستان میں موجود تھے۔چنانچہ شیر شاہ اور اس کے جانشینوں کے عہد میں ان لوگوں نے ہمایوں اور اکبر کی فوجوں کا مقابلہ کیا تھا۔

روہیل کھنڈ کی شہرت سن کر افغانستان کے مختلف قبیلوں کے لوگ ترک وطن کر کے ہندوستان آئے اور آنولا، نجیب آباد، فرخ آباد، مئو، بریلی، اور پیلی بھیت میں آباد ہوگئے۔لیکن ان کی بڑی تعداد یوسف زئی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔یہ پٹھان نواب علی محمد خاں روہیلہ کے زیر پرچم تھے۔اس لئے بعض مؤرخوں نے انہیں افاغنۂ علی محمد خاں بھی لکھا ہے۔(میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام (ضمیمہ از عبدالرزاق قریشی) ص ۳۴۳)

۸۔ مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط، ص ۲۰-۲۱

۹۔ مقامات مظہری (اردو) ص ۳۴۸-۳۴۹

۱۰۔ لوائح خانقاہ مظہریہ (حاشیہ) ص ۲

۱۱۔ مقامات مظہری (اردو) ص ۴۲۷، حاشیہ ۱۳۲

۱۲۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۰۱-۱۰۲

۱۳۔ معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۲۳

۱۴۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۰۲

۱۵۔ معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۲۳ تا ۲۲۵

۱۶۔ معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۳۰ - ۲۳۲، عکسیات، ص ۳۷۴

۱۷۔ معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۲۵

۱۸۔ شاہ علی:

حضرت مظہرؒ نے اپنے مکتوبات میں ان کا نام کہیں پیر علی، کہیں شاہ علی اور کہیں کہیں مرزا شاہ علی لکھا ہے، یہ حضرت مظہرؒ کی اہلیہ کے عزیزوں میں تھے۔ اور وہ انہیں بہت عزیز رکھتی تھیں۔

(لوائح خانقاہ مظہریہ (مکتوبات شاہ علی بنام حضرت مظہرؒ) ص ۱۱۴)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

میاں پیر علی حضرت مظہرؒ کے فرزند صلبی نہیں ہیں بلکہ حضرت بی بی صاحبہ کے عزیزوں میں ہیں، اسی قرابت کے تعلق کی بناء پر حضرت مظہرؒ باوجود ناسازیٔ مزاج، حضرت بی بی صاحبہ کی خاطر داری کے پیش نظر میاں پیر علی کے حال پر فرزندوں سے زیادہ شفقت وعنایت فرماتے تھے اور ان کے قول وفعل پر بالکل نظر نہیں رکھتے تھے اور وہ اکثر اوقات دنیا طلبی و چلہ نشینی میں اوقات گزارتے تھے، لیکن صحبت وتجدید بیعت کی برکت سے جیسا کہ آنحضرت نے میاں محمد قاسم کو لکھا ہے کہ تجدید بیعت مرزا شاہ علی درست ہے، اور آنحضرت کے قول کے بموجب آخر میں نسبت اپنا کام کرتی ہے، آخر میں ان کے احوال اچھے معلوم ہوتے تھے کہ رحلت کے بعد حضرت مظہرؒ کے جوار میں آسودہ ہیں، اس سے بہتر

دوسری دلیل حسن خاتمہ پراوران کی نجات کے ثبوت پر نہیں ہے۔

اوران کے فرزندان میاں عبداللہ (عرف مرزا الالن) ونظامی صاحب کو خدا سلامت رکھے اوران کے باطنی عشق ومحبت کا ذوق ان کو عطا فرمائے۔اگرچہ میاں عبداللہ کی استعداد اچھی ہے کہ ان کے لطائفِ حمل مادر میں آنحضرت کے توجہ دینے کے وقت ان کی والدہ میں ذاکر ہو جاتے تھے ——— یہ (میاں عبداللہ) حقوق صاحب زادگی سے قطع نظر فقیر (شاہ نعیمؒ اللہ) کے ساتھ نسبتِ تلمذ رکھتے تھے، اسی ارتباط قوی کی بنا پر ان کی ہدایت وارشاد کے لئے فقیر کا دل بہت جوش مارتا ہے۔(بشارات مظہریہ، ورق ،۱۱۷-۱۱۸)

کلمات طیبات کے بعض مکتوبات سے بھی شاہ علی اور حضرت مظہر سے ان کے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے نیز ایک مکتوب حضرت مظہرؒ کا شاہ علی کے نام بھی ہے۔مکتوب ۱۳۱ میں شاہ علی کی گھریلو پریشانی کا ذکر ہے کہ دو بیویوں اور تین بچوں کے باوجود گھر میں ایک بھی نوکر نہیں۔مکتوب ۷۵ میں قاضی صاحب کو لکھا ہے کہ پیر علی کی قسمت میں دنیا نہیں ہے حالانکہ لاکھ ہاتھ پیر مارتا ہے۔مکتوب ۷۸ میں قاضی صاحب کو لکھا ہے کہ پیر علی کے مشورے سے جو مناسب ہو کرنا کیوں کہ وہ ان کا (اہلیہ حضرت مظہر کا) ایک حصہ ہونے کے باوجود فقیر کا طرف دار ہے۔ اوران کا مزاج داں بھی ہے۔اسی مکتوب میں یہ بھی ہے کہ پیر علی شورِ سودائے موروثی رکھتا ہے، اس کا خیال رکھنا ضروری ہے ——— دعا کرو ان سودائیوں کا مزاج ٹھیک ہو جائے۔(لوائح خانقاہ مظہریہ، ص ۱۱۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اخوند ملا نسیمؒ کو لکھا ہے کہ مرزا شاہ علی عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں اوران کے بڑے صاحبزادے میاں مداری میرے پاس ہیں اور

چھوٹے صاجزادے میاں نظامی اپنی والدہ کے ساتھ عظیم آباد (پٹنہ) میں اپنے ماموں کے یہاں ہیں۔صاجزادی ایمنہ کا عرصہ ہوا نکاح کر دیا گیا ہے۔نیز یہ کہ شاہ علی کی دوسری بیوی سے جو بچہ تھا، وہ اور اس کی ماں بھی فوت ہو چکی ہے۔
(لوائح خانقاہ مظہریہ (مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی بنام اخوند ملا محمد نسیمؒ) ص ۲۴۲-۲۴۵)

اخوند ملا نسیمؒ کے نام غلام حسنؒ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ پیر علی فوت ہو چکے ہیں، سنا ہو گا اور دو بیٹے ان کے تھے، ایک مداری نام کہ وہ محض ناقابل اور دیوا طوار ہے۔دوسرا بیٹا اپنی والدہ کے ساتھ یہاں سے تلاش معاش میں پورب کی طرف چلا گیا ہے۔میاں عبدالحفیظ و میاں بہادر فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت مظہرؒ کے روضہ مقدس ہی میں تدفین ہوئی۔
(لوائح خانقاہ مظہریہ (مکتوب ۱۹۱ غلام حسنؒ بنام ملا نسیمؒ، ص ۲۶۷)

۱۹۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۱۲

۲۰۔ معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۲۵

۲۱۔ مقامات مظہری (اردو ص ۳۵۰۔

۲۲۔ نواب ضابطہ خاں:

ضابطہ خاں مشہور روہیلہ سردار نجیب الدولہ کا لڑکا تھا۔نجیب الدولہ کی وفات کے بعد شاہ عالم نے ضابطہ خاں کو وہی اختیارات دینے چاہے جو اس کے باپ کو حاصل تھے، لیکن اس نے بادشاہ کی پیش کش ٹھکرا دیا اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے سے انکار کیا۔شاہ عالم نے مرہٹوں کی مدد سے اسے شکست دی۔اس نے حافظ رحمت خاں اور دوسرے روہیلہ سرداروں سے مدد چاہی۔لیکن انہوں نے

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

مدد دینے سے انکار کیا۔ آخر اس نے مجبور ہو کر شجاع الدولہ والی اودھ کے دامن میں پناہ لی۔ شجاع الدولہ کی کوششوں سے مرہٹوں اور روہیلوں میں صلح ہو گئی۔ آگے چل کر انقلاب زمانہ سے خود مرہٹوں کی مدد سے ضابطہ خاں کو اس کی جاگیر واپس مل گئی اور وہ میر بخشی مقرر ہوا۔ لیکن اس کی لشکری طاقت بہت کمزور ہو چکی تھی اور اس سے فائدہ اٹھا کر شجاع الدولہ نے اس کی جاگیر کا کافی حصہ ضبط کر لیا۔ میر بخشی کا عہدہ بھی برائے نام تھا۔ اس اہم عہدہ کے فرائض حقیقت میں نجف خاں انجام دیتا تھا۔ ضابطہ خاں نے ۱۷۸۵ء میں وفات پائی۔

(میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام، (ضمیمہ) ص ۳۴۵)

۲۳۔ بشارات مظہریہ، ورق ۱۰۴۔

۲۴۔ معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۲۷

۲۵۔ نواب نجف خاں:

نجف خاں شاہ ایران شاہ حسین خاں صفوی کے وزیر اعظم آغا نجف کا پوتا تھا یہ اصفہان میں ۱۷۳۷ء میں پیدا ہوا۔ اس کی بہن صفدر جنگ کے سب سے بڑے بھائی محمد محسن سے بیاہی ہوئی تھی۔ جس کے ساتھ وہ لڑکپن میں ہندوستان آیا۔ اور الٰہ آباد کے حاکم محمد قلی خاں کے ہاں ملازم ہو گیا جب ۱۷۶۱ء میں شجاع الدولہ نے محمد قلی خاں کو قتل کر دیا تو نجف خاں فرار ہو کر بنگال پہنچا۔ جہاں نواب قاسم علی خاں نے اسے ملازم رکھ لیا۔ اور تین لاکھ روپے دیئے۔ تاکہ نجف خاں فوج تیار کرے جب ۱۷۶۴ء میں بکسر کی لڑائی کے بعد نجف خاں نے انگریزوں سے مل کر شجاع الدولہ پر حملہ کیا۔ اور الٰہ آباد کے قلعہ پر انگریزوں کا قبضہ کرا دیا تو نجف خاں کو شاہی جنرل تسلیم کر لیا گیا۔ کیوں کہ انگریز سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے شاہ

عالم ثانی کے نام پر جنگ کر رہے تھے۔ انگریزوں کی سفارش ہی پر اسے کوڑا (کڑا مانِک پور، الہ آباد) کا شاہی فوجدار مقرر کیا گیا۔ لیکن پورا لگان وصول نہ کر سکنے کے الزام میں تین سال بعد اسے برطرف کر دیا گیا اور وہ ایک سال تک الہ آباد میں بے کار پڑا رہا۔ مئی ۱۷۷۱ء میں جب بادشاہ نے دہلی کا قصد کیا تو اس کے بھی دن پھرے شاہی فوج کا کپتان مقرر ہوا اور فوج کو ٹھیک طریقے سے مسلح کرنے کے لئے اسے پچاس ہزار روپئے ملے۔ جب بادشاہ دہلی میں داخل ہوا تو نجف خاں بھی ساتھ تھا۔ ۵ / جون ۱۷۷۲ء کو نجف خاں میر بخشی مقرر ہوا۔ ۱۷۷۹ء میں وکیل مطلق ہوا۔ ۱۷۸۱ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

جب بادشاہ دہلی آیا تھا تو اسے ہر طرف سے دشمنوں نے گھیر رکھا تھا۔ اور یہ دہلی جاٹ، مرہٹے، سکھ اور روہیلوں کی طاقت کی آزمائش گاہ بنی ہوئی تھی۔ صرف نجف خاں کا دم تھا کہ اس نے ان تمام طاقتوں کو کچل کر رکھ دیا۔ نجف خاں نے خاص طور پر روہیلوں کی طرف توجہ کی کیوں کہ ان کی بڑھتی ہوئی طاقت مغل حکومت کے لئے مستقل خطرہ تھی۔ دہلی دربار عرصہ سے شیعہ اور سنی فرقوں کا اکھاڑہ رہ چکا تھا۔ ایرانی اور تورانی گروہوں کی مخاصمت کی بڑی وجہ یہ مذہبی اختلاف تھے۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب سادات بارہ کے دو بھائی برسر اقتدار آئے تو شیعت کو بہت عروج ہوا۔ صفدر جنگ اور عماد الملک کی چشمکوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی۔ نجف خاں کٹر شیعہ تھا۔ اس کے زمانے میں سنی علماء پر بہت ظلم ہوا۔ اور اکثر لوگ اس سے متنفر ہو گئے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: جس دن سے نجف خاں آیا ہے بادشاہ سے لے کر فقیر تک سب کی حالت خراب ہے۔ مصحفیؔ نے ”تذکرہ ہندی گویان“ میں لکھا ہے: نجف خاں کے دور میں بارہ سال تک میں

خانہ نشین رہا میں اس حشر اجساد و اموات میں تلاش معاش کے لئے ہر گز گھر سے نہیں نکلا۔ مولانا فخر الدینؒ بھی نجف خاں سے بہت ناراض تھے۔ مرتے وقت نجف خاں نے مولانا کو بلایا۔ مولانا چلے تو گئے۔ مگر اس سے کہا کہ ہم میں ہر گز کوئی واسطہ نہیں ہے۔ صرف عیادت کو آ گیا ہوں۔ نجف خاں کے جنازے میں بھی مولانا فخر الدینؒ شریک نہیں ہوئے۔ (مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط (حواشی) ص ۲۴۲-۲۴۳)

۲۶۔ افراسیاب:

افراسیاب ایک یتیم ہندو لڑکا تھا۔ جسے میرزا نجف خاں نے پالا تھا۔ اور مسلمان بنایا تھا۔ وہ نجف خاں کا متبنی بیٹا تھا۔ لیکن اس میں اپنے آقا کی عسکری صلاحیت یا جدو جہد کا جذبہ نہ تھا بلکہ اس میں سپاہیانہ جرأت کی بھی کمی تھی اور یہی وجہ ہے کہ وہ لشکر کا اعتماد حاصل نہ کر سکتا تھا۔ مغل سردار اسے غلام سمجھ کر اس کی بات ماننے سے انکار کرتے اور بیرونی ممالک کے مسلمان اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے۔ نجف خاں نے مرنے سے پہلے شاہ عالم سے درخواست کی تھی کہ اس کی جگہ افراسیاب کو مقرر کیا جائے اور وہی اس کی جاگیر کا مالک قرار دیا جائے۔ افراسیاب اپنے مذہب اور طاقت کی وجہ سے بے انتہا مغرور ہو گیا تھا اور یہی غرور اس کی تباہی کا باعث ہوا۔ (میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام (ضمیمہ) ص ۳۴۶)

۲۷۔ محمد بیگ ہمدانی:

نجف خاں کے ہوا خواہوں میں سب سے زیادہ خطرناک شخصیت محمد بیگ ہمدانی کی تھی۔ اس میں ایک طرف مکر و فریب تھا۔ تو دوسری طرف عسکری لیاقت و

شجاعت۔ نتیجہ یہ تھا کہ مغل سرداروں کے تحت سپاہیوں کے جو چھوٹے چھوٹے گروہ تھے۔ وہ سب ہمدانی کے زیر پرچم آ گئے، اور اس طرح اس نے خاصی طاقت بنالی۔

۲۸۔ مرزا محمد شفیع:

میرزا نجف خاں کے چچازاد بھائی کا لڑکا تھا۔ جدوناتھ سرکار لکھتے ہیں کہ حقیقت میں نجف خاں کے بعد وہی میر بخشی ہونے کا مستحق تھا۔ لیکن چونکہ نجف خاں کے انتقال کے وقت تک اسے کوئی اعلیٰ منصب نہیں ملا تھا اور دوسرے یہ کہ وہ کم عمر تھا اس لئے وہ اس اعلیٰ عہدہ کا مستحق نہیں سمجھا گیا۔ سرکار کہتے ہیں کہ وہ مزاج کا سادہ تھا۔ اس لئے اپنے عہد کی سازشوں کا آسانی سے شکار ہو گیا۔ شفیع اور افراسیاب کی متعدد بار آمیزش ہوئی۔ آخر کار ۱۷۸۳ء میں میرزا محمد بیگ ہمدانی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام (ضمیمہ) ص ۳۴۶-۳۴۷)

۲۹۔ مقامات خیر، ص ۲۰۲ / بشارات مظہریہ ورق ۱۰۳

۳۰۔ بشارات مظہریہ، ورق ۴

۳۱۔ معمولات مظہریہ (فارسی) ص ۱۴۴ / عکسیات ص ۵۸۳

۳۲۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۰۴

۳۳۔ مقامات خیر، ص ۲۰۱-۲۰۲

۳۴۔ اہلِ قبور کی زندوں سے ہم کلامی پر مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ کا ایک اہم مضمون ''بعض اصحابِ قبور کا تکلّم'' کے عنوان سے ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے شمارہ ۵ بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا تھا۔ جس کا

آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

''کئی مہینے سے الفرقان میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات شائع ہورہے ہیں، اس سلسلہ کی بعض قسطوں میں چند واقعات ایسے بھی مذکور ہوئے ہیں جن میں بعض خواص اصحاب قبور سے شاہ صاحبؒ کے مکالمات کا ذکر ہے۔ناظرین الفرقان میں سے بعض حضرات نے ان واقعات سے اپنے سخت توحش و اضطراب کا اظہار کیا ہے۔لیکن انہوں نے وضاحت کے ساتھ اس کا سبب نہیں لکھا ہے۔ہم نے بہتر سمجھا کہ اس بارے میں الفرقان ہی میں کچھ لکھ دیا جائے تا کہ اگر کسی اور کو بھی اس طرح کا خلجان ہو تو وہ بھی رفع ہو جائے۔

جو حضرات حضرت شاہ ولی اللہؒ اور اُن کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کی شخصیت اور اُن کے علوِ مقام سے واقف ہیں اُن کی خدمت میں تو سب سے پہلی بات اس سلسلہ میں یہ عرض کرنی ہے کہ یہ سب واقعات حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ''انفاس العارفین'' سے ماخوذ ہیں۔یعنی ان کے اصل راوی حضرت شاہ ولی اللہؒ ہیں۔اور انہوں نے بلا واسطہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سے سن کر یہ واقعات اپنی کتاب میں محفوظ کئے ہیں---اس لئے جہاں تک ان کی نقل و روایت کا تعلق ہے اس میں کسی شک و شبہ یا کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں ہے۔الخ۔

(اصل مضمون طوالت کے پیش نظر نقل نہیں کیا گیا ہے۔اس لئے رسالہ الفرقان میں یا ''تذکرہ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ و شاہ ابوالرضا دہلویؒ'' مطبوعہ ۱۹۸۹ء میں دیکھیں جو قابلِ مطالعہ ہے۔مؤلفِ کتاب ہذا)

۳۵۔ بشارات مظہریہ، ورق ۹۰

۳۶۔ مقامات مظہری (فارسی) ص ۶۲، معمولات مظہریہ (فارسی) ص ۱۴۲

۳۷۔ میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام، ص ۷۳-۷۴

۳۸۔ سیر المنازل، صفحہ ۱۷۰

۳۹۔ سیر المنازل (پیش لفظ) از: ڈاکٹر شریف حسین قاسمی

۴۰۔ ضمیمہ معمولات مظہریہ (ضمیمہ ہدایت) از: مولانا رحیم الدین احمد طرب دہلوی، ص ۲۲۲

۴۱۔ میرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام، ص ۷۳-۷۴

حضرت مرزا مظہرؔ جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کے مزارِ مبارک کی پہلی پختہ تعمیر حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے کرائی جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے:

در ہزار و دو صد و پنج ہجری سفر شاہجہاں آباد برائے تعمیر مزار مبارک حضرت ایشاں دامن گیر حال شد در اثنائے راہ چوں عبور (عشرۂ اولیٰ ماہ رمضان مبارک) بہ پانی پت افتاد۔(۱)

در آنجا نیز چہل روز کامل بخدمت ارشاد پناہی حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ پانی پتی گذرانیدہ فتوحات علوم ظاہر و باطن و تحقیقات و تدقیقات تازہ از برکت صحبت و توجہ ایشاں استفادہ نمودہ (۲)

حضرت مولانا بوقت رخصت از قصبہ پانی پت بافقیر فرمودند کہ دل نہ می خواہد کہ شمارا تنہا بگذارد و بہ رفاقت تا بہ لکھنؤ ہمراہ باشد لیکن افراط محبت

۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء) میں حضرت مرزا صاحبؒ کے مزار مبارک کی تعمیر کے سلسلے میں شاہجہاں آباد (دہلی) جانے کا اتفاق ہوا، دوران سفر (ماہ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں) جب پانی پت سے گذر ہوا تو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی خدمت میں بھی پورے چالیس روز گزارے ان کی صحبت اور توجہ کی برکت سے علوم ظاہر و باطن کے فیوض اور تازہ تحقیقات و تدقیقات کا استفادہ کیا۔ پانی پت سے رخصت ہوتے وقت قاضی صاحب نے فقیر سے فرمایا کہ دل نہیں چاہتا کہ تمہیں تنہا چھوڑوں اور لکھنؤ تک ہمراہ نہ جاؤں لیکن طرفین کی محبت اس بات سے

رفتن ایں معنی را منع می کند کہ شما نیز
مارا تنہا نہ خواہید گذاشت و تا بہ پانی
پت ہمراہ خواہد شد باز فقیر شمارا تنہا نہ
خواہد گذاشت پس ناچار ایں معاملہ بہ
دور خواہد کشید و عمر عزیز دراں آخر خواہد شد
ـــــ بارے بہ خدا می سپارم اگر
زندگی است امید ملاقات باقیست
والا بہ شرط ایمان در دار الرضوان بہ
ملاقات دائمی مسرور خواہد
گردید۔ (۳)

روکتی ہے کہ تم بھی مجھے تنہا نہ
چھوڑو گے اور پانی پت تک ہمراہ
آؤ گے۔ پھر فقیر تمہیں تنہا نہ چھوڑے
گا، پس ناچار یہ معاملہ دوری کی صورت
اختیار کر جائے گا اور عمر عزیز اسی میں
گذر جائے گی ـــــ اس لئے تمہیں
خدا کے حوالے کرتا ہوں اگر زندگی
ہے امید ملاقات باقی ہے ورنہ بشرط
ایمان دار رضوان میں ملاقات دائمی
سے مسرور ہوں گے۔

جب آپ ماہ شوال میں پانی پت سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے تو مرزا صاحب کی صورتِ مثالیہ کو ہر منزل و ہر مقام پر اپنے ہمراہ مشاہدہ کرتے تھے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

بہ وقت رفتن آں طرف نیز صورت
مثالی آں حضرت در ہر منزل و ہر
مقام ہمراہ خود مشاہدہ می کردم چنانچہ بہ
برکت آں بہ سلامت بہ دخول دہلی و
زیارتِ مزارِ مبارک آں حضرت
مشرف شدم خصوصاً از پانی پت جذب
آنحضرت آں چناں کشاں کشاں بہ

دہلی روانگی کے وقت راستے میں
آنحضرت کی صورت مثالیہ کو ہر منزل
و ہر مقام میں اپنے ہمراہ میں مشاہدہ
کرتا تھا چنانچہ اس کی برکت سے
دہلی میں دخول اور آنحضرت کے
مزار مبارک کی زیارت سے
میں مشرف ہوا۔ خصوصاً آنحضرت کی

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

دہلی رسانید کہ شاہ غلام علی صاحب بروز دخول در دہلی با فقیر گفتند کہ چند روز است کہ آں حضرت در معاملہ با فقیر فرمودند کہ فلانے یعنی فقیر راقم بکار تعمیر بہ دہلی می آید۔ (۴)

کشش نے اس طرح کشاں کشاں دہلی پہنچایا کہ شاہ غلام علی صاحب نے دہلی میں دخول کے روز فقیر سے کہا کہ چند روز ہوئے آنحضرت نے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ فُلا نے یعنی فقیر راقم (شاہ نعیم اللہؒ) تعمیر مزار کے سلسلے میں دہلی آرہے ہیں۔

چوں در بعض مقدمات تعمیر از فقیر تقصیر واقع شد در خواب فرمودند کہ حالا من متکفل ایں کارم از آں روز آں چناں معلوم می شد کہ گویا آں حضرت در دست مبارک عصا گرفتہ برسر فقیر و جمیع کار پردازان تعمیر حاضر اند و کار خود می گیرند ہر چہ از مصالح و اسباب درکار می شد از غیب می رسید و تعمیر خاطر خواہ بخوبی مقطع و مربع موافق مرضی آنحضرت راست و درست می کردند۔

جب تعمیر مزار کے بعض مقدمات میں فقیر سے تقصیر واقع ہوئی تو خواب میں آنحضرت نے فرمایا اب میں اس کام کا متکفل ہوں، اس دن سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ آنحضرت دست مبارک میں عصا لے کر فقیر اور تمام کار پردازان تعمیر کے سامنے موجود ہیں اور خود کام کرا رہے ہیں۔ جو سامان و اسباب درکار ہوتے غیب سے فراہم ہو جاتے اور تعمیر خاطر خواہ مقطع و مربع آنحضرت کی مرضی کے موافق درست ہوتی تھی۔

چوں عُرس مبارک نزدیک رسید وزر

جب عُرس مبارک نزدیک ہوا، اور

در تعمیر وفا نہ کردہ و در رسیدن ہُنڈوی
از لکھنؤ بسیار تاخیر شد شبے آں حضرت را
در خواب دیدم کہ در مکان رفیع الشان
و پر تکلف استراحت می فرمایند بہ دل
گفتم کہ سبحان اللہ حضرت صاحب چہ
قدر خوش نصیب اند کہ اینجا ہم مکانے
خوب بہم رسیدہ یک بار برخاستند و
قریب پنجاہ روپیہ بہ ہر دو دست
مبارک پر کردہ بہ کسے دادند بعدہٗ بہ
مکانے دیگر تشریف فرمودند در آنجا
استادہ و دیگچہ ہائے بے شمار پُر از زر
برآوردہ بہ بیروں می کشند، من از دید
ایں معاملہ متعجب و متحیر ماندم کہ ایں
قدر خزینہ از کجا بدست مبارک
آنحضرت رسیدہ، یک بار مردمان
گفتند کہ ایں خزینہ سلاطین و امرایان
سابق است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ
ایشاں را مالک و مختار آں کردہ، فقیر
تعبیر آں کردم ایشاں را خدائے تعالیٰ
غناء ذاتی از نزد خود عطا فرمودہ کہ محتاج

تعمیر کا پیسہ پورا نہ ہو پایا اور لکھنؤ سے
ہُنڈی کے پہنچنے میں کافی تاخیر ہوئی،
ایک رات آنحضرت کو میں نے
خواب میں دیکھا کہ ایک رفیع الشان
اور پر تکلف مکان میں استراحت
فرما رہے ہیں۔ میں نے دل میں کہا
سبحان اللہ آنحضرت کس قدر خوش
نصیب ہیں کہ یہاں بھی خوب صورت
مکان حاصل ہوا، اچانک اٹھے اور
قریب پچاس روپیہ دونوں ہاتھ
میں بھر کر کسی کو دیا اس کے بعد
دوسری جگہ تشریف لے گئے وہاں
کھڑے ہو کر سونے سے بھرے
ہوئے بے شمار دیگچے نکال کر باہر
کر رہے ہیں، میں یہ معاملہ دیکھ کر
متحیر رہ گیا کہ اس قدر خزینہ کہاں سے
آنحضرت کے ہاتھ لگا، اچانک لوگوں
نے کہا کہ یہ سلاطین و امراء سابق کا
خزینہ ہے جس کا حق سبحانہ و تعالیٰ نے
آنحضرت کو مالک و مختار بنا دیا ہے،

بہ ایں چیز ہانیستند بلکہ از نزدخود دور می کنند ہر کہ را می خواہند می دہند، گویا بہ ایں معاملہ تشفی من فرمودند کہ تو چرا در فکر زر رنج می کشی مارا ایں قدر مقدور ہست کہ می بینی لیکن از خود تغافل می کنم، ہر گاہ خاطر بہ ایں طرف متوجہ خواہد شد در کار تعمیر ہیچ تاخیر نہ خواہد گردید خاطر خود جمع دار، ہم چناں شد کہ بروز دوم حضرت محمد مراد صاحب خانہ سامان وخلیفہ آں حضرت تشریف آوردہ فرمودند ہر چہ باید از من بگیرند و کارخانہ تعمیر جاری کنید دریں ہفتہ کہ درمیان عُرس آنحضرت باقیست تیار شود، آخر حضرت محمد مراد صاحب زرآں قدر دادند درآں ہفتہ کار تعمیر تمام شد۔

فقیر نے اس کی یہ تعبیر کی کہ آنحضرت کو حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے غناء ذاتی عطا فرمائی ہے کہ ان چیزوں کے محتاج نہیں ہیں بلکہ اپنے پاس سے دور کر رہے ہیں جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں، گویا اس معاملے سے میری تشفی فرمادی کہ تم پیسے کا رنج کیوں کر رہے ہو ہمیں اس قدر وسعت حاصل ہے جو تم دیکھ رہے ہو، لیکن اپنی طرف سے تغافل کرتے ہو، جس وقت دل اس طرف متوجہ ہوگا تعمیر کے کام میں کوئی تاخیر واقع نہ ہوگی۔ اپنے دل کو مطمئن رکھو۔ اور ایسا ہی ہوا کہ دوسرے دن حضرت محمد مراد صاحب خانساماں اور خلیفۂ آنحضرت تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ چاہئے مجھ سے لو اور تعمیر کا کام جاری رکھو۔ اسی ہفتہ میں کہ آنحضرت کے عرس میں کچھ وقت باقی ہے تیار ہو جائے، آخر حضرت محمد مراد صاحب

"روزے حضرت شاہ غلام علی صاحب از فقیر اندک ناخوش شدہ رفتند، حضرت محمد مراد صاحب را آں حضرت درخواب فرمودند کہ شما نزد فلانے یعنی فقیر راقم رفتہ تسلی از طرف فقیر نمایند کہ من از شما بسیار راضی ام کہ از برائے اخلاص فقیر زن و فرزند را گزاشتہ رنج و مشقت سفر اختیار کردہ تعمیر مزار موافق مرضی فقیر نمودید خدا جزاء خیر دہد، شاہ غلام علی جیو بموجب ایشاں را ناخوش کردند، و غلام علی خورد را بہ بیند کہ چہ قدر جانبازی و چالاکی درکار پردازی تعمیر می کند، حضرت محمد مراد صاحب نزد فقیر آمدہ ایں خواب نقل کردند و قدم من گرفتند و گفتند کہ من ایں وقت بموجب فرمودہ و ارشاد آں حضرت برائے تسلی شما آمدہ ام، فقیر از استماع ایں بشارت عظیم شکر الٰہی بجا آوردہ و از

نے اس قدر پیسہ دیا کہ اسی ہفتہ میں تعمیر کا کام پورا ہوگیا۔

ایک روز حضرت شاہ غلام علی صاحب فقیر سے کچھ ناخوش ہو کر چلے گئے، حضرت محمد مراد صاحب کو آنحضرت نے خواب میں فرمایا کہ "تم فلاں نے یعنی فقیر راقم کے پاس جا کر میری طرف سے تسلی کردو کہ میں اُن سے بہت راضی ہوں کہ فقیر کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے زن و فرزند کو چھوڑ کر سفر کی مشقت برداشت کر کے مزار کی تعمیر فقیر کی مرضی کے موافق کر رہے ہیں خدا جزائے خیر دے اور شاہ غلام علی نے بے سبب انہیں ناخوش کیا، غلام علی خورد کو دیکھیں کہ تعمیر کی کارپردازی میں کتنی جانبازی و جفاکشی کر رہے ہیں۔" حضرت محمد مراد صاحب نے فقیر (شاہ نعیم اللہ) کے پاس آ کر یہ خواب نقل کیا اور میرا قدم پکڑ کر کہا کہ میں

برکت و خوشنودی روح مبارک
آنحضرت نقشہ تعمیر مقبول خاص و عام
گردید و ہر کہ در عُرس مبارک ایشاں
از اکابران دہلی حاضر شد ایں نقشہ را
بسیار پسندید۔ الحمدللہ علی ذالک۔"(۵)

اس وقت آنحضرت کے ارشاد کے
بموجب آپ کی تسلی کے لئے آیا
ہوں!۔ فقیر اس بشارت کے سننے
سے شکر الٰہی بجالایا اور آنحضرت کی
روح مبارک کی خوشنودی کی برکت
سے نقشۂ تعمیر مزار مقبول خاص و عام
ہوا اور اکابرین دہلی سے جو بھی
آنحضرت کے عرس مبارک
میں حاضر ہوا اُس نے اِس نقشہ کو
بہت پسند کیا۔ الحمدللہ علی ذالک

جس وقت آپ مزار مبارک کی تعمیر کے لئے لکھنؤ سے پانی پت ہوتے ہوئے دہلی پہنچے تو آپ نے وہاں کے حالات وکوائف اور اپنی خیریت کے بارے میں لکھنؤ اپنے احباب کو خط لکھا، جس کے جواب میں حضرت مرزا صاحبؒ کے خلیفہ حاجی محمد یار صاحبؒ نے لکھنؤ سے آپ کو جوابی خط لکھا جو یہ ہے۔

نوازش نامہ جات کہ بنام محمد اسحاق
خاں صاحب و بہ یاران دیگر در باب
تشریف آوردن بہ شاہ جہاں آباد از
پانی پت معہ حصول مقصد دلی ورود
یافت از استماع ایں خبر طبیعت را
بسیار سرور حاصل شد و حصول ایں

وہ نوازش نامے جو محمد اسحاق خاں
صاحب اور دوسرے احباب کے
نام پانی پت سے شاہ جہاں آباد
(دہلی) تشریف آوری کے بارے
میں تھے، حسب منشاء دل وارد
ہوئے، اس خبر کے سننے سے طبیعت

دولت متعددہ عظمیٰ کہ یکے ازاں رضامندی حضرت بی بی صاجبہ، دوم ملاقات فایض البرکات حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب، سیوم زیارت مزارشریف حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فوق جمیع مقاصد بود حاصل نمودند، چہارم از مدت زیارت مزار مبارک کہ از باعث رہن شدن خانقاہ موقوف بود ایں عقدہ ہم از تشریف بردن آں صاحب حل شد ایں سعادت ابدی نصیب آں قبلہ دو جہاں بود حاصل گردید، پنجم نقشۂ تعمیر مزار مبارک کہ موجب چندیں برکات و باعث فتوحات دارین است بوجود شریف ایشاں بہ ظہور انجامید۔ الحمدللہ علی ذالک۔(٦)

کو بہت سرور حاصل ہوا، اور کئی عظیم نعمتیں جن میں سے ایک حضرت بی بی صاجبہ (اہلیہ مرزا صاحب) کی رضامندی، دوسرے حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب سے ملاقات، تیسرے حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت جو تمام مقاصد پر فوقیت رکھتی ہے، حاصل ہوئی، چوتھے مزار مبارک کی زیارت جو خانقاہ کے رہن ہونے کی وجہ سے موقوف تھی، یہ مشکل بھی آں محترم کے تشریف لے جانے سے حل ہوگئی، یہ ابدی سعادت جو کہ آنجناب کے حصّے میں تھی حاصل ہوئی۔ پانچویں مزار مبارک کی تعمیر کا نقشہ جو بہت سی برکات اور فتوحات دارین کا موجب تھا آں محترم کے موجود ہونے سے ظاہر ہوا۔ الحمدللہ علی ذلک

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے حضرت مرزا صاحبؒ کے مزار مبارک کی تعمیر کے سلسلے میں جو خطوط حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے نام

لکھے ہیں۔ ان کو نقل کیا جارہا ہے۔

مکتوب اول: بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ وحضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی
خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
مولوی صاحبان مشفق مہربان سلامت
بعد از سلام سنت الاسلام واضح رائے
گرامی می گرداند، مولوی نعیم اللہ
صاحب در شاہ جہاں آباد رسیدہ لیکن
خطے نرسیدہ ومعلوم نہ شد کہ معاملہ بخشی
رام چیزے فیصل شدہ باز باوا
بانفصال دارد، وآنچہ درمادہ تعمیر
درگاہ مسودہ بخاطر شریف قرار یافتہ
چیزے ازاں بہ منصۂ ظہور آمدہ یانہ،
اطلاع بخشند خطوط بہ لکھنؤ روانہ کردہ باشند
جواب تاالی کے رسیدہ باشد خط مشفقی
مولوی غلام علی درمادہ معاملہ بخشی
رام وغیرہ در رمضان رسیدہ بود بہ سبب
بہم نرسیدن نامہ بر بعد ورود آں جواب
نہ نوشتہ بودم وبعد ازاں مصحوب مولوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی
خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
مولوی صاحبان مشفق مہربان سلامت
بعد از سلام سنت الاسلام رائے عالی
پر واضح ہو کہ مولوی نعیم اللہ صاحب
شاہجہاں آباد (دہلی) پہنچ گئے، لیکن
کوئی خط نہیں بھیجا اور معلوم نہ ہوا بخشی
رام کا معاملہ فیصل ہوا پھر اس کے
ساتھ کیا ہوا، تعمیر درگاہ کے بارے
میں معاملہ کہاں تک پہنچا، آنجناب
کے دل میں اس کی کیا صورت قرار
پائی ہے اس کے سلسلے میں کچھ مسئلہ
حل ہوا یا نہیں اس کی اطلاع دیں۔
خطوط لکھنؤ روانہ کرتے رہیں، تاکہ
جواب کے پہنچنے سے تسلی ہو۔ مشفقی
مولوی غلام علی کا خط بخشی رام وغیرہ
کے معاملہ سے متعلق رمضان میں

نعیم اللہ صاحب مفصل جواب ترقیم یافتہ جواب آں جوابم بعد روانہ شدن مولوی نعیم اللہ صاحب مرد ے بزرگے محمد ولی نام جعلہ اللہ کاسمہٖ رسیدند و رقعہ سامی رسانیدند و در مسجد فقیر سکونت می دارند و بہ یاد خدا مشغول اند و رقعہ کہ رسانیدند در آں مقدمہ بخشی رام بود کہ جواب آں پیش تر ازاں مرسل شدہ دیگر شکایت مولوی نعیم اللہ جیو بود بابت عدم ترقیم جواب خطوط و مبالغہ در شکایت بسیار بود ایشاں خود جواب آں گفتہ باشد لیکن فقیر معروض می دارد کہ حسن ظن در حق احباب از واجبات است قال اللہ تعالیٰ ظن المومنون و المومنات بانفسہم خیرا۔ صاحب از کجا دریافتند کہ ایشاں در نوشتن جواب خط شما عمداً نہ پرداختند ، یحتمل کہ خط شما بہ ایشاں نرسیدہ باشد با ایشاں جواب فرستادہ باشد و در راہ تلف شدہ باشد باآنکہ خود قاصد دہلی بودند لہٰذا بجواب نہ پرداختند خود جواب خط

پہنچا تھا۔ نامہ بر کے نہ ملنے کے سبب۔ اس کے پہنچنے کے بعد میں نے جواب نہیں لکھا تھا، اس کے بعد مولوی نعیم اللہ کے خط کے جواب کے ساتھ جواب لکھ کر میرے جواب کے جواب میں مولوی نعیم اللہ کے روانہ ہونے کے بعد، محمد ولی نام کے ایک بزرگ یہاں پہنچے اور رقعۂ شافی پہنچایا۔ وہ فقیر کی مسجد میں سکونت رکھتے ہیں، اور خداوند تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہیں، انہوں نے جو رقعہ پہنچایا اس میں بخشی رام کے مقدمہ کا معاملہ درج تھا جس کا جواب اس سے بہت پہلے روانہ کیا جاچکا تھا۔ دوسری شکایت مولوی نعیم اللہ کے بارے میں خطوط کا جواب نہ لکھنے کے سلسلے میں تھی اور شکایت میں مبالغہ بہت تھا، انہوں نے (شاہ نعیم اللہ نے) خود اس کا جواب لکھا ہوگا۔ لیکن فقیر عرض کرتا ہے کہ احباب کے حق

آمدند و آنچہ شکایت عدم نوشتن سلام در
خط حضرت میاں محمد مراد صاحب
بر ذمہ فقیر نوشتند ایں شکایت موجہ و
متوجہ نیست فقیر خود آرد کہ در خطے کہ بہ
کسے می نویسد بہ دیگراں در آں خط
سلام نمی نویسد الا نادراً برائے آنکہ
رسانیدن سلام خالی از حرج نیست بسیار
الزام بار رسانیدن سلام بر مکتوب الیہ
گذاشتن خوب نیست شاید کہ اورا
رسانیدن سلام فراموش شود یا مانع
دیگر از ملاقات باشد، قول شاعر ؎
شادم کہ آشنائی فراموشی توام
نام مرا بہ نامۂ اغیار جا مدہ
حضرت میاں محمد مراد صاحب را
حضرت ایشاں شہید رضی اللہ عنہ ام
الصوفیہ نام نہادہ بودند کہ ایشاں در کار
احباب بسیار سعی و رود سری کنند لہٰذا
فقیر ایشاں را بکارہائے دنیوی ہم اکثر
تصدیعہ می دہد و ایشاں توجہ می فرمایند
لہٰذا اکثر خطوط می نویسند پس باز

میں حسن ظن واجبات میں سے ہے۔
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: ظن
المومنون و المومنات بانفسھم خیرا
(مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں
اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا)
آنجناب نے (شاہ غلام علی نے)
کہاں سے معلوم کیا کہ انہوں نے خط کا
جواب لکھنے میں عمداً تاخیر کی، اس کا
بھی احتمال ہے کہ آپ کا خط ان تک
نہ پہنچا ہو، یا انہوں نے جواب بھیجا ہو
اور وہ راستے میں تلف ہوگیا ہو، یا یہ کہ
خود دہلی آنے کا ارادہ رکھتے تھے اس
لئے جواب لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی
ہو، خود ہی خط کے جواب میں آگئے،
اور جو جواب نہ لکھنے کی شکایت ہے،
یوں بھی باقی نہیں رہتی کہ میاں محمد مراد
کے خط میں سلام فقیر کے ذمہ لکھا ہے،
اس لئے شکایت قابل توجہ نہیں ہے،
فقیر کا بھی یہی معمول ہے کہ جب کسی کو
خط لکھتا ہے تو اس خط میں دوسروں کو

رسانیدن سلام بر گردن ایشاں تا کجا نہادہ باشم اگر کسے از دوستان بہ فقیر خطے می نویسد در جواب قاصر نہ می شوم و دیر رسیدن برائے بہم نہ رسیدن قاصد یا در راہ تلف ناچاری است۔ والسلام(۷)

سلام نہیں لکھتا مگر شاذ و نادر، اس لئے کہ سلام کا پہنچانا حرج سے خالی نہیں، کہ سلام پہنچانے میں مکتوب الیہ پر بہت سے الزام کا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ سلام پہنچانا ہی بھول جائے یا ملاقات ہونے میں کوئی دوسرا مانع پیش آجائے۔

شادم کہ آشنائی فراموشیٔ توام
نام مرا بہ نامۂ اغیار جا مدہ
(میں خوش ہوں کہ تیری فراموشی ہی میرے لئے آشنائی ہے، میرا نام دوسروں کے خط میں مت لکھ)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رضی اللہ عنہ نے حضرت میاں محمد مراد کے لئے ''اُمّ الصّوفیہ'' کا لقب دیا تھا، کیوں کہ وہ احباب کے کاموں میں بہت زیادہ کوشش و محنت فرماتے تھے، اس لئے فقیر بھی ان کو اکثر دنیوی کام سپرد کردیتا تھا اور وہ بہت توجہ سے کرتے تھے، اکثر خطوط

لکھتے تھے اس صورت میں ان پر
دوسروں کا سلام پہنچانے کا بار میں
کیوں ڈالتا، دوستوں میں سے اگر
کوئی فقیر کو خط لکھے تو جواب لکھنے میں
کوتاہی نہ کروں گا، دیر میں پہنچنے اور
قاصد کے نہ ملنے یا تلف ہو جانے کی
صورت میں ناچاری ہے۔ والسلام

مکتوب دوم بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

”خطوط سامی رسیدند بر مضامین آں
آگاہی دست داد، حق سبحانہ سعی آں
صاحبان مشکور گرداند، جزاکم اللہ خیرا۔
عریضہ کہ بجناب حضرت بی بی صاحبہ
نوشتہ بودند فقیر زہرہ آں نہ داشت کہ
خود رفتہ آں عریضہ را بہ حضور بی بی
صاحبہ برخوانم بہ دلیل اللہ دادم، و
دلیل اللہ رفتہ آں عریضہ بہ حضور بی بی
صاحبہ بخواند، بہ مجرد شنیدن آں عریضہ
بی بی صاحبہ چند ہزار دشنام بخدمت
شما ہر دو صاحبان یعنی مولوی غلام علی و
مولوی نعیم اللہ خصوصاً و بہ ہمہ مریدان
حضرت ایشاں عموماً کہ فقیر ہم دراں
شیہم وشریک بود گزرانیدند و تا دو سہ
پاس شور و غوغا داشتند بعد ازاں
مزاج چوں ایشاں بحال آمد و فقیر ہم
بحسن ادا معروض داشت بارے حجرہ
وصحن شمالی را نیز وقف کردند و رقعہ از
طرف خود نویسانیدہ دادند، حالا بہ قسمیکہ

آپ دونوں صاحبان کے خطوط پہنچے
ان کے مضامین پر آگاہی ہوئی حق
تعالیٰ شانہ آپ حضرات کی
کوششوں کو مشکور فرمائیں۔ جزاکم
اللہ خیراً۔ وہ عریضہ جو حضرت بی بی
صاحبہ (۹) کی خدمت میں لکھا تھا فقیر
اس کی تاب نہیں رکھتا تھا کہ خود جا کر
وہ عریضہ بی بی صاحبہ کی خدمت
میں پڑھوں میں نے اسے دلیل اللہ
(فرزند قاضی ثناء اللہؒ) کے حوالے
کر دیا انہوں نے جا کر وہ عریضہ بی
بی صاحبہ کے سامنے پڑھا اس عریضہ
کے سنتے ہی بی بی صاحبہ نے آپ
دونوں یعنی مولوی غلام علی اور مولوی
نعیم اللہ کو خصوصاً اور آنحضرت کے
تمام مریدوں کو عموماً جن میں فقیر بھی
شریک تھا ہزاروں گالیاں دیں، اور
دو تین پہر تک شور وغوغا کیا اس کے
بعد جب ان کا مزاج بحال ہوا

مناسب دانند در تعمیر خانقاہ باید کوشید
وحضرت مولوی صاحب مولوی نعیم اللہ
جیو در رفتن خود بطرف لکھنؤ جلدی نہ
فرمایند چراکہ سرانجام تعمیر بعد تشریف
بردن ایشاں ہیچ نہ خواہد شد ہر قدر کہ تعمیر
ممکن و منظور باشد بہ حضور خود تعمیر کردہ
باید رفت و مضمون رقعہ حضرت بی بی
صاحبہ اینست ”کہ من حجرہ و صحن مذکور
جدا وقف کردم و نیاز ساختم“ و از خط
سامی نقشۂ خانقاہ معلوم شد یاران دہلی
تجویز نقشہ بطور دیگر داشتند خوب، الخیر
فی ماوقع، بہر حال حصول رضامندی
بی بی صاحبہ ممکن نیست آنچہ صاحبان
کردند خوب کردند و بدون تشریف
آوردن آں مشفق ایں صورت ہم نہ می
بست قسمیکہ اصلح دانند انجام بخشند، واللہ
معکم اینما کنتم ،مکرر آنکہ خط مولوی
غلام علی صاحب مشتمل برشکایت بی بی
صاحبہ بابت دشنام ہا رسید، مشفق من بر
سنت حضرت ایشاں شہید رضی اللہ عنہ

اور فقیر نے بھی حسن ادا کے ساتھ عرض
کیا اس بار حجرہ و شمالی صحن کو بھی وقف
کیا اور اپنی طرف سے رقعہ لکھوا کر دیا،
اب جس طرح مناسب سمجھیں تعمیر
خانقاہ میں کوشش کریں اور
حضرت مولوی صاحب مولوی نعیم اللہ
لکھنؤ جانے میں جلدی نہ کریں کیوں
کہ ان کے تشریف لے جانے کے
بعد تعمیر کا کام سرانجام نہ ہوگا۔ جس قدر
ممکن و منظور ہو اپنے سامنے تعمیر
کرا کے جانا چاہیئے۔ اور حضرت بی
بی صاحبہ کے رقعہ کا مضمون یہ ہے: کہ
من حجرہ و صحن مذکور جدا وقف کردم و
نیاز ساختم“ (میں نے حجرہ و صحن مذکور
الگ سے وقف کیا اور نیاز کیا۔) اور
آپ (شاہ نعیم اللہ) کے مکتوب گرامی
سے خانقاہ کا نقشہ معلوم ہوا۔ یاران
دہلی نقشہ کے سلسلے میں دوسری تجویز
رکھتے تھے، الخیر فی ماوقع، بہر حال بی
بی صاحبہ کی رضامندی کا حصول ممکن

عمل باید کرد۔ کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا۔ وضع تیاری مزارمبارک بہ قسمیکہ مولوی نعیم اللہ صاحب تجویز فرمایند باید کرد حق سبحانہ و تعالیٰ سعی مولوی صاحب مشفق مہربان مولوی نعیم اللہ جیو مشکور گرداند، نقشۂ خانقاہ ناممکن درست کردہ مولوی صاحب تشریف برند، برائے تنگی وقت و کم فرصتی رقعہ علاحدہ بخدمت مولوی صاحب نعیم اللہ نہ نوشتہ معاف فرمایند، الفقراء کنفس واحدہ، مقتضی ہمیں است کہ بریک رقعہ اکتفا کردہ شود۔

ومیاں نور محمد سلام خوانند۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ'' (۸)

نہیں ہے، جو کچھ آپ حضرات نے کیا خوب کیا اور آں محترم (شاہ نعیم اللہ) کے تشریف لائے بغیر یہ صورت بھی نہ ہوتی جو صورت بہتر سمجھیں عمل میں لائیں، واللہ معکم اینما کنتم (اور تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے) مکرر یہ کہ مولوی غلام علی صاحب کا گالیوں کی بابت بی بی صاحبہ کی شکایات پر مشتمل خط پہنچا۔ مشفق من آنحضرت شہید رضی اللہ عنہ کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے، کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا (ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے، سو تمہارا پروردگار اُس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے رستے پر ہے) مزار مبارک کی وضع جیسا مولوی نعیم اللہ صاحب تجویز فرماتے ہیں رکھنی چاہئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ مولوی نعیم اللہ صاحب کی کوششوں کو مشکور فرمائیں۔ جہاں

تک ممکن ہو، مولوی صاحب (نعیم اللہ) خانقاہ کا نقشہ درست کر کے تشریف لے جائیں، کم فرصتی و تنگیٔ وقت کی وجہ سے مولوی نعیم اللہ صاحب کے نام علاحدہ رقعہ نہیں لکھا۔ معاف فرمائیں۔ الفقراء کنفس واحدہ، اس کا مقتضیٰ ہے کہ ایک رقعہ پر اکتفا کی جائے۔

میاں نور محمد کو سلام پہنچائیں۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ

مکتوب سوم: بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

خط سامی مشتمل بر فراغ از تعمیر درگاہ و قبول افتادن خاص و عام و وقوع آں موافق مرضی حضرت ایشاں شہید رضی اللہ عنہ بہ شہادت معاملہ صحیح رسید حق تعالیٰ جزائے خیر دہد الحمد للہ علی ذلک و اگر از طرف مولوی غلام علی صاحب دریں باب خلاف واقع شد مضائقہ ندارد کہ ایں خلاف مثل خلاف مجتہدین امت است کہ ہر یک طالب صواب است و خطاء مجتہد معفو بلک یک درجہ استحقاق صواب دارد وصوابش استحقاق دو درجہ ثواب، آنچہ شد، خوب شد، الحمد للہ علی ذالک

مکتوب گرامی جو درگاہ کی تعمیر سے فراغت اور اس کے خاص و عام میں مقبول ہونے اور حضرت ایشاں شہید رضی اللہ عنہ کی مرضی کے موافق ہونے پر مشتمل تھا معاملہ صحیح کی شہادت کے ساتھ پہنچا، حق تعالیٰ جزائے خیر دے، الحمد للہ علی ذالک۔ اور اگر مولوی غلام علی صاحب کی طرف سے اس بارے میں اختلاف واقع ہوا مضائقہ نہیں کہ یہ اختلاف مجتہدین امت کے اختلاف کے مثل ہے کہ ہر ایک طالب ثواب ہے اور خطاء مجتہد معاف ہے۔ بلکہ ایک درجہ استحقاق ثواب رکھتی ہے، اور اس کا صواب دو درجہ کا استحقاق ثواب رکھتا ہے، جو کچھ ہوا خوب ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

قلمی فرمودہ بودند کہ کارے کہ باقی ماندہ است شیخ غلام علی جیو خوردسی

تحریری طور پر فرمایا تھا کہ جو کام باقی رہ گیا ہے شیخ غلام علی جیو خورد اس کے

روپیہ را اجارہ تعمیر آں می کنند چوں بہ موجب ارقام مولوی غلام علی صاحب پانزدہ روپیہ فقیر و پنج روپیہ شیخ فضل علی و شیخ ہدایت اللہ فرستادہ ام بیست روپیہ شد اگر تواند شد کار باقی ہم از دست شیخ غلام علی انجام دہانند، خط کہ پیشتر ازیں بہ مولوی غلام علی صاحب نوشتہ ام شکایت غلام علی خورد بسیار نوشتہ ام بہر حال فقیر دراں وقت از سولت نفس شوم شکایت بسیار آں برادر دینی نوشتہ بعد ازاں از نوشتن آں خجالت کشیدم از طرف من از شیخ غلام علی عذر خواہند و استغفار فرمایند در مقام توقع شکایت می باشد با بیگان شکایت گنجائش ندارد۔

تعمیر کی اجرت تیس روپیہ کہہ رہے ہیں، مولوی غلام علی صاحب کے لکھنے کے بموجب پندرہ روپیہ فقیر اور پانچ روپیہ شیخ فضل علی و شیخ ہدایت اللہ نے بھیجا ہے۔ سب بیس روپیہ ہے، اگر ہو سکے تو باقی کام شیخ غلام علی کے ہاتھ سے انجام دیں۔ اس سے پہلے مولوی غلام علی کے نام میں نے جو خط لکھا ہے اس میں شیخ غلام علی خورد کی بہت شکایتیں لکھی ہیں۔ بہر حال فقیر نے اس وقت فریب نفس کی وجہ سے اس دینی بھائی کی بہت شکایتیں لکھیں اس کے بعد اس لکھنے پر شرمندگی محسوس کی میری طرف سے شیخ غلام علی سے عذر طلب کریں اور معافی کی درخواست کریں۔ توقع کی جگہ ہی شکایت ہوتی ہے، بے گانوں سے شکایت کی گنجائش نہیں رہتی۔

آں مشفق چوں از کار تعمیر فراغ بہم رسانیدند حالا اگر ارادہ لکھنؤ فرمایند

آں محترم نے جب تعمیر کے کام سے فراغت حاصل کر لی اب اگر لکھنؤ کا

مبارک است واللہ معکم اینما کنتم آں مشفق و ہم مولوی غلام علی وغیرہ صاحبان درحق فقیر ازبس کہ محبت و شفقت مفرط دارند مساوی فقیر بحکم محبت مستور و محاسن منظور داشتہ تکلم می فرمایند وگرنہ من خود را خوب می دانم کہ چہ چیزم، بہر حال بہ مقتضائے حسن ظن بزرگان از فضل الٰہی امیدوارم کہ خدا ہمچو کند وھو علی کل شیءِ قدیر در حدیث آمدہ ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ حق تعالیٰ آں مشفق را بایں مہربانی سلامت دارد مشفق من لیکن انصاف آنست کہ قائم مقام حضرت ایشاں شدن بسیار مشکل است درحق مثل من ہیچکارہ ایں کلمہ بسیار ثقیل است۔

سرورا قد یار می گویند
سرو چوبے ست ناتراشیدہ

آرے بایں معنی کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ در مقام ارشاد متمکن بودند و ازیں

ارادہ کریں مبارک ہے۔ واللہ معکم اینما کنتم (اور تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے) آں محترم اور مولوی غلام علی وغیرہ حضرات فقیر کے حق میں حد سے زیادہ محبت و شفقت رکھتے ہیں، فقیر کی برائیاں محبت کی وجہ سے پوشیدہ اور خوبیاں نظر میں رکھتے ہوئے بات کرتے ہیں، ورنہ میں اپنے کو خوب جانتا ہوں کہ کیا چیز ہوں، بہر حال بزرگوں کے حسن ظن کی وجہ سے فضل الٰہی سے امید رکھتا ہوں کہ خدا بھی ایسا ہی کرے گا۔ وھو علی کل شیءِ قدیر (اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) حدیث شریف میں آیا ہے، ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ (اللہ کے بندوں میں سے بعض وہ ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ اسے پورا فرمادے گا) حق تعالیٰ آں محترم کو اس مہربانی کے ساتھ سلامت رکھے، لیکن میرے مشفق

زمانہ از یاران آنحضرت رضی اللہ عنہ از شما و از مولوی غلام علی صاحب جماعت کثیر از مسلمانان استرشاد می نمایند پس شمار او مولوی غلام علی را قائم مقام آنحضرت اگر گفتہ شود گنجائش دارد کثر اللہ تعالیٰ امثالکم، والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ (۱۰)

انصاف یہ ہے کہ حضرت ایشاں کا قائم مقام ہونا بہت مشکل ہے، مجھ جیسے ناکارہ کے حق میں یہ کلمہ بہت گراں ہے۔

سرو راقد یار می گویند
سرو چوبے ست ناتراشیدہ

ہاں اس معنی میں کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مقام ارشاد میں متمکن تھے اور اس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں آں جناب سے اور مولوی غلام علی صاحب سے مسلمانوں کی بڑی جماعت رہنمائی حاصل کر رہی ہے۔ پس آں جناب کو اور مولوی غلام علی کو اگر آنحضرت کا قائم مقام کہا جائے تو گنجائش رکھتا ہے، کثر اللہ تعالیٰ امثالکم۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جس زمانے میں آپ مزار مبارک کی تعمیر میں مشغول تھے آپ کا منہ مبارک اس قدر سوج گیا کہ تقریباً سولہ دن تک کھانا پینا اور بات کرنا بالکل موقوف ہو گیا۔ جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں:

"در آں ایام دہن فقیر آں قدر جوشید کہ قریب شانزدہ روز اکل و شرب و تکلم بالکل موقوف گشت ہر چند اطباء آں جا از فصد و جلاب تنقیہ و اصلاح آں نمودند اصلاً اثر نہ کرد چوں شبے آں حضرت را در خواب دیدم کہ نزد فقیر تشریف فرمودہ دست مبارک بروئے من مالیدند از ہماں شب شفا شد۔

اس زمانے میں فقیر کا منہ اس قدر سوج گیا کہ تقریباً سولہ دن تک کھانا پینا اور بات کرنا بالکل موقوف ہوگیا، ہر چند وہاں کے اطباء نے فصد و جلاب اور تنقیہ کے ذریعہ اس کی اصلاح کی کوشش کی ہرگز کوئی اثر نہیں ہوا، جب ایک رات آنحضرت کو میں نے خواب میں دیکھا کہ فقیر کے پاس تشریف لائے اور دست مبارک میرے چہرے پر ملا اُسی رات شفاء ہوگئی۔

نیز در آں ایام فقیر را خبر بیماری برخوردار محمد اسماعیل رسید فقیر بر مزار مبارک آں حضرت بروز عرس رفتہ بہ وسیلۂ روح مبارک آں حضرت از جناب حق سبحانہ تعالیٰ در حق آں برخوردار دعائے شفا نمود، بعد مراجعت در لکھنؤ معلوم شد کہ از ہماں وقت بر آں برخوردار آثار شفا ظاہر شد۔

اُسی زمانے میں فقیر کو برخوردار محمد اسماعیل (۱۲) کی بیماری کی خبر پہنچی فقیر نے عُرس کے دن آنحضرت کے مزار مبارک پر جا کر آنحضرت کی روح مبارک کے وسیلہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب میں برخوردار کی شفا کے لئے دعا کی۔ واپسی کے بعد لکھنؤ میں معلوم ہوا کہ اُسی وقت سے برخوردار پر شفا کے آثار ظاہر ہوئے۔

نیز والدۂ برخوردار محمد اسماعیل نقل می

کرد در آں ایام کہ شما در دہلی بودید ناگاہ دہن برخوردار محمد اسماعیل آں قدر جوشید کہ توقع زندگی نہ داشت روزے پاپوش تبرک آں حضرت کہ بہ شما عنایت شدہ بود بر دہن او مالیدم از ہماں وقت آثار شفا بہ آں برخوردار ظاہر شد۔

والدۂ برخوردار محمد اسماعیل نے فقیر سے بیان کیا کہ اُس دوران جب آپ دہلی میں تھے، اچانک برخوردار محمد اسماعیل کا منہ اس قدر سوج گیا کہ زندگی کی امید نہیں رہ گئی، ایک روز آنحضرت کا پاپوش جو آپ کو عنایت ہوا تھا اُس کے منہ پر ملا، اُسی وقت سے آثارِ شفا ظاہر ہوئے۔

نیز فقیر روزے از غلام علی خورد درخواست دیوان شریف آں حضرت کہ نزد او بود نمودم چوں اقبال خاطرش نہ دیدم ناچار بہ مزار مبارک رجوع نمودہ اظہار اشتیاق خود کردم کہ از مدت مشتاق آں دیوان شریف ام و بدون توجہ آں حضرت ایں نعمت میسر نمی آید، ناگاہ غلام علی خورد فردائے آں روز بخوشی تمام دیوان خاص آں حضرت آوردہ بہ من داد۔

فقیر نے ایک روز غلام علی خورد (۱۳) سے آنحضرت کے دیوان کی درخواست کی، جو ان کے پاس تھا، جب ان کے دل میں آمادگی نہیں دیکھی ناچار مزار مبارک کی طرف رجوع کر کے اپنے اشتیاق کا اظہار کیا، کہ مدت سے اس دیوان شریف کا مشتاق ہوں اور آنحضرت کی توجہ کے بغیر یہ نعمت میسر نہیں آرہی ہے، ناگاہ غلام علی خورد نے اس کے دوسرے دن بخوشی تمام آنحضرت کا دیوان خاص لا کر مجھ کو دے دیا۔

چوں فقیر از دہلی رخصت شدم و راہ مخظور دیدم بہ دیوان شریف آں حضرت رجوع آوردہ گفتم ۔

رفیقے در سفر دارم کلام حضرت مظہرؔ
ز آشوب رہش ہرگز نہ ترسم تا صف محشر

بہ فضل الٰہی و برکت دیوان شریف و توجہ روح مبارک آں حضرت بہ محافظت تمام بہ منزل مقصود خود رسیدم ۔(۱۱)

جب فقیر (شاہ نعیم اللہ) دہلی سے رخصت ہوا اور راستہ پُرخطر دیکھا آنحضرت کے دیوان شریف کی طرف رجوع کیا اور کہا ۔

رفیقے در سفر دارم کلامِ حضرتِ مظہرؔ
ز آشوبِ رہش ہرگز نہ ترسم تا صفِ محشر

چنانچہ فضل الٰہی و برکت دیوانِ شریف اور آنحضرت کی روح مبارک کی توجہ سے پوری حفاظت کے ساتھ اپنی منزل مقصود پر میں پہنچ گیا ۔

فقیر کاتب گوید الحمدللہ کہ از برکت توجہ روح مبارک حضرت ایشاں وسعی واہتمام مخلصان امسال فقیر از تیاری تعمیر مزار مبارک فراغت حاصل نمودہ مراجعت بہ لکھنؤ نمود حالا بفضل اللہ سبحانہ برجائے اقامت صوفیان خانقاہ وذکر الا اللہ گردید"(۱۴)

فقیر کاتب (شاہ نعیم اللہ) کہتا ہے، الحمدللہ حضرت ایشاں کی روح مبارک کی توجہ کی برکت سے اور مخلصین کی سعی و توجہ سے امسال (۱۲۰۶ھ) فقیر مزار مبارک کی تعمیر سے فراغت حاصل کر کے لکھنؤ واپس ہوا، اب اللہ سبحانہ کے فضل سے صوفیان خانقاہ کی اقامت کی جگہ ذکر اللہ میں مشغول ہوا۔"

مزار مبارک کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کو جو رقم برادران طریقت کے ذریعہ سے

حاصل ہوئی اور اس میں سے جو رقم صرف ہوئی، اس کا حساب آپ نے ایک پرچے پر لکھ لیا تھا۔ اتفاق سے پُرانے کاغذات میں وہ پرچہ مل گیا، عاجز اس کو نقل کر رہا ہے۔ اس کا عکس کتاب کے عکسیات میں دیکھیں۔ (عکسیات ص ۳۷۸)

گوشوارہ آمدنی و خرچ بابت تعمیر مزار مبارک حضرت مرزا صاحبؒ

آمدنی برای تعمیر مزار مبارک کہ بفقیر نعیم اللہ رسیدہ

صاحبان دہلی　　قیمت چوب دالان خاص و دالان چوبی حویلے خورد

محمد اسحاق خاں صاحب　فقیر معہ یاران بہرائچ و لکھنو وغیرہ

خرچ راہ فقیر　　نیاز حضرت بے بے صاحبہ　　بابت مخلصے ہر دو حویلی

بابت تعمیر خانقاہ　　بابت اجرت کندہ کتبہ　　نزد شاہ غلام علی صاحب

بابت خرچ راہ مراجعت فقیر

تفصیل آمدنی لکھنؤ وغیرہ برای تعمیر مزار مبارک کہ بفقیر نعیم اللہ رسیدہ

محمد اسحاق خاں صاحب	فقیر معہ اہل خود	یاران بہرائچ	حافظ محمد نعیم
احمد علی	حاجی محمد یار صاحب	مولوی مراد اللہ صاحب	
بے بے سیدانی صاحبہ	علی خاں	میاں نظامی صاحب	
یاران امیٹھی	مکھو و حفیظ اللہ معہ جدہ خود	اسد علی	
حفیظ الدین	ماہ بے بے	جان بے بے	
بے بے لطیفہ معہ ہمشیرہ خود	امام الدین	امان اللہ	
حسن علی	کرامت اللہ	محمد تقی	نور محمد
ثناء اللہ	میر نقش علی	محمدی	لعل محمد
ہدایت اللہ	عبد اللہ	محمد اسماعیل	امان اللہ

تفصیل آمدنی شاہجہاں آباد کہ نزد فقیر نعیم اللہ رسیدہ عفی عنہ

حضرت محمد مراد صاحب حضرت شاہ غلام علی صاحب غلام علی خورد

قیمت چوب دالان خاص و دالان چوبی حویلی خورد عزیز خاں

مجموع آمدنی دہلی و لکھنؤ وغیرہ کہ نزد فقیر نعیم اللہ رسیدہ (۱۵)

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی ایک خاص تحریر

جب کہ گواہی کو چھپانا تمام ممنوعات میں سے ہے اور شہادت دینا سرمایۂ سعادت ہے بقولہ تعالیٰ

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ (سورہ بقرہ: ۲۸۳)

اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے گا پس بے شک اس کا دل گنہگار ہے۔

یہ قول شہادت چاہتا ہے اور سچائی کے ساتھ گواہی طلب کرتا ہے۔

فقیر غلام علی اس بات پر کہ وہ حویلیاں جس میں حضرت میرزا صاحب قبلہ شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک واقع ہے، حضرت بی بی صاحبہ مغفورہ نے وہ حویلیاں ایک ہندو کو رہن کر کے خود پانی پت تشریف لے گئیں، وہ ہندو مذکور نے اپنی رقم وصول کرنے کی غرض سے حویلیوں کے دروازے مقفل کر دیئے اس حرکت کے سبب حضرت میرزا صاحب قبلہ کے مخلص مریدین زیارت سے محروم رہ گئے۔

آخر عاجز آ کر حضرت صاحب قبلہ کے مخلصوں کو لکھنؤ لکھا وہاں کے احباب کو توفیق ہوئی حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب (بہرائچی) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اس کے لئے مناسب تدبیر کرنے پر آمادہ ہوئے، مولوی صاحب موصوف راستے کی دشواریاں برداشت کرتے ہوئے اوّل بی بی صاحبہ کی خدمت میں جو اس وقت پانی پت میں تھیں تشریف لے گئے۔

بی بی صاحبہ مرحومہ نے حضرت قاضی شناء اللہ صاحب ومیاں نور محمد وغیرہ جو مولوی صاحب کے ہمراہ تھے، کثیر جماعت کے روبرو مذکورہ حویلیوں کو مولوی صاحب موصوف کے نام ہبہ کردیا، اس کے بعد مولوی صاحب مذکور دہلی آکر حضرت میرزا صاحب قبلہ کے مخلصین کو لکھنؤ میں منشی محمد اسحاق خاں اور محمد قاسم خاں وحاجی محمد یار وغیرہ صاحبان کو خطوط لکھے، خاصی رقم طلب فرماکر مذکورہ حویلیوں کو ہنود مذکور سے لے کر اور تعمیر میں کثیر رقم مزار مبارک پر صرف فرمائی (۱) اور چار ماہ مزار مبارک پر قبضہ وتصرف کر کے مستقل قیام کیا اور لکھنؤ روانگی کے وقت فقیر راقم (غلام علی) کو وہ حویلیاں سپرد کیں، اور چھوٹی حویلی کو فقیر راقم نے اپنے پیسے سے تیار کیا ہے۔

جو شخص اس سے واقف وآگاہ ہو اپنی مہر یا گواہی اس کاغذ پر ثبت کرے، عنداللہ ماجور ہوگا۔ (۱۶)

(مہر حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی) (مہر محمد اسحٰق) (مہر محمد یار) (مہر نور محمد)

(مہر کرامت اللہ) (مہر محمد افضل) (مہر احمد علی) (مہر محمد حسن)

---

(۱) اِس معاملے سے متعلق غلام حسنؒ کا ایک مکتوب بنام ملا محمد نسیمؒ جو ''لوائح خانقاہ مظہریہ'' میں موجود ہے، نقل کیا جا رہا ہے۔

مکتوب غلام حسنؒ بنام ملّا محمد نسیمؒ

ہمیشہ وجود مسعود کے ساتھ کمالات عرفان سے موصوف، اور معارف سے آگاہ، کمالات کے جامع، خوبیوں کے مصدر، فیض و برکات کے منبع، ملا محمد نسیم زید برکاتہ۔

اس درویش اشتیاق اندیش سے سلام مسنون، دعاؤں سے لبریز، قبولیت سے آراستہ، اس شہادت سے متصف کہ الحمدللہ سبحانہٗ اس فقیر کو متاع احوال سے کرم فرمایا جو کہ حق تعالیٰ کی حمد واجب کرنے والا ہے۔

اس وقت موصوف کے متعلقین نے آ کر جناب کی صحت کی اطلاع دی، خیریت سے مطلع ہو کر یہ فقیر جو غلام حسن کے نام سے موسوم ہے بے انتہا خوش ہوا، اللہ رب العزت آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، طرفین کی باہم شناسائی کی علامت ہونے کی وجہ سے، لکھ رہا ہے۔

اوّل یہ کہ ایک موقعہ پر قطب الاقطاب، محرم حظیرۂ قدس، ربّ الارباب، پیر و مرشد حضرت مرزا صاحب قدس اللہ تعالیٰ روحہ الاقدس نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ برسات کے گزرنے کے بعد مزار فائض الانوار حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ (۱) جو برسات کی کثرت کے سبب ان کا مرقد تبدیل ہو گیا تھا، اس کی تعمیر و مرمت کا آپ کو حکم فرمایا تھا،

---

(۱) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ بانیٔ تبلیغی جماعت بڑے اہتمام کے ساتھ آپ کے مزار مبارک پر مراقب ہوا کرتے تھے اور روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔

(الواح الصنادید، حصہ دوم، ص:۴۹)

چناں چہ یہ درویش بھی آپ کے ہمراہ جا کر اینٹ و پتھر جمع کر کے ایک دوسرے سے اتفاق کرتے ہوئے ہم دونوں نے مزار شریف کو مرتب کیا، اور اس کے بعد وہاں سے ایک دوسرے کی ہمراہی میں حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے مرقد شریف کی زیارت کے لئے آئے اور فاتحہ خوانی میں مشغول ہوئے، آپ جلد فاتحہ پڑھ کر روانہ ہو گئے اور اس درویش نے آپ کے پیچھے فاتحہ پڑھ کر جلدی اور تیزی سے روانہ ہو کر راستے میں آپ سے ملاقات کی، اس علامت کو بھی یاد فرمائیں۔

دوسرے یہ کہ حضرت پیر و مرشد مرزا صاحب قدس سرہٗ کی سکونت اور حیات کے وقت ان کا مکان خلد بنیان ایک سو اور کچھ روپیوں پر ہندوؤں کے ہاتھ گروی تھا، جب حضرتؒ نے اس دار الفنا سے رحلت فرمائی تو ان کی اہلیہ کے تقاضے کے مطابق حضرتؒ کو اسی جگہ دفن کیا گیا، رحلت فرمانے کے بعد خادموں اور مریدوں کو ان مذکورہ ہندوؤں نے مزار کی حاضری اور زیارت سے روکا اور کہا کہ یہ جگہ ہمارے ہاتھ گروی ہے، جب تک گروی سے متعلق معاملے میں حساب صاف نہ ہوگا، ہم لوگ اس جگہ کو زیارت کے لئے نہیں چھوڑیں گے، مریدوں اور مخلصوں کو اس نازیبا حرکت سے پریشانی ہوئی، اور وہ تنگ آ گئے۔

آخر کار یہ ماجرا مولوی نعیم اللہ بہرائچی نے سنا تو انہوں نے گروی کی رقم بقدر وسعت و امکان جمع فرمائی اور اس طرف کو روانہ ہو گئے، یہ درویش (غلام حسن) ان ایام میں رامپور میں تھا۔ ہماری ملاقات ہوئی، واقعات کا اظہار کیا، کچھ رقم جو اس درویش کے پاس تھی، وہ مولوی صاحب مذکور کے حوالے کی، مولوی صاحب نے شاہجہاں آباد (دہلی) آکر اس مکان سعادت انجام کو ہندوؤں سے خلاص کرایا اور کچھ حجروں اور لکڑیوں میں سے کچھ فروخت کر کے مرقد منور کو مرتب کیا۔ (۱۷)

الحمد للہ و الشکر للہ سبحانہ

ایک فتویٰ

علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کیا فرماتے ہیں: کہ ایک بزرگ کی زوجہ نے دومنزلہ حویلی اپنی ملک میں رکھا، اس بزرگ کی وفات کے بعد بڑی حویلی میں خود ان کو مدفون کیا، کچھ عرصہ بعد اپنی مملوکہ دونوں حویلی کسی ہندو کو رہن کرکے دوسرے شہر میں منتقل ہوگئی، اس ہندو نے ایک مدت کے بعد اپنے تقاضہ کے لئے کہ رہن میں دونوں حویلی دی تھی دونوں حویلیوں کو مقفل کرکے زیارت کرنے والے مخلصین کو زیارت سے مانع ومزاحم ہوا، اس بزرگ کے مخلصین نے متفق ہوکر ایک عزیز کو چند لوگوں کے ساتھ اس بزرگ کی زوجہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اگر زوجہ مذکورہ اپنی دونوں حویلیوں کو مخلصین کے نام وقف کردیں تو ہم تمام مخلصین ومریدین دونوں حویلیوں کو رہن سے چھڑا کر اس بزرگ کے مزار مبارک کی تعمیر کرکے اپنے قبضے میں رکھیں اور جو شخص ہم لوگوں میں سے وفات پائے گا اس میں مدفون ہوگا۔

عزیز مذکور اس عفیفہ کے پاس گئے، عادل گواہوں کے حضور میں مذکورہ حویلیوں کو پورے طور پر اس بزرگ کے مخلصین کے نام وقف کراکے، بزرگ مذکور نے مزار پر آکر سب مخلصین کو اطلاع دے کر کثیر رقم ان لوگوں سے حاصل کرکے چند ماہ اس جگہ رہے ان دونوں مذکورہ حویلیوں کو ان ہندوؤں سے رہن ختم کرائے، اس کے بعد دونوں حویلیوں کو توڑ کر مزار مبارک تعمیر کرایا، اور اپنے طرز پر کیا، اس کے بعد ان بزرگ کے مخلصین میں سے ایک بزرگ کے سپرد کرکے اپنے مکان واپس گئے۔

مدت کے بعد بزرگ مذکور کی زوجہ مزار پر آئیں، ناراضگی کے ساتھ اس کو ان بزرگ کے پیرزادوں میں سے ایک کے سپرد کر کے وفات پائی۔ اب پیرزادے کہتے ہیں کہ ان بزرگ کی زوجہ نے اس مکان کو ہمیں ہبہ کر کے انتقال کیا ہے، میں ان بزرگ کے مخلصین میں کسی کو دفن نہیں کرنے دوں گا، اور دخل بھی نہیں دوں گا، بلکہ مزار مبارک کی زیارت کو روکنے اور مزاحمت کرنے والے ہیں، باوجودیکہ وقف کے شرائط تین چیزیں ہیں۔ تینوں چیزیں جمع ہیں، ایک عادل گواہان، دوسرے دفن میت، تیسرے حکم قاضی۔ اس وقت کی صحت پر، تو اس صورت میں ہبہ وقف صحیح کے بعد ہو شرائط مذکورہ کے ساتھ درست ہے، یا نہیں اور وقف کو باطل کہنا صحیح ہونے کے بعد جائز ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

ھوالمصوب

وقف کے بعد ہبہ جائز نہیں ہے، کہ وقف ملکیت کا مالک نہیں بنتا وقف کرنے والی نہیں رہی کہ ہبہ کو جائز کرے ہبہ مذکورہ سے وقف باطل نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

کتبہ احمد ابو الرحم غفر اللہ ذنوبہ وکفر عنہ سیاتہٗ

مہر

اصاب من اجاب حررہ
ظہور اللہ عفا عنہ (۱۸)

قاضی سید حسن علی
سنہ ۱۱۹۹ھ

مکتوب حضرت شیخ محمد مراد و غلام علی خادم (یعنی شیخ غلام علی خورد) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مولوی صاحب مشفق و مہربان مجمع کمالات صوری و معنوی حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب!

محمد مراد و غلام علی خادم کی طرف سے بعد سلام و اشتیاق

معلوم ہو کہ سمع شریف میں یہ بات پہنچی ہوگی کہ حضرت بی بی صاحبہ مرحومہ روز عاشورا رحلت فرمائی انا للہ و انا الیہ راجعون، پیرزادگان مقبرہ میں تصرف اور دروازہ کھولنے میں بی بی صاحبہ مرحومہ کے پاس خاطر میں زیارت عام کے لئے مقبرہ میں داخل ہونے میں مزاحمت پیدا کر رہے ہیں حالانکہ اس معاملے میں مزاحمت مناسب نہیں ہے، مقبرہ دفن اموات کے لئے وقف ہو چکا ہے، اور مخلصین نے دونوں موقوفہ حویلیاں اپنے پیسے سے زیارت گاہ کے عام ہونے کے لئے اور پیر و مرشد کے جوار میں دفن ہونے کے لئے رہن سے خلاص کرالیا ہے، یہاں تصرف کی گنجائش نہ ہونے کے خیال سے اور عورتوں و مردوں کے لئے اس جگہ قیام گاہ نہ ہونے کے لئے، مقبرۂ حضرت پیر و مرشد دوسرے مقابر کی طرح خالی رہے، اور ممکن ہے کہ حضرت صاحب کے مخلصین میں سے کوئی تصرف و دخل رکھے، اور آپ نے مزار مبارک کے لئے حریم بنا دیا اور نصف چبوترہ خام چھوڑ کر چلے گئے، شاہ غلام علی صاحب مدظلہ نے مبلغ ضروری قرض لے کر دالان و حجرہ درست کر دیا ہے

اور چبوترہ گچ پختہ سے اور دیواریں بھی تیار کر دی ہیں، لیکن ان کو مقبرہ میں تصرف ہرگز منظور نہیں ہے، مرزا اللن صاحب اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب و حضرت مولوی عبدالباقی صاحب اور ہم دونوں مخلصین اور دوسرے اعزا اسی خیال پر ہیں کہ مقبرہ خالی اور مخلصوں کا مدفن رہے۔

یہ رقعہ حضرت عطاء احمد صاحب کے مطالعہ میں لایا جائے، ان کا خط حسام احمد صاحب، وزوجہ محمد آفاق صاحب کو بھیج دیں کہ مقبرہ خالی کر دیں اور کوئی مزاحمت نہ کریں، بی بی صاجبہ کے ملاحظہ میں رہے اس لئے کہ اگر وہ ملاحظہ میں نہ رہا تو ایسا نہ ہو کہ یہ معاملہ حاکموں تک پہنچے اور بات ہمارے اور آپ کے لائق نہیں ہے۔

غلام علی خادم نے خیر خواہی کی وجہ سے لکھا ہے کہ آپسی معاملات باہم فیصل ہو جائے، اور معلوم کریں کہ وقف نامہ اعزاء شہر کی مہروں اور مفتی صاحب کی روایت سے تحریر ہوا کہ وقف صحت شرائط کے ساتھ ہوتا ہے، اور باطل نہیں کیا جا سکتا، مہرہائے اعزہ و روایت مفتی مع شرائط صحت موجود ہے اور شرط صحت وقف کی وجہ سے دفن اموات کے لئے مقبرہ مستعمل رہے گا اور حکم قاضی بھی یہی ہے اور اس وقف پر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب و حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب گواہ ہیں اور شہادت قاضی صاحب کی دلیل صحیح ہے وقف کے بارے میں، پس تین شرطیں جمع ہو گئیں ایک دفن اموات دوسری عادلوں کی شہادت تیسری شرط حکم قاضی وقف کی صحت کے لئے اور اس طرح کا وقف ہبہ اور باطل نہیں ہوتا شرع شریف میں اور تابعان شریعت مصطفوی علی صاجبہا الصلوٰۃ والسلام۔

محمد آفاق صاحب کا انتظار، کچھ فائدہ نہیں رکھتا، یہ سب بھی شریعت کے بارے میں معقول و مقبول ہیں۔ (۱۹)

والسلام

حضرت مظہرؒ کے مزار مبارک سے متعلق ایک مکتوب

اس درمیان میں معلوم ہوا کہ ملا نسیمؒ جو حضرت مرزا صاحب رضی اللہ عنہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں، اپنے مرشد کے مزار کی زیارت کے لئے (موضع اوچ) پشاور (اس وقت اوچ سے قریب ترین مشہور شہر پشاور ہی تھا۔) سے آئے ہوئے تھے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرصہ وہاں استقامت کر کے حضرت مرزا شہیدؒ کے مزار سے فیض و برکات سے مستفید ہوں لیکن مستورات کی وہاں سکونت کی وجہ سے اس دولت کا حصول میسر نہ ہوا اس وجہ سے ناکام ہو کر وطن کی طرف واپس ہو گئے جب پانی پت پہنچے یہ ماجرا مولوی ثناء اللہ صاحب اور میاں لالن صاحب کی خدمت میں عرض کیا، دونوں صاحبان نے اس برخوردار (شاہ حسام احمد) کی خدمت میں منت و سماجت کے ساتھ خط لکھا کہ کرم فرما کر مزار مبارک کو مستورات سے خالی کروادیں اور حضرت ایشاں شہیدؒ کے خلفاء کی درخواست کے بموجب آں صاحبزادہ سے بازار کی طرف مزار شریف کا دروازہ کرنے پر متفق ہو کر عرض کیا تھا۔

پس ان خطوط کے جواب میں آں برخوردار نے فرمایا کہ والد بزرگوار حضرت شاہ عطاء احمد صاحب سلمہٗ اس معاملے یعنی مقبرہ کو عورتوں سے خالی کرا کے دروازہ کھلوائیں گے، اور اس موقعہ پر مولوی نعیم اللہ صاحب نے بھی اس مقصد کے لئے فقیر سے استدعا کیا، ان کا خیال رکھنا بھی بہت عزیز ہے، اسی بنا پر لکھا جا رہا ہے کہ مزار مبارک عورتوں سے خالی اور دروازہ کو کھلوادیں، کیوں کہ تمہارے لئے عذر صریح اور حجت قوی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے تمام خلفاء اور حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب اور میاں لالن نبیرۂ بی بی صاحبہ

کے خطوط انتہائی سماجت سے سامنے آتے رہے لہٰذا مزاحمت نہیں کی گئی اور اس موقعہ پر مولوی نعیم اللہ صاحب، و منشی اسحاق خاں صاحب کی سماجت علیحدہ ہے، جو اس مزار کے بانی ہیں۔

والسلام
مرقوم ششم ربیع الاول ۱۲۱۶ سنہ ھ

(۲۰)

نقل خط مرزا عبداللہ عرف مرزا الالن بنام حضرت شاہ حسام احمد صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صاجنزادۂ عالی دودمان، قبلہ دو جہان حضرت شاہ حسام احمد (۲۱) صاحب سلّمہ الرحمن

فقیر مرزا عبداللہ عرف مرزا الالن (۲۲) کی طرف سے عرض قدم بوسی کے بعد واضح ہو نوازش نامہ دربارۂ تعزیت جدہ صاجبہ (۲۳) مغفورہ وارد ہوا، بندہ حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے غلام وکنیز ہیں اور آں حضرت موصوف کے فرزند ہیں یقین ہے کہ آں موصوف کو اس حادثہ سے رنج وغم ہوا ہوگا، اور اس فقیر پر بلا کا پہاڑ گر پڑا ہے، لیکن صبر وضبط کے سوا کوئی چارہ نہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دیگر معروض یہ ہے کہ ملا نسیم صاحب جو شاہجہاں آباد (دہلی) سے تشریف لائے ہیں، فقیر سے شکایت کی اور کہا کہ میں اپنے وطن (پشاور) سے پانچ سو کوس (پندرہ سو کلو میٹر) کا سفر کر کے اور تکلیف برداشت کر کے اور اخراجات سے زیر بار ہو کر حضرت (مرزا مظہر جان جاناں) شہید رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے دہلی گیا ہوا تھا اور چاہتا تھا کہ مزارِ مبارک پر کچھ عرصہ معتکف ہوتا اور وہاں ذکر کے حلقوں میں شریک رہ کر برکات سے مستفیض ہوتا، جب دیکھا کہ وہاں عورتیں سکونت رکھتی ہیں، اور انتظامات میں ان کا دخل ہے، دولت زیارت میسر نہ ہوئی، شاہجہاں آباد میں بیس دن قیام کیا، اس عرصہ میں مجھ کو تین چار مرتبہ زیارت میسر ہوئی وہ بھی دقت وعجلت کے ساتھ اس وجہ سے وطن کی طرف

واپس ہوگیا۔

حضرت ایشاں کے معتقدین کی ایک جماعت اس مقصد کے لئے مستعد ہے کہ اگر مستورات کا وہاں قیام اور بندوبست میں ان کا دخل موقوف ہو جائے تو حضرت کی خانقاہ دوسرے اولیاء اللہ کی درگاہوں کی طرح مرتب کردی جائے، اور وہاں اذان و پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی اور ذکر کے حلقے جاری ہوجائیں اور زائرین وقت بے وقت آکر زیارت سے مستفید ہوں، باوجودیکہ جدہ صاحبہ نے غصہ اور ناخوشی مزاج کے سبب اس بات کو قبول نہیں فرمایا تھا لیکن فقیر نفسانیت نہیں رکھتا اور حق یہ ہے کہ حضرت ایشاں کی خانقاہ اس کے لائق ہے کہ اکابر اولیاء کی درگاہوں کے مثل رہے، لہٰذا یہ مقصد مستحسن شمار کیا جائے اور پوری کوشش کی جائے کہ آں حضرت اس کی اجازت دیں کہ حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ کے معتقدین میں سے جو مقدور رکھتے ہوں وہ بقدر توفیق خانقاہ کی آراستگی کر کے سعادت حاصل کریں اور جو مستورات وہاں ہیں ان سے کہا جائے کہ دوسری جگہ سکونت اختیار کریں اور اس مکان کو درویشوں اور زائرین کے لئے چھوڑ دیں اور دروازہ باہر نکالنے اور عام زیارت گاہ بنانے اور مقبرہ کو مستورات سے خالی کرنے کے لئے اگر آں جناب اور حضرت شاہ محمد آفاق صاحب کی زوجہ شریفہ اجازت دیں اور مزاحمت نہ کریں تو حضرت صاجنرادۂ محترم کے حسب مرضی عمل میں لایا جائے، بندہ ضعف و ناتوانی کے سبب خدمت سے قاصر ہے، اور یقین رکھتا ہے کہ بندہ کی درخواست قبول فرمائیں گے، لہٰذا نہیں آسکا، آں قبلہ کے لئے عذر صریح اور حجت قوی ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کے خلفاء میں میر عبدالباقی صاحب اور محمد مراد صاحب و ملا نسیم صاحب وغیرہم نے ہمارے دروازے پر آکر اس بارے میں عرض کیا ہم نے قبول نہیں کیا میاں لالن جو کہ بی بی صاحبہ کے نبیرہ کے مثل ہیں ان کا لکھنا بی بی صاحبہ مغفورہ کے لکھنے کے مثل ہے، اس

بارے میں عرض کیا کہ دروازہ بازار کی طرف کھولا جائے، اور مقبرہ عورتوں اور بچوں سے خالی کیا جائے، لہٰذا ان دو کاموں کی مزاحمت نہیں کی گئی، مقبرہ خالی رہے گا، اور بازار کی طرف سے آنا و زیارت کرنا آسان ہے، بندہ امیدوار ہے کہ درخواست کی تکرار کی حاجت نہ ہوگی۔ اور اگر خدانخواستہ معروض قبول نہ ہوا، تو بندہ ناچاری اور ضعف و ناتوانی کے سبب ہر صورت میں تصفیہ کے لئے اور دروازہ کھولنے کے لئے حاضر خدمت ہوگا۔ واضح ہو۔ (۲۴)

حضرت شاہ رؤف احمد مجددیؒ نے ''درالمعارف'' (ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ) میں لکھا ہے:

حضرت عالی نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت مرشدنا وقبلتنا مولانا مظہر رحمان حضرت جان جاناں قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کی یہ خانقاہ وسیع ہو جائے، پھر فرمایا کہ میں اہل و عیال نہیں رکھتا کہ ان کے لئے چاہتا ہوں، مگر میری خواہش صرف اللہ کے لئے ہے، کیوں کہ لوگ حق جل و علا کی طلب کے لئے اپنے وطنوں سے آتے ہیں اور قیام کی جگہ نہیں پاتے، اُن کے لئے مکان کی وسعت چاہتا ہوں۔ (۲۵)

حضرت عالی نے فرمایا کہ خانقاہ کی تعمیر سے پہلے صوفیوں کی اقامت کے لئے مکان کی قلت کی وجہ سے سخت آرزو تھی کہ پڑوس ہی میں کوئی مکان ہو جس کا مالک بیچ ڈالے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ مکان آپ خرید لیں۔ اس زمانے میں ایک گھونگا بھی میرے پاس نہ تھا۔ میں نے کارساز حقیقی جلت عظمتہ کی بارگاہ میں اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے دعا کی۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے دعا کو (اس) مقصد کے ہم آغوش بنایا اور غیب سے ایک تحفہ پہنچایا، جس سے مکان خرید کر میں اپنے تصرف میں لایا۔ نیز میں نے چند دوسرے مکانات مبلغ سات آٹھ ہزار روپیہ میں خرید کر خانقاہ میں داخل کئے اور اب

تک (اللہ تعالیٰ غیب الغیب سے ایک خرچ عنایت فرمارہا ہے اور ضرورت کو احسن طریقہ سے پورا کرنے کی مہربانی فرمارہا ہے۔(۲۶)

حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے "ضمیمہ مقامات مظہری" (حالات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ) میں لکھا ہے:

آپ کی خانقاہ کے قریب ایک رافضی کا مکان تھا، آپ کی خانقاہ کی تنگی کے لئے اس مکان کی ضرورت تھی وہ عورت جس کی ملکیت میں وہ مکان تھا آپ نے اس سے مکان کی خواہش کی اس عورت نے انکار کردیا۔ آخر ایک بار آپ نے حکیم شریف خاں کو جو کہ دہلی کے معززین میں سے تھے، اس عورت کو سمجھانے کے لئے بھیجا، کہ اگر تمہیں اس کی فروخت میں کچھ عار ہے تو ہم اس کی قیمت خفیہ طور پر بھیج دیتے ہیں۔ تم اسے بطور نذر پیش کردو اس بدبخت نے جو اہل اللہ سے عداوت رکھتی تھی حکیم موصوف کا قول قبول نہ کیا بلکہ اس نے آپ کے بارے میں بے ہودہ بکا۔ کیوں کہ بزرگوں کو گالیاں (سب و شتم) اس فرقہ ملعونہ کی عادت ہے۔ حکیم صاحب وہاں سے چلے آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حال بیان کیا۔ آپ نے چہرہ مبارک آسمان کی طرف کر کے عرض کی کہ صاحب اس کا کلام (آپ نے) سن لیا ہے۔ اب میں اس وقت تک اس کا مکان نہیں لوں گا جب تک وہ خود آکر التجا نہ کرے۔ تقدیر الٰہی سے اس کے خاندان پر (پے در پے) موت وارد ہوئی ابھی ایک بچہ باقی تھا جب وہ بھی بیمار پڑ گیا تو وہ پھر سمجھ گئی کہ یہ میرے اس برے عمل کا نتیجہ ہے وہ اس بچہ کو لائی اور اس مکان کی بھی پیش کش کی۔ (۲۷)

مکتوبات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

حضرت سلامت

مقصود مقبرہ شریفہ کی تدبیر سے یہ ہے کہ حضرت صاحب وقبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مکان سے عورتوں و ہندوؤں اور رافضیوں کے پڑوس میں رہنے کے سبب سے خوش نہ تھے، لہٰذا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مزار مبارک کا جوار نااہلوں سے خالی کرنا چاہیئے۔

حویلی پنجابیاں وحویلی مولوی حیات علی ومسکن حضرت بی بی صاحبہ مرحومہ، ایک ہی جگہ عورتوں کی بود وباش اور بچوں کا شور وغوغا تھا، جو کوٹھوں پر مزار شریف کے اوپر ہوتا رہتا تھا، بچے کھیل کود اور شور وشغب کرتے تھے، بی بی صاحبہ مرحومہ کا مسکن اور دونوں مذکورہ حویلیاں حاصل ہوئیں اور تین طرف مزار مبارک خالی ہو گیا۔

میر ہاشم مرحوم کی حویلی اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ حاصل ہو جائے گی، اور ہر چار جانب مزار مقدس عورتوں کے قرب و جوار سے پاک وصاف ہو جائے گا، جس وقت یہ حویلی حاصل ہوگی خدمت شریف میں لکھوں گا۔

محض حریم مزار مبارک وزیارت گاہ عام کہ بطور مقابر دیگر اولیاء کرام یہ مقبرہ شریفہ ہمارے مرشد کا مرتب ہو جائے اور کوئی مزاحمت اور نااہلوں کا مسکن اس جگہ نہ رہے۔ (۲۸)

بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

حضرت سلامت

حویلی پنجابیاں جوکہ مزارمبارک کے پائنتی ہے چندہ کر کے لی گئی ہے اور حویلی مولوی حیات علی مزارمبارک کے غربی حصے میں ہے جوکہ مزارمبارک سے ایک گز کی دوری پر ہے، جو وقف کی ہوئی ہے، خریدی گئی ہے، اور یہی دیوار حائل بارش میں گر پڑی اور حویلی صدر النساء جو اس حویلی سے بازار تک حائل تھی، اس سے بہت گراں خریدی گئی ہے، ضرورت کی وجہ سے اور حویلی شاہ فضل اللہ مرحوم جو صدر النساء کے شمال میں ہے یہ بھی خریدی گئی ہے اور صدر النساء کی حویلی بازار و دروازہ کے نزدیک ہے جو بازار کے حصے میں نکلتا ہے کنواں کی تدبیر اور شاہ فضل اللہ کی حویلی میں مسجد کی تدبیر منظور ہے۔

حویلی بالین مزارمبارک میر ہاشم کی زوجہ کی باقی ہے، امید ہے میسر لکل معسر ا (ہر مشکل کے لئے آسانی ہے) میرے ہاتھ میں جب بھی یہ حویلی آئے گی، کنواں اور مسجد تیار ہو جائیں گی، درگاہ خاطر خواہ تیار ہو جائے گی۔

اس معاملہ میں البتہ ہمیشہ دعا فرمائیں۔ فقیر ہر روز دعائیں کرتا ہے اور اجابت اللہ کریم و مجید صادق الوعد مصدوق العہد ہے۔ سبحانہ۔ (۲۹)

بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

حضرت سلامت

حویلی کی زمین جو کہ قیمت میں گراں سے گراں تر ہے، ضرورت سے خریدی گئی ہے، درگاہ کے دروازہ سے جو بازار کی طرف کھلا ہوا ہے اور تاریخ کی عبارت اس پر لکھی جائے گی۔

تین گز کے فاصلے پر کنواں کھودنا شروع ہوا، اور کنویں میں پہاڑ نکل آئے، انشاء اللہ تعالیٰ آسان ہے، دہلی کے تمام کنوؤں میں پہاڑ ہے۔ آٹھ گز کھودا جاچکا تھا کہ بارش کی شدت کی وجہ سے کھدائی موقوف ہوگئی اور شدید بارش میں اس کے اطراف گر پڑے، کنواں کھودنے والوں نے اپنی غرض کی وجہ سے موسم برسات میں کنواں کھودنا شروع کیا تھا اور اس پر چھپر ڈال دیا تھا، اس بارش میں چھپر بھی گر پڑا، اس کی قیمت ایک روپیہ کے بجائے دس روپیہ گراں کے حساب سے مطالبہ کرنے لگے یومیہ ایک روپیہ کے بجائے چار روپیہ دیا گیا، کانٹا دل سے نکل آیا اور معاملہ فیصل ہوگیا، خدائے کریم غفار ہے کنواں اور جو کچھ ہے خدائے کریم و مالک کل شیءہے، دو تین دن کے اندر پھر کنویں کی کھدائی شروع ہوجائے گی، فاقے کرکے اور پیٹ کاٹ کے، اس طرح کے کام کئے جاتے ہیں، خدائے کریم ان کاموں کو اپنی مہربانی سے انجام تک پہنچائے۔

حضرت سلامت! آدھا کام ہوا ہے اور آدھا باقی ہے، اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرکے یہ آدھا بھی تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین! کنویں کے بعد مسجد کی تیاری ہے اور یہ آسان ہے، اگر مسقف ہو تو بہتر ہے ورنہ چھپر کفایت کرے گا، آں حضرت اس کام کے مکمل ہونے کے لئے امید ہے کہ دعا فرمائیں گے۔ (۳۰)

مکتوب حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ بنام شیخ شمس الحق صاحب

حامداً و مصلیاً

فقیر نعیم اللہ کی طرف سے، شیخ مشفق، مہربان، قدردان درویشاں
شیخ شمس الحق صاحب سلمہٗ اللہ

بعد ہزارہا سلام وشوق، مطالعہ فرمائیں، الحمدللہ والمنۃ کہ فقیر بروز شنبہ، چوبیسویں صفر، لکھنؤ سے بہرائچ بعافیت پہنچا اور دوستوں کی ملاقات سے مسرور ہوا اور اپنے کام اور دوستوں کے لئے دعا میں شب و روز مشغول ہے۔

خدمت گرامی میں مشغولیت کا باعث یہ ہے کہ مکرر خطوط، حضرت شاہ غلام علی کے جو فقیر کے پیر بھائی اور قطب الاقطاب سیدی و مرشدی میرزا جان جاناں شہیدؒ کے اجل خلیفہ و جانشین ہیں، دہلی سے اس مضمون کے ساتھ فقیر کے پاس پہنچے کہ میاں میرن کی حویلی خورد مختصر جو مزار مبارک حضرت ایشاں کے سرہانے سے متصل دو گز کے فاصلے پر واقع ہے، وہ حویلی وسعت اور حریم مزار مبارک کے درستی میں مانع ہوگی اور ان کو (میاں میرن کو) اس حویلی کی چنداں ضرورت نہیں ہے اور ہم کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

اسی بنا پر حکیم ذکاء اللہ خاں صاحب جو کہ بادشاہی حکیم اور فقیر کے مخلصین میں سے ہیں، کے ذریعہ حویلی کا پیغام میاں میرن صاحب کی والدہ ماجدہ جو کہ قلعہ بادشاہی میں ہیں، میں نے دیا تھا، آں محترمہ راضی ہوگئیں لیکن اپنے پسر میاں میرن صاحب کی رضا پر موقوف رکھا، ایک خط ان کی اجازت اور رضا حاصل کرنے کے لئے لکھا ہے، اغلب ہے کہ خط مذکور پہنچا ہوگا، چنانچہ شاہ صاحب کے خطوط سے ایک خط بعینہٖ خدمت شریف میں

میں نے بھیجا ہے۔ اس کو میاں میرن کو ملاحظہ کرا کے ان کا اجازت نامہ ان کی والدہ ماجدہ کے نام سے لکھوا کر عنایت فرمائیں (۳۱) اگر دو اجازت نامہ ہو تو بہتر ہے۔ شاید ایک اجازت نامہ راستے میں تلف ہو جائے تو دوسرا کارآمد ہو۔ اس معاملے میں کوشش حسبۃً للہ ضروری ہے اور درویشوں کی خوشنودی کا موجب ہے۔ سعادت دارین کا بھی یقین ہے۔ اور حضرت (مرزا مظہر جان جاناں) شہیدؒ کی روح مبارک بھی اس مقصد کی وجہ سے آں مشفق سے انتہائی خوش اور متوجہ حال شریف ظاہراً و باطناً بھی ہوگی اور فقیر کی طرف سے میاں میرن کے پدر بزرگوار کہ ان کا اسم گرامی میر ہاشم تھا کمال دوستی و اتحاد تھا۔ چنانچہ دس بارہ سال ہوا کہ حضرت ایشاں شہیدؒ کے مزار کی تعمیر کے لئے دہلی گیا تھا۔ تو انہوں نے خود مزار کے طاقچہ ہائے بالین مزار مبارک نقشہ خود دیوار میں تجویز کر کے دیا تھا اور اس کی تعمیر سے بہت خوش ہوئے۔ فقیر کو معلوم نہ تھا کہ میاں میرن میر ہاشم کے پسر ہیں۔ اب شاہ غلام علی صاحب کے خطوط سے معلوم ہوا۔ چونکہ ان سے ملاقات نہیں رکھتا تھا اس لئے ان کو خط نہیں لکھا ہے۔ انشاء اللہ وہ بہرائچ آئیں گے تو خوشگوار ملاقات حاصل ہوگی۔ امید ہے کہ جب ملاقات ہوگی مراسلات کے ارسال سے کہ نصف ملاقات ہے توجہ فرمائیں گے۔ اور فقیر غائب کی دعا کے جلد قبولیت سے دوستوں خصوصاً آپ کے حق میں غافل نہیں ہے۔ زیادہ بکام دوستاں باد۔

برخوردار امانت اللہ کی طرف سے سلام نیاز بصد نیاز قبول ہو۔ (۳۲)

والسلام

اِن تمام ثبوت وشہود سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کے مزار مبارک اور خانقاہ مظہریہ کی تعمیر اور اس سے متعلق تمام تنازعات ومعاملات کا تصفیہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کی کوششوں اور تعاون سے ہوا، اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے چند مکانات خرید کر خانقاہ بنائی، اس کے بعد اس خانقاہ شریف (اب یہ خانقاہ دہلی میں ''درگاہ شاہ ابوالخیرؒ'' کے نام سے مشہور ہے، جو چتلی قبر اور ترکمان گیٹ کے درمیان واقع ہے۔) کی سجّادہ نشینی کے لئے آپ نے حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ اور راقم الحروف کے جدّ امجد حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے نام ۱۲۲۷ھ میں تولیت نامہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

راقم الحروف کا سلسلۂ نسب حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ تک چار واسطوں سے پہنچتا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

سید ظفر احسن بن سید اعزاز الحسن بن سید عزیز الحسن بن سید نور الحسن بن سید ابوالحسن بن حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچی (ہمشیر زادہ وخویش حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمہم اللہ ورضی عنہم)

تولیت نامہ خانقاہِ مظہریہ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبداللہ معروف غلام
علی عفی عنہ گزارش می نماید کہ مزار
مبارک حضرت پیر و مرشد من خلاف
وصیت شریفہ دریں جای تنگ واقع
شد پس فقیر ایں مکانات خریدہ درایں
جا مسجد و چاہ و حجرہ ہا بنا کرد و حویلی از
سر نو خریدہ برای مسکن خود تعمیر نمودم و
دو حویلی خورد شکستہ نیز خرید کردم
درایں صورت اقرار صیح معتبر می نمایم
درحالیکہ اقرار صحیح در شرع شریف و
جائز باشد و وصیت واجب الادا می کنم
کہ ایں مکان برای اقامت ارادت
منداں و مخلصان خود للہ فی اللہ سبحانہ
وقف کردم کہ درایں جا سکونت نمودہ
حلقہ ذکر و مراقبہ و درس علم کردہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبداللہ معروف بہ
غلام علی عفی عنہ، گزارش کرتا ہے کہ
مزار مبارک حضرت پیر و مرشد، خلاف
وصیت تنگ جگہ میں واقع تھا، فقیر
نے قریبی مکانات کو خرید کر اس جگہ
مسجد و کنواں اور حجرے تعمیر کروائے،
اور حویلی کو اپنی سکونت کے لئے
الگ سے خرید کر تعمیر کرایا اور قریب
کی دو شکستہ حویلیاں بھی خریدیں، اس
صحیح اور معتبر اقرار کی صورت میں کہ
شریعت میں اقرار صحیح جائز اور
واجب الادا ہوتا ہے۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ یہ مکان مخلص
ارادت مندوں کی اقامت کے لئے
للہ فی اللہ وقف کرتا ہوں، تا کہ یہاں

باشد واز مخلصان من حضرت حافظ
ابوسعید پیرزادہ صاحب و مولوی
بشارت اللہ صاحب پیرزادہ بہرائچ
سلمہما اللہ لیاقت دارند کہ بہر دو امر
مذکور قیام نمایند ایں است مظنون من
درحق ایں ہر دو بزرگوار جعلہما اللہ
للمتقین اماما واز جناب الٰہی امید
دارم کہ ایں ظن من درحق ایں ہر دو
بزرگوار راست باشد آمین ہر کہ ازایں
ہر دو بزرگ خواہد یا ہر دو بزرگ
خواہند برای ترویج طریقہ پیران من
باستقامت تمام درایں مکان مبارک
باشند انشاء اللہ تعالیٰ تائید ہا در ظاہر و
باطن خواہد رسید وکان حقاً علینا
نصر المومنین آیۃ شریفہ است پس ثانیاً
للتاکید اقرار جائز الشرع می کنم کہ ایں
مکان مبارک و حویلی مسکن من و دو
حویلی شکستہ و ایں حجرہ ہا ملک کسے
نیست وقف است والوقف لایملک ولا
یباع ولایوھب اللہ تعالیٰ ایں وقف را

سکونت اختیار کر کے ذکر و مراقبہ کے
حلقے اور علوم دینیہ کے لئے درس و
تدریس کی مجلسیں قائم کی جائیں۔ اور
میرے مخلصین میں سے حضرت حافظ
ابوسعید پیرزادہ صاحب اور مولوی
بشارت اللہ صاحب پیرزادہ بہرائچ
سلمہما اللہ لیاقت رکھتے ہیں کہ دونوں
حضرات مذکورہ بالا امور کو قائم رکھیں،
ان دونوں بزرگوں کے بارے میں
میرا یہی گمان ہے، جعلہما اللہ للمتقین
اماما (اللہ تعالیٰ دونوں کو پرہیزگاروں
کا امام بنائے۔)

بارگاہ الٰہی سے امیدوار ہوں کہ ہر دو
بزرگوار کے حق میں میرا گمان صحیح
ثابت ہوگا۔ آمین۔ دونوں بزرگوں
میں سے کوئی ایک یا دونوں حضرات
اگر چاہیں ہمارے پیروں کے
مبارک طریقہ کو رائج کرنے کے لئے
مستقل مزاجی کے ساتھ اس مکان
میں رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن

قبول فرماید و در ظاہر و باطن ایں ہر دو بزرگ و متوسلان طریقہ شریفہ مارا مدد نماید عدم وصیت مبارک برای دفن درایں مکان تنگ برای جوار زنان و نا اہلان بودہ است ہم چنیں خریدن ایں مکانات و تخلیہ از نا اہلان و وقف نمودن بر مخلصان برای ہمیں است کہ اینجا زنان و غافلان نہ باشد۔

تاریخ کتابت سنہ مبارک ہجری ہزار و دو صد بیست و ہفت و عشرہ ذی الحجہ آخرہ باظہار آخون گل محمدؐ غزنوی زبیدی از طرف شاہ صاحب مقر ممدوح مہر نمودہ شد و از بسکہ مکانات موقوفہ مشہور و معروف و معلومہ آں حدود اند تکرار و شرح حدود نکردہ شد۔

باظہار ہمیں گل محمدؐ آخون

(مہر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب)

ھو العزیز الولی الرحیم

فقیر رفیع الدین ہم مطلع شد و مہر نمود

میں تائید ربانی کے مستحق ہوں گے جیسا کہ آیت شریفہ ہے وکان حقاً علینا نصر المومنین۔ (اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی)۔

دوبارہ تاکید کے طور پر شرعاً اقرار کرتا ہوں کہ یہ مبارک مکان اور حویلی مسکن خود (یعنی شاہ غلام علی کی رہائش گاہ "تسبیح خانہ") اور دو ٹوٹی ہوئی حویلیاں اور حجرے کسی کی ملکیت نہیں ہیں بلکہ وقف ہیں۔ اور وقف نہ کسی کی ملک ہوتا ہے اور نہ فروخت کیا جاسکتا ہے نہ کسی کو ہبہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وقف کو قبول فرمائے اور دونوں مذکورہ بزرگوں اور ہمارے طریقہ شریفہ کے متوسلین کی ظاہر و باطن میں مدد فرمائے۔ اس تنگ جگہ میں دفن کے لئے پڑوسیوں عورتوں اور نا اہلوں کے لئے وصیت مبارکہ میں ممانعت ہے۔ اسی طرح ان مکانات کا نا اہلوں

(مہر حضرت شاہ رفیع الدین صاحب)

رفیع الدرجات ذو العرش

(مہر حضرت شاہ عبد القادر صاحب)

نعم القادر

شہد بمافیہ فقیر کمال الدین عفی عنہ

منکہ غلام حیدر برادر زادہ پیر و مرشد برحق حضرت عبد اللہ معروف غلام علی شاہ صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ و پسر فضائل کمالات مرتبت حضرت حافظ غلام نبی مرحوم ہستم شہادت می دہم بخدا کہ مرا بایں مکانات وقفی ہیچ دعویٰ نیست و اینست مہر من

۱۲۲۷

غلام حیدر

شاہدم برصدق آنچہ دریں کاغذ مرقوم است فقیر احمد یار و مہر من اینست احمد یار

شہد بمافی ہذا القرطاس مرقوماً صدقاً

۱۲۳۱

خاکسارہ غلام علی

سید حیات بیگ

سے خریدنا، اور خالی کرانا اور مخلصین پر وقف کرنا اسی غرض سے ہے کہ اس جوار میں عورتیں اور غافل لوگ نہ رہیں۔

تاریخ کتابت: عشرۂ اخیرہ ذی الحجہ ۱۲۲۷ھ

آخون گل محمدؒ زبیدی غزنوی کے اظہار کے ساتھ حضرت شاہ صاحب مقر ممدوح کی طرف سے مہر لگائی گئی۔ چونکہ مکانات موقوفہ بہت زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ اس لئے گل محمد مذکور کے اظہار کے بعد مکانات مذکورہ کے حدود کو دوبارہ واضح نہیں کیا گیا۔

(مہر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ)

ھو العزیز الولی الرحیم (۳۵)

(مہر حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ)

نعم القادر (۳۶)

(مہر حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ)

رفیع الدرجات ذو العرش (۳۷)

شہد بمافیہ فقیر کمال الدین عفی عنہ

میں کہ غلام حیدر برادرزادہ پیرومرشد، برحق، حضرت عبداللہ معروف بہ غلام علی شاہ و پسر صاحب کمالات حضرت حافظ غلام نبی مرحوم ہوں، میں شہادت دیتا ہوں کہ بخدا ان مکانات مذکورہ موقوفہ کے سلسلے میں میرا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ یہ میری مہر ہے۔

۱۲۲۷

غلام حیدر

جو کچھ اس کاغذ پر تحریر کیا گیا میں اس کی سچائی پر گواہ ہوں۔ میری مہر یہ ہے

احمد یار

شہد بمافی ہذا القرطاس مرقوماً صدقا

خاکسار غلام علی

سید حیات بیگ

الحمدللہ والمنۃ کہ ایں کمینہ درویشاں بلکہ خاکپای ایشاں محض بفضل و احسان الٰہی سبحانہ سالہا باقامت و سکونت دریں جا متمتع شدو از زیارت مزار مبارک حظہا برداشت فشکر النعمۃ الشاملۃ اللتی لا تعدولا تحصے وفقہ اللہ المنعم المکرم کما حرر فی ہذا القرطاس و مہر من ایں است۔

فقیر عبداللہ معروف

۱۲۱۵

غلام علی احمدی (۳۲)

(مہر مولوی کرم اللہ)

۱۲۲۳

اللہ

محمد

کرم (۳۳)

الحمدللہ و المنۃ۔ یہ کمینہ درویشاں بلکہ خاک پائے ایشاں محض فضل خداوندی سے اس جگہ سالہا سال سے اقامت و سکونت سے متمتع ہوا اور مزار مبارک کی زیارت سے مستفیض ہوتا رہا، اس نعمت شاملہ پر اللہ رب العزت کا بے انتہا شکر ہے، اللہ منعم و مکرم نے اس کاغذ پر یہ تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میری مہر یہ ہے۔

فقیر عبداللہ معروف غلام علی احمدی

۱۲۱۵

اس تولیت نامہ کے علاوہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ خاص سے ایک علاحدہ تحریر لکھ کر حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی جو یہ ہے۔

''حضرت مولوی بشارت اللہ مختار اند ہر که نہ لائق وضع اینجا پیران ما است ہرگز او را اقامت ندہند، اینجا و اقراہا باثبات برسد''۔ (مُہر)

۱۲۱۵

غلام علی احمدی (۳۴)

(دیکھیں عکسیات ص ۳۹۰)

حضرت مولوی بشارت اللہ مختار ہیں، جو شخص ہمارے پیروں کی وضع کے مطابق نہ ہو اس کو یہاں اقامت کی ہرگز اجازت نہ دیں، اس اقرار و شرط کو پورا کریں۔

(مہر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ)

۱۲۱۵

غلام علی احمدی (۳۸)

(یہ مُہر پُرانی ہے۔ اس زمانہ میں ہر سال مہریں نہیں بنتی تھیں۔)

شاہ غلام علی نے اپنے آخری ایام حیات میں وصیت کی تھی کہ میری سکونتی حویلی اور اس سے متصل دوسری حویلی اور مسجد کے حجرے ان اصحاب کے لئے وقف کرتا ہوں جو اس طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور اغیار کے لئے ان میں سکونت منع ہے، اور وہ کتابیں بھی جو میں نے قیمتاً خریدی ہیں وقف کرتا ہوں اور صاجزادہ شاہ ابوسعید اور مولوی بشارت اللہ بہرائچی اس خانقاہ میں رہ کر ترویج طریقہ اور تدریس کا فریضہ انجام دیں۔

(مقامات مظہری (مقدمہ) از: پروفیسر محمد اقبال مجددی، ص ۱۵۲ بحوالہ ''مرقومات خواجہ غلام محی الدین قصوری، قلمی بخط خواجہ قصوری)

آپ (شاہ غلام علی) کو ہمیشہ شہادت کی آرزو رہتی تھی۔ عمر کے آخری حصے میں بواسیر کا مرض غالب آگیا تھا۔ ۲۲ رصفر ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء بعد اشراق آپ کا انتقال ہوا۔ اس مصرعے سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے:

ع جان بحق نقشبند ثانی داد

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

حضرت شاہ ابوسعید مجددی اور مولوی بشارت اللہ بہرائچی کو آپ نے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

(مقاماتِ مظہری (مقدمہ) از محمد اقبال مجددی، ص ١٥٧)

حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے حالات میں لکھا ہے:

در ایام تحصیل علم و اخذ طریقہ از حضرت دہلی بحضوری حضرت شاہ صاحبؒ و حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ رخصت گرفتہ بخانہ تشریف آوردہ، بعد چندے کہ حضرت شاہ صاحبؒ طلب فرمودند از حضرت بہرائچ روانہ شدہ براہ بلدہ رام پور تشریف فرمائے حضرت دہلی بودند وقتے کہ در رام پور داخل شدند بحضرت شاہ ابوسعید صاحبؒ کہ از فرزندان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ بودند ملاقات شد جناب موصوف را شوق خدا طلبی از حد بود چنانچہ از والد ماجد خود حضرت صفی القدر صاحب مرحوم طریقہ آبائی حاصل نمودہ بعد رجوع بحضرت والد

تحصیل علم و اخذ طریقہ کے ایام میں دہلی سے حضرت شاہ (غلام علی) صاحبؒ و حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب (محدث دہلویؒ) سے رخصت لے کر گھر تشریف لائے، کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ نے آپ کو دہلی طلب فرمایا، آپ بہرائچ سے روانہ ہو کر رامپور تشریف لائے، جس وقت رامپور میں داخل ہوئے تو حضرت شاہ ابوسعید صاحبؒ سے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے تھے ملاقات ہوئی موصوف کو خدا طلبی کا شوق حد سے زیادہ تھا، چنانچہ اپنے والد ماجد حضرت صفی القدر صاحب مرحوم سے

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

مرحوم از شاہ درگاہی صاحبؒ کہ ایشاں ہم ولی مادرزاد بودند استفادہ نمودہ باوجود حیات شاہ صاحب مذکور آخر بہ معیت حضرتِ ما بخدمت حضرت شاہ صاحب قبلہ حاضر شدہ از مقامات عالیہ سلوک مجددی رضی اللہ عنہم فیض ہا برداشتہ طالبان را ہدایت و تلقین فرمودہ بمقام حضرت ایشاں صاحب سجادہ شدند۔

طریقہ آبائی حاصل کیا تھا ان کے بعد حضرت شاہ درگاہی صاحبؒ سے جو کہ ولی مادرزاد تھے استفادہ کیا، شاہ درگاہی صاحب کے باحیات ہونے کے باوجود، ہمارے حضرت والد ماجد (شاہ بشارت اللہ) کی معیت میں حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلوک مجددی کے بلند مقامات سے فیضیاب ہو کر طالبان کو ہدایت و تلقین فرما کر حضرت ایشاں (شاہ غلام علی) کے مقام پر صاحب سجادہ ہوئے۔

الحاصل وقت تذکرہ روانگی دہلی باحضرتِ ما قدس سرہٗ مباحثہ کردند کہ دریں زمان پیر ما یعنی شاہ درگاہی صاحب نسبت باطنی کہ دارند نمی دانم کہ در جہاں دیگر شخص داشتہ باشد و حضرتِ ما قدس سرہٗ تعریف حضرت شاہ صاحب می کردند حتیٰ کہ تا دیر ایں

الحاصل دہلی کی طرف روانگی کے وقت ہمارے حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے ساتھ مباحثہ کیا کہ اس زمانے میں ہمارے پیر شاہ درگاہی صاحب، جو نسبت باطنی رکھتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ دنیا میں کوئی دوسرا شخص رکھتا ہو گا، اور ہمارے حضرت

مباحثہ درمیان ماند آخرالامر قرار
بریں یافت کہ استخارہ کردہ شود یعنی اگر
استخارہ ایں جا راہ دہد بسم اللہ ہمیں جا
خواہم ماند و اگر کشش از آں جانب
گرد درخت سفر خواہم بست پس ہر دو
حضرات استخارہ نمودند بعد نماز صبح
حضرتِ ما قدس سرہ تیاری روانگی
فرمودند دریں اثناء حضرت شاہ
ابوسعیدؒ صاحب تشریف آوردہ فرمودند
کہ من ہم ہمراہ جناب برادری روم
یک چہار گھڑی توقف فرمایند آخر بہ
معیت حضرتِ ما قدس سرہ بدہلی
رسیدند بخدمت حضرت شاہ صاحبؓ
حاضر شدہ بعد استفاضہ قدم بوسی جہت
طریقہ عالیہ برائے حضرت شاہ ابوسعیدؒ
عرض نمودند جناب حضرت شاہ صاحبؒ
داخل سلسلہ نمودند و ایں قدر میان ہر
دو بزرگواران رسم اتحاد و برادری
طریقہ راہ یافت کہ برادران نسبی زیر
افتادند گویا یک جان و دو قالب

قدس سرہ حضرت شاہ غلام علیؒ صاحب
کی تعریف کرتے تھے، حتیٰ کہ دیر تک
یہ مباحثہ جاری رہا، آخرالامر اس بات
پر اتفاق ہوا کہ استخارہ کیا جائے اگر
استخارہ میں اِسی جگہ مناسب ہے تو بسم
اللہ میں اِسی جگہ رہوں گا اور اگر کشش
اُس طرف (دہلی کی طرف) ہو تو
سامان سفر باندھ لوں گا۔ پس دونوں
حضرات نے استخارہ کیا، صبح کی نماز
کے بعد ہمارے حضرت والد ماجد
قدس سرہٗ نے دہلی کی طرف روانگی
کی تیاری کی، اسی دوران میں حضرت
شاہ ابوسعیدؒ صاحب نے تشریف لاکر
فرمایا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ دہلی
چلوں گا، چار گھڑی توقف فرمائیں، آخر
ہمارے حضرت والد ماجد قدس سرہٗ
کی ہمراہی میں دہلی پہنچے، حضرت شاہ
غلام علی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر
ہو کر قدم بوسی سے مستفیض ہونے کے
بعد طریقہ عالیہ کی طرف حضرت شاہ

شدند۔ بریں قول شاہد خطوط ذیل اند۔ (۳۹)

ابوسعید صاحبؒ کے لئے عرض کیا، حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ نے سلسلے میں داخل کیا، اور دونوں بزرگوں کے درمیان رسم اتحاد و برادری طریقہ اس طرح قائم ہوئی کہ برادران نسبی پیچھے پڑ گئے گویا ایک جان دو قالب ہو گئے، اس قول پر خطوط ذیل شاہد ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از فقیر ابوسعید مجددی مظہری بخدمت شریف مولوی صاحب فضائل وکمالات مرتبت حقائق ومعارف منزلت اخوان پناہ مولوی بشارت اللہ صاحب دام الطافہم بعد از سلام تحیۃ الاسلام و اشتیاق مواصلت کثیر البرکت کہ مزیدے برآں متصور نیست واضح رائے مودت پیرائے باد خیریت ایں حدود لغایت تاریخ چہاردہم جمادی الاولیٰ مستوجب حمد است وصحت مزاج شریف مدام مستدعیست رقائم کرائم چند بار چہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فقیر ابوسعید مجددی مظہری کی طرف سے بخدمت شریف مولوی صاحب، فضائل وکمالات مرتبت، حقائق ومعارف منزلت، اخوان پناہ مولوی بشارت اللہ صاحب دام الطافہم۔ بعد از سلام تحیۃ الاسلام و اشتیاق مواصلت، کثیر البرکت ان صفات پر زیادتی کا تصور نہیں ہوسکتا۔ واضح رائے مودت پیرائے ہو۔ اس علاقے کی خیریت تاریخ چہاردہم جمادی الاولیٰ مستوجب حمد ہے اور مزاج شریف کی صحت ہمیشہ کے لئے

وصول افروختند و قبل ازیں یک عدد بارانی و حالا یک ڈلیا بدست خدا بخش رسیده اختصاص بخشیدند حق جل و علا آں الطاف فرمارا باین مہربانیها سلامت باکرامت داشته زیب ده مسند ارشاد مجددی دارد۔

مستدعی ہے، مراسلت گرامی چند بار موصول ہو کر باعث مسرت ہوئے اور اس سے پہلے ایک عدد بارانی (اون کا لبادہ) اور ایک ڈلیہ خدا بخش کے بدست پہنچ کر اختصاص بخشا، حق جل و علا آں کرم فرما کو ان عنایات سے سلامت باکرامت رکھ کر مسند ارشاد مجددی کی زینت رکھے۔

فقیر از احوال کثیر الاختلال خود چه بیان نماید و خدمت گرامی را که سراپا صفا و جمعیت است چه مکدر سازد از یمن توجهات حضرت پیر دستگیر آں دیده که مصداق لاعین رأت تواند بود یضیق صدری و لاینطلق لسانی حمد الله ثم حمد الله، دیگر از احوال ظاهری چه تحریر نماید که قابل نوشتن نیست بتاریخ بست و هفتم ربیع الثانی در خانه فقیر صبیه تولد شده است اطلاعاً بقلم آمد امید که ایں دور افتاده را بدعائے تیسیر امور ظاهر و باطن یاد فرماباشند که دعائے

فقیر اپنے احوال کثیر الاختلال سے کیا بیان کرے، اور خدمت گرامی کو جو سراپا صفا و جمعیت ہے کیا مکدر کرے، حضرت پیر دستگیر کی توجہات کی برکت سے وہ احوال دیکھے جو لاعین رأت ہو سکتے ہیں، میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے، اور میری زبان بیان نہیں کر سکتی الحمد للہ ثم الحمد للہ، دوسرے احوال ظاہری کیا لکھے کہ لکھنے کے قابل نہیں ہیں ستائیسویں ربیع الثانی کو فقیر کے گھر میں بچی پیدا ہوئی ہے۔ اطلاعاً لکھا ہے۔ امید ہے کہ اس

ظہر الغیب اقرب باجابت است۔(۴۰)	دور افتادہ کو ظاہر و باطن کے امور کی آسانی کے لئے یاد رکھیں گے کہ غائب کے پیٹھ پیچھے دعا کرنا قبولیت سے زیادہ قریب ہے۔

یہاں میں نے صرف ایک خط پر اکتفا کیا ہے۔ورنہ آپ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت شاہ ابوالحسن ؒ بہرائچی نے بہت سے خطوط اپنے والد ماجد کے حالات کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں۔ان تمام خطوط کو راقم الحروف نے اِس کتاب کے عکسیات (ص ۵۴۷ تا ۵۵۹) میں شامل کردیا ہے جن سے آپ کی جلالت شان اور تعلقات کی پختگی معلوم ہوتی ہے۔عموماً تمام خطوط میں حضرت شاہ ابوسعید مجددی ؒ نے طلب دعا و توجہ کی امیدواری نہایت اعلیٰ الفاظ میں لکھا ہے۔مثلاً ایک جگہ تحریر فرمایا ہے:

”درحق ایں بیکس کلمۃ الخیر درحضور اقدس عرض نمودہ باشند کہ اگرچہ دور است اما سگِ حضور است وصرف ہمت و دعائے توفیق درحق ایں بے توفیق دریوزہ نمایند زیادہ چہ تصدیعہ دہم“ الخ (عکسیات،ص ۵۴۹)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کے بے شمار خلفاء تھے مگر چار حضرات شاہ ابوسعید ؒ،شاہ احمد سعید ؒ،شاہ رؤف احمد ؒ اور شاہ بشارت اللہ ؒ بہت ممتاز اور اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔

حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچی ؒ نے لکھا ہے:

حال عنایت حضرت شاہ صاحب بحال والدم فی الجملہ کہ مشتے نمونہ از خروارے بقلم می آید تا کہ دانایان راز را از اں بصیرتے در چشم وقوتے در قلب افزاید	حضرت شاہ (غلام علی) صاحب کی عنایت کا حال،میرے حضرت والد ماجد کے تمام احوال کے مثل ہے کہ کھلیان میں سے ایک مشت ہی تحریر

داں اینست کہ حضرت شاہ صاحب بغیر
مولوی صاحب مرحوم یک لمحہ قرار نہ می
گرفتند ہر وقت پیش نظر خود می داشتند
گاہے در ذکر و شغل و گاہے در شعر و سخن
و گاہے در سیر کتب پیران طریقت و
گاہے در مثنوی مولانا روم و مکتوبات
حضرت مجددؓ و گاہے در مراقبہ و گاہے
در تفسیر و حدیث غرض بہر کارے کہ
باشی با خدا باشی می بود۔ از یں حالات
بعضے برادران طریقہ حسرت می بردند
کہ آنچہ عنایت و مہربانی قبلہ برحق ما
برحال مولوی صاحب مبذول است
حیرانیم کہ ایں چہ معاملہ است۔
و گاہے از ایشاں خلاص نمی یابیم و اگر
کسے را حاجتے برائے عرض بخدمت
حضرت می شد بے وسیلہ ایشاں جرأت
عرض مطالب کم کسے می داشت۔ ایں
قدر مزاج دانی بود کہ اکثر حضرت شاہ
صاحب می فرمودند کہ سخنان مولوی
بشارت اللہ قلب را قوتے می بخشد و نیز

میں آرہا ہے، تاکہ راز جاننے والوں
کی نظر میں بصیرت اور قوت قلب میں
اضافہ ہو، اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ
صاحب بغیر مولوی (بشارت اللہ)
صاحب مرحوم کے ایک لمحہ قرار
نہیں پاتے تھے۔ ہر وقت اپنی نظر
کے سامنے رکھتے تھے، کبھی ذکر و شغل
میں اور کبھی شعر و سخن میں اور کبھی
پیران طریقت کی کتابوں کی سیرتوں
میں، اور کبھی مولانا روم کی مثنوی میں
اور مکتوبات حضرت مجدد میں، کبھی
مراقبہ میں اور کبھی تفسیر و حدیث میں،
غرض جس کام میں رہو خدا کے ساتھ
رہو، مستغرق رہتے تھے، ان حالات
سے بعضے برادران طریقہ حسرت
کرتے تھے کہ جو کچھ عنایات و
الطاف قبلہ شاہ صاحب ہمارے حق
میں ہوتے وہ مولوی صاحب کے
حال پر صرف ہو رہے ہیں۔ ہم
حیران ہیں یہ کیا معاملہ ہے، اور ہم

تعظیم آں قدر می فرمودند کہ برائے استقبال گاہے تا بہ مزار حضرت شہیدؓ و گاہے بیرون دروازہ خانقاہ شریف تشریف می آوردند، و چوں حضرت والد ماجد رخصت برائے وطن می خواستند قبل از روانگی موصوف سہ یوم ترک کلام می فرمودند زیرا کہ مراد حضرت شاہ صاحب ایں می بود کہ قصد وطن نکنند، و بہزار جد وکد رخصت می فرمودند۔ (۴۱)

کبھی ان سے خلاصی نہیں پائیں گے۔ اور اگر کسی کو کوئی حاجت حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنے کی ہوتی بغیر آپ (مولوی بشارت اللہ) کے وسیلہ کے عرض مطالب کی جرأت بہت کم ہوتی، اس قدر مزاج شناسی تھی کہ اکثر حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ مولوی بشارت اللہ کی باتیں قلب میں قوت پیدا کرتی ہیں اور تعظیم بھی اس قدر فرماتے تھے کہ استقبال کے لئے کبھی حضرت (مرزا جان جاناں) شہیدؓ کے مزار مبارک تک اور کبھی خانقاہ شریف کے دروازے کے باہر تشریف لاتے تھے، اور جب حضرت والد ماجد قدس سرہ وطن کے لئے رخصت چاہتے تو موصوف کی روانگی سے تین روز قبل کلام ترک فرماتے، کیوں کہ حضرت شاہ صاحب کی مراد یہ تھی کہ وطن کا قصد نہ کریں القصہ ہزار جدّ وکد سے رخصت فرماتے تھے۔

حضرت شاہ رؤف احمد مجددیؒ نے ''درالمعارف'' (ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ) میں لکھا ہے:

اس بیماری کے شروع میں جب بخار اور کپکپی کی ایک باری آچکی تھی، جامع علوم عقلی ونقلی، معارف آگاہ (حضرت) مولوی بشارت اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) جو حضرت عالی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں، آپ کے بلند حضور میں حاضر ہوئے۔ حضرت عالی ان کے آنے پر بہت زیادہ خوش ومسرور ہوئے اور اپنے مکان سے حضرت مرزا صاحب قبلہ (جان جاناں مظہر قدس اللہ سرہ) کے مزار پرانوار تک ان کا استقبال کیا، پھر ان کو اپنے مکان پر لے گئے اور بہت نوازشیں فرمائیں اور فرمایا کہ الحمدللہ کہ تم جو نسبت یہاں سے لے کر گئے تھے، اس سے زیادہ لائے ہو اور میں تم سے راضی ہوں اور نیز (تمہیں) ''رضا کی پگڑی'' دوں گا۔ اس سے پہلے آپ نے کسی کو ''رضا کی پگڑی'' نہیں دی تھی۔ (۴۲)

حضرت عالی نے ماہِ صفر (۱۲۳۲ھ) کے آخر میں بروز جمعہ (۲۸/صفر ۱۲۳۲ھ/۱۷/جنوری ۱۸۱۷ء) کو اس راقم السطور (حضرت شاہ رؤف احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کو رام پور رخصت فرمایا---------- جب میں رام پور میں آیا تو سات ماہ تک گھر میں مقیم رہا، اور اوقات کو ذکر ومراقبہ سے معمور رکھ کر صبح اور عصر کے بعد طالبین کو حلقہ اور توجہ کا فیض پہنچایا------

پھر اسی سال (۱۲۳۲ھ) کے شوال کے مہینے میں کاغذ کا ایک پرزہ اس راقم السطور بندہ کی طلب میں وارد ہوا۔ میں اس پروانے کو سر پر رکھ کر دہلی شریف کی طرف روانہ ہوا اور حضرت عالی کے حضور میں پہنچا۔ حضرت عالی کمال خوش ہوئے اور فرمایا:

"تیرے باطن کی ترمیم کروں گا۔" چند روز کے بعد (حضرت عالی نے) اخوت پناہ، عرفان دستگاہ مولوی بشارت اللہ بہرائچی، سراپا نور مرزا عبد الغفور، معرفت نشان شیخ خلیل الرحمن سلمہ اللہ تعالی اور اس خاکسار راقم السطور سمیت سب کو لطیفہ قلب سے توجہات فرمائیں۔ چند ماہ کے عرصہ میں "حقیقت کعبہ" تک بندہ کو ان تینوں اکابر کے ساتھ توجہات فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے مولوی بشارت اللہ صاحب کو بہرائچ رخصت فرمایا۔ میں نے دو ماہ تک حضرت عالی کی خانقاہ کی مسجد میں صبح و شام حلقہ اور توجہ کی۔ نیز ایک رسالہ "مراتب الوصول" کے نام سے مراقبات و حالات اور ہر مقام کے خود پر ظاہر ہونے والے اسرار اور اپنی فہمائش کے بیان میں تحریر کیا اور اسے حضرت عالی کے حضور میں پیش کیا۔ (رسالہ "مراتب الوصول" کا اصل نسخہ راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ دیکھیں عکسیات ص ۵۷۲ تا ۵۷۵) حضرت عالی نے بہت زیادہ خوش وقت ہو کر اپنی زبان مبارک سے اپنی بشارتوں میں سے کچھ ارشاد فرمایا لیکن اپنے بارے میں وہ بلند الفاظ لکھنا شرم کا مقام ہے، کیوں کہ میں اس کی لیاقت نہیں رکھتا۔ (درالمعارف ص ۴۳۸)

مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ نے لکھا ہے:

الشیخ العالم الفقیہ بشارت اللہ---البہرائچیؒ کا تعلق مشائخ نقشبندیہ سے تھا۔ ان کی ولادت ۱۲۰۱ھ میں شہر بہرائچ میں ہوئی۔ اپنے چچا (خال محترم) شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے گہوارۂ علم و فضل میں پروان چڑھے۔ اور ان ہی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد دہلی کا قصد کیا اور منطق و حکمت کی تعلیم شیخ فضل امام خیر آبادیؒ سے اور فقہ و حدیث کی تعلیم شاہ رفیع الدینؒ اور ان کے بھائی شاہ عبد القادرؒ سے حاصل کی۔ اس دوران حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے درس میں حاضری اور

کسبِ فیض کا سلسلہ جاری رہا۔ مزید برآں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضری اور کسبِ فیض کا سلسلہ جاری رکھا۔ علوم ظاہری کے حصول سے فراغت کے بعد ہمہ تن گوش ہو کر دل و جان سے حضرت شاہ غلام علی کی صحبت اختیار کر لی اور اُن کے راز دارِ خاص اور خلوتوں کے امین ہوگئے۔ اور وہ مقام و منزلت حاصل کی جس سے ان کے دیگر متوسلین و منسلکین حیران تھے۔ حضرت شاہ غلام علی نے بہت محبت و شفقت کے ساتھ خلعتِ خلافت سے نوازا۔ حضرت شاہ غلام علی فرمایا کرتے تھے کہ میرے اصحاب و متعلقین میں چار افراد ہیں جن کو اللہ سلامت رکھے اور ان جیسے دائمی مودّت والوں میں اضافہ فرمائے۔ اور مودّت کا درجہ قرابت سے بڑا ہوتا ہے۔ پھر چاروں کو بیان فرماتے تھے: شیخ ابو سعید اسعدہ اللہ بحانہ اور ان کے صاحبزادے شیخ احمد سعید جعلہ اللہ تعالیٰ محموداً اور شیخ رؤف احمد رأف اللہ بہ اور شیخ بشارت اللہ جعلہ اللہ مبشراً بقبولہ۔ (نزھۃ الخواطر جلد ۷)

حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کی وفات یکم جمادی الثانی بروز جمعرات ۱۲۵۴ھ میں بہرائچ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔ (آپ کا مزار مبارک بہرائچ میں حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے مزار مبارک کے باہر پائنتی کی طرف ہے۔)

آپ کے فضل و کمال کا تذکرہ بارہا حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں بھی فرمایا ہے جو مکاتیب شریفہ (یعنی مکتوبات قلمی) کے مطالعہ سے پوری طرح عیاں ہے۔ (چند مکتوبات کے عکسیات دیکھیں ص ۴۱۳ تا ۴۳۱)

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے دو مکاتیب مکتوب نمبر ۸۱/ اور ۱۰۵ حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے نام اور ایک مکتوب نمبر ۴۲ آپ کی خوشدامن صاحبہ یعنی زوجہ

شریفہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے نام بھی ہے۔ (مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ (فارسی، مطبوعہ ترکی ١٩٧٦ء ص ٣٦-٧٠-١٤٨)

مکتوبات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مولوی صاحب عالی مراتب والا مناقب حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ درایں جاتا بتاریخ پانزدہم رجب المرجب بخیریت است وخیر وعافیت ایشاں مطلوب ضعف پیری و ضعف قلب بقوت مستولی شدہ دعا فرمایند کہ حق سبحانہ خاتمہ بخیر فرماید یک ماہ شدہ کہ نوشتہ بودند کہ من بہ قصد دہلی از بہرائچ بہ لکھنؤ رسیدہ ام الحال معلوم نیست کہ کجا ہستند ہر جا کہ باشند خوش باشند دریں عرصہ یک ماہ سہ قطعات خطوط روانہ آں طرف نمودہ شدند رسیدہ باشند بعد استخارہ قصد ایں جا بکنند بشرطیکہ شخصے برائے حلقہ و

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مولوی صاحب، عالی مراتب، والا مناقب حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ فقیر یہاں پندرہویں تاریخ رجب المرجب تک بخیریت ہے اور آنجناب کی خیریت مطلوب ہے، ضعف پیری وضعف قلب بشدت طاری ہو چکا ہے، دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ خاتمہ بخیر فرمائے۔ ایک ماہ ہوا کہ آں محترم نے تحریر فرمایا تھا کہ میں دہلی کے ارادے سے بہرائچ سے لکھنؤ پہنچا ہوں، فی الحال معلوم نہیں ہے کہ کہاں ہیں، جہاں بھی رہیں خوش رہیں، ایک ماہ کے عرصہ میں تین قطعات خطوط اُس طرف

مراقبہ در آں جا بہ جائے شما باشد و الا ہمونجا ترویج طریقہ نمایند و بندہ را نیز در دعا یاد دارند رؤف احمد پیرزادہ قریب یک سال است کہ ایں جا حاضر است و کار و بار ایں جا نوشت و خواند و تلقین طالبان می نماید غالب کہ در دلش شوق سفر شدہ باشد یا خواہد شد قریب دو ماہ شد کہ میاں ابوسعید صاحب از آنجا روانہ شدہ اند ہنوز ایں جا نہ رسیدہ اند و ہم ناخوشی بندہ در دل نیارند بندہ ہرگز از شما ناخوش نیست وجہ ناخوشی چیست ایں و ہم از دل بردارند اکثر می گویم کہ سہ چہار کس در یاران من اند شما و میاں ابوسعید و رؤف احمد و احمد سعید و دیگر مولوی قصوری غلام محی الدین پیدا شدہ است عزیزاں را باید کہ آنچہ خلاف درویشی و

روانہ کئے جا چکے ہیں، پہنچے ہوں گے۔ استخارہ کے بعد یہاں کا قصد کریں بشرطیکہ کوئی شخص حلقہ و مراقبہ کے لئے وہاں آپ کی جگہ موجود ہو ورنہ اسی جگہ ترویج طریقہ کی صورت پیدا فرمائیں۔ اور اس فقیر کو بھی دعا میں یاد فرمائیں۔

پیرزادہ رؤف احمد قریب ایک سال ہوا یہاں موجود ہیں اور یہاں کے معاملات نوشت و خواند، و تلقین طالبان، پورے کر رہے ہیں اغلب ہے کہ ان کے دل میں سفر کا شوق پیدا ہو چکا ہو یا ہونے والا ہو، قریب دو ماہ ہوا کہ میاں ابوسعید صاحب وہاں سے روانہ ہو چکے ہیں، ابھی یہاں نہیں پہنچے ہیں۔ بندہ کی ناخوشی (۱) کا وہم دل میں نہ لائیں،

(۱) حضرت مولوی غلام محی الدین قصوریؒ نے لکھا ہے کہ یہاں ناخوشی کا لفظ از قبیل ذم نہیں بلکہ تعریفی ہے۔ یہ مراتب کے لحاظ سے خوشی سے برتر ہے کیوں کہ خوشی کا تعلق سیرِ صفات سے ہوتا ہے اور =

خلاف طریقہ است احتراز نمایند۔
از فقیر رؤف احمد سلام شوق
برسد۔(۴۳)

بندہ ہرگز آپ سے ناخوش نہیں ہے۔ ناخوشی کی وجہ کیا ہوسکتی ہے، یہ وہم دل سے نکال دیں، میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ تین چار آدمی میرے احباب میں ممتاز ہیں، آپ اور میاں ابوسعید و رؤف احمد و احمد سعید، اور دوسرے مولوی قصوری غلام محی الدین پیدا ہوئے ہیں، احباب کو چاہئے کہ جو کچھ درویشی و طریقہ کے خلاف ہے، اس سے احتراز کریں۔
فقیر رؤف احمد کا سلام شوق پہنچے۔

= ناخوشی کا تعلق سیرِ ذات سے۔ ذات میں سب کچھ سلب ہو جاتا ہے، مگر صفات میں ثبات باقی رہتا ہے۔ یہ ناخوشی ہی ہے جس کو حدیث پاک میں حُزن سے تعبیر کیا گیا ہے:
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الفکر متوصّل الاحزان۔
چنانچہ ناخوشی غایت علوّ ہمّت ہے اور نہایت قربت کی علامت ہے۔
(ملفوظات شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ، مرتبہ مولوی غلام محی الدین قصوریؒ، صفحہ ۸۲)

بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں تحریر کیا ہوا جمادی الثانی کے اول میں پہنچا اور بہت خوش وقت کیا۔ الحمد للہ بارك الله فیما اعطا کم وجعلکم للمتقین اماماً (الحمد للہ۔ اللہ نے آپ کو جو عطا فرمایا ہے اس میں برکت نصیب فرمائے اور آپ کو پرہیزگاروں کا امام بنائے۔)

حضرت ابوسعید اور ان کے فرزند احمد سعید اور حضرت رؤف احمد کے احوال معلوم نہیں ہیں۔ البتہ لکھنا چاہیے تھا، ضعف پیری وخفقان اور مرض خارش نے مجھ کو اس قدر تکلیف پہنچائی کہ بیان نہیں کیا جاسکتا اور یہ مرض تین مہینے سے ہے۔ نماز اشارہ سے ادا ہو پاتی ہے، اٹھنا بیٹھنا اور بیت الخلاء جانا محال ہے۔ تلاوت ووظائف کیسے ہوں، انا للہ۔ اللھم اجعل خیر عمری آخرہ آمین۔ (اے اللہ میری عمر کے آخر اوقات کو میرے لئے بہتر بنادے، آمین۔

مولوی محمد عظیم لوگوں کو تلقین دینے اور مراقبہ وخطاب کو جاری رکھنے میں عنایت فرماتے ہیں۔ الحمد للہ ان کے اندر بھی بہت تاثیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔

اگر اس موقع پر ہم آپ کو بلائیں تو مناسب ہے۔ اب میری عمر کا آخری وقت ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ طریقہ کی اشاعت میں اس جگہ سرگرم رہیں۔ ہمیشہ دعا میں ہمیں بھی یاد رکھیں اور ختموں کے ثواب سے مدد کرتے رہیں۔ ایمان کی سلامتی اور حسن خاتمہ ودوام

صحت وشفا، عافیت ورضا واشتیاق ملاقات جانفزا اس فقیر حقیر کے لئے اور اپنے تمام احباب کے لئے دعا کا اہتمام رہے۔ آمین۔

دوستوں کو مکرر سلام عرض کریں کہ اگر میری عمر باقی ہے اسی جگہ متعین فرمائیں مناسب ہے۔ آپ کے اُوپر اقامت کا حکم نہیں ہے بلکہ عرض ہے۔ اللهم توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ الخ۔ (۴۴)

(اے اللہ مجھ کو اسلام پر موت دے اور مجھ کو نیک بختوں میں ملادے۔)

بنام حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ

الحمدللہ کہ حضرت حافظ ابوسعید اوران کے فرزند احمد سعید اوران کے بھائی رؤف احمد اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمهم الله تعالیٰ وجعلهم سراجاً لاشاعة الطريقة (اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو سلامت رکھے اور انہیں اشاعت طریقہ کے لئے آفتاب روشن بنائے) ان لوگوں نے ان مقامات سے مناسبت پیدا کرلی ہے۔ اور دوسرے عزیزوں کو بھی اللہ تعالیٰ استقامت واتباع سنت ومحبت مشائخ، ترک اور گوشہ نشینی، خلقت سے ناامیدی اور اللہ تعالیٰ سے امید کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سب کو اور میرے تمام دوستوں کو اور مجھ خاک افتادہ اور عمر برباد کئے ہوئے بوڑھے کو یہ درجات کمال وترقیات عطا فرمائے۔ (۴۵)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے حضرت شاہ ابوسعید، حضرت شاہ احمد سعید، حضرت شاہ رؤف احمد اور حضرت مولوی بشارت اللہ رحمہم اللہ اجمعین کے متعلق بشارتیں دیں اور تحریر فرمایا:

”یہ چاروں حضرات اس زمانہ میں دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ستون

ہیں۔(تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ،موسیٰ زئی شریف:ص:۷۵)

بنام۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ تم چاروں کو سلامت رکھے۔محبت کے روابط قرابت سے بہتر ہیں۔

حضرت ابوسعید اسعدھم اللہ سبحانہٗ۔

احمد سعید جعلہ اللہ تعالیٰ محموداً۔

رؤف احمد رأف اللہ بہ۔

بشارت اللہ جعلہ اللہ مبشراً بقبولہ۔

اللہ تعالیٰ ان چار بزرگوں کی عمر میں برکت عطا کرے اور انہیں طریقہ کی ترویج کا موجب بنائے۔اور ان کی امثال زیادہ کرے۔آمین۔(۴۶)۔

بنام حضرت میر حسن صاحب

عزیزوں کی طلب کے موافق یہاں سے حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمھم اللہ تعالیٰ کو ہم نے روانہ کردیا ہے اگرچہ ان کا یہاں رہنا بہت بہتر تھا۔بندہ طاقت نہیں رکھتا، ضعف غالب ہے۔اس وقت میں یہاں ان کا وجود اس مکان میں ظاہر و باطن کی تعلیم کے لئے مناسب تھا،جس جگہ رہیں اللہ تعالیٰ اپنی یاد میں اور سنن مبارکہ کی اتباع میں رکھے۔(۴۷)

بنام حافظ محمد علی

(مولوی) بشارت اللہ کے چلے جانے سے یہ جگہ خالی ہوگئی ہے۔گل محمد حلقۂ ذکر کو سنبھال رہے ہیں۔اگر بشارت اللہ یہاں ہوتے تو اچھا تھا،انکے اقربا ان کو طلب کرتے

ہیں وہ اگر وطن جاتے ہیں تو یہ جگہ خالی رہتی ہے، (شاہ) ابوسعید بھی ابھی نہیں آئے ہیں، کچھ وجوہ کی بنا پر تشویش رکھتے ہیں۔ایک خط میاں بشارت اللہ کی خدمت میں۔مولوی فضل امام (خیر آبادی) کے خط میں۔میں نے بھیجا ہے۔اللہ کرے جواب آئے۔(۴۸)

بنام نواب میر سید محمد خاں صاحب

حضرت مولوی بشارت اللہ سلمھم اللہ تعالیٰ ایک بار تحصیل علم وطریقہ سیکھنے کیلئے یہاں آکر فضیلت وطریقہ حاصل کیا دو سال کے دوران دوسری مرتبہ محض فقیر کے پاس، اس خاندان کے فیوض عالیہ کے انوار کو حاصل کرنے کیلئے آئے تھے۔تیسری مرتبہ یہاں حاضر ہوئے اور اس جگہ دس مہینے حاضر رہ کر بہت سی فتوحات حاصل کیں۔(۴۹)

بنام نواب میر سید محمد خاں صاحب

مولوی بشارت اللہ ایک بار قریب دو سال رہے۔دوسری بار چند مہینے اور تیسری بار دس مہینے رہ کر تشریف لے گئے۔ہر مرتبہ ترقیات کثیرہ سے ممتاز ہوئے، اس مرتبہ اگر آتے ہیں خدا کرے کہ بہت جلد آئیں۔نسبت باطن میں اس حقیر سے مستفیض ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔خدا کرے کہ جو کچھ بندہ چاہتا ہے آں محترم کو وہ ترقیات حاصل ہوں۔اس میں قدرے سفر کی تکلیف و ترک وطن ضرور ہے۔(۵۰)

بنام حضرت خواجہ محمد حسن صاحب

حضرت مولوی بشارت اللہ سلمھم اللہ تعالیٰ ۲۹، ذی الحجہ کو تشریف لائے قدوم میمنت

لزوم سے مسرتیں بخشیں، حیران ہوں اگر وہ یہاں رہتے ہیں تو ان سے مستفید ہونے والے وہاں کے لوگ محروم رہتے ہیں اور اگر وہاں افاضۂ علم و نسبت اس خاندان کی فرماتے ہیں تو میں بے یار و مددگار ہو جاتا ہوں۔ایک مدت کے بعد آئے ہیں بالفعل اتنا توقف ضروری ہے تاکہ جدائی کی تکلیف کا تدارک ہو جاتا۔(۵۱)

بنام منشی محمد اسحاق خاں صاحب

مولوی بشارت اللہ ذکی نوجوان اور صاحب استعداد ہیں۔دو سال میں نسبت نقشبندیہ اور احمدیہ سے خاصی مناسبت بہم پہنچایا اور اس کا اقرار کیا، مختصر معانی سے سُلَّم تک، حاشیہ میر زاہد، شرح مواقف، پڑھا ہے۔بہر صورت ان کا یہاں رہنا بہت بہتر ہے، جو کچھ یہاں کسب کیا ہے اور جو باقی ہے اس کو حاصل کرنے کی ظاہراً و باطناً کوشش کر کے مکمل نفع کا حصول آسان ہو، خاص طور سے ان لوگوں کیلئے جو علوم کی طلب میں یہاں آتے ہیں، اس کے لئے عالم و معلم نہیں پاتے۔اگر مناسب ہو تو انکو ترغیب دیں کہ استخارہ کے بعد یہاں تشریف لائیں۔اس جگہ کی آبادی صاحب باطن عالم سے قناعت کئے ہوئے ہیں متوکل ہو سکتے ہیں۔اور میں برسرِ راہ ہوں۔جو کچھ اس مکان کی تیاری میں، میں نے جھیلا ہے۔اللہ تعالیٰ مجھے بخشے۔آمین۔(۵۲)

بنام نواب میر سید محمد خاں صاحب

حضرت مولوی بشارت اللہ سلمہم اللہ تعالیٰ نے نسبتوں میں بہت ترقیات حاصل کیں۔اور تحصیل علم میں ممتاز ہوئے آں حضرت سلف صالح کے مثل امت کی امامت سے سرفراز ہوئے، امامت عبارت ہے اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ، اور علوم دینیہ اور بندگان خدا

سے محبت ومعرفت کے احوال سے متصف ہونا۔ (۵۳)

بنام شیخ قمر الدین پشاوری

حضرت ابوسعید اور مولوی بشارت اللہ کی صحبت ان شاء اللہ نفع دینے والی ہے۔ جو مجھے چاہتا ہے۔ ان کی زیارت کرے۔ (۵۴)

بنام مولوی ہادی احمد

حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب کی زیارت بندہ کی ملاقات سے بہتر ہے، اُن کی صحبت شریف کو لازم پکڑیں، جو کچھ انہوں نے اذکار واشغال (تلقین) فرمائے ہیں۔ ان کی ادائیگی کو مرتبۂ احسان ''کأنك تراہ'' یعنی: (جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے) پر پہنچائیں۔ تاکہ دین (طرزِ زندگی) درست ہو جائے۔ (۵۵)

بنام ----

مولوی صاحب (بشارت اللہ) میرے اصحاب میں ممتاز ہیں علم ظاہری میں بھی کمال رکھتے ہیں، ان کی نسبت (نسب) حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶) تک پہنچتی ہے۔ (۵۷)

بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی کل حال ونعوذ
باللہ من حال اھل النار
وصلی اللہ علی سیدنا
محمد والہ واصحابہ واولیاء
امتہ صلوٰۃً تکون لک رضا
ولحقھم اداء۔
بجناب فیض مآب حضرت مولوی
صاحب والا مناقب مولوی بشارت
اللہ صاحب جعلہ اللہ النجم الثاقب انوار
علم الظاہر و فیوض الباطن وسلمہ اللہ
والبقاہ عنایت نامہ بردو مسعود کلف
انتظار زجود و مسرت ہا بخشید مندرجہ
واضح شد در حلقات صبح وشام تربیت
قلوب ودوام ذکر وتوجہ و یاس از خود
واز ماسوی والتجا بجناب الٰہی بواسطہ
پیران کبار مواظبت باشید اللہ تعالیٰ
شمارا قائم مقام ومسند نشین پیران کبار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی کل حال ونعوذ
باللہ من حال اھل النار
وصلی اللہ علی سیدنا
محمد والہ واصحابہ واولیاء
امتہ صلوٰۃً تکون لک رضا
ولحقھم اداء۔
جناب فیض مآب حضرت مولوی
صاحب والا مناقب مولوی بشارت
اللہ صاحب جعلہ النجم الثاقب۔ انوار علم
الظاہر و فیوض الباطن وسلمہ اللہ تعالیٰ
وابقاہ عنایت نامہ بورود مسعود انتظار
کی تکلیف دور کی اور مسرتیں بخشیں
احوال مندرجہ واضح ہوئے صبح شام
کے حلقوں میں قلوب کی تربیت
ودوام ذکر وتوجہ اور مایوسی اپنے
سے اور ماسوا سے۔ اور جناب الٰہی
میں التجا بواسطۂ پیران کبار ہمیشگی

فرماید بہ رسیدن ایں عنایت نامہ کمال انتظار داشتم جزاکم اللہ کرامت گردید و طریقت عبارت از متابعت است واتباع لازم است کہ آنچہ می نویسم سر موئے ازاں تجاوز نہ کنید تا مرا ایذا نہ رسد بعد از روانگی شما یکم ماہ سرفہ وزکام وتپ لاحق شدہ ضعیف ساخت الحمد للہ بعد ازاں شفا حاصل شد باز بعد از ہشتم ربیع الثانی درد بواسیر بادی ونفخ وورم مثانہ وتقطیر بول ساخت در ہر گھڑی چند بار شدت درد ذبح کرد مرا نشستن وبرخاستن کجا ونماز و تلاوت گوانا اللہ باز قصد کردہ شد وچوں خود بخود ہم بسیار از سریر تا نشت رفتن مشکل شد میاں کرامت اللہ وصفت اللہ وغیرہ خدمت کردند کہ از غلام وکنیز ممکن نیست دعا وختم اثر نہ می کند چند یں رقعہ با ملفوف حضرت ابوسعید صاحب بنام سامی نوشتہ ام کہ از استماع ایں احوال از جا ارادہ آمدن نہ فرمایند کہ بعد از یک سال تشریف

رکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بزرگ پیروں کا قائم مقام اور مسند نشین بنائے اس عنایت کے پہنچنے کے لئے بہت انتظار تھا، جزاکم اللہ۔

طریقت متابعت سے ہے اور اس کی اتباع لازم ہے، جو کچھ میں لکھتا ہوں اس سے سر مو تجاوز نہ کرو تا کہ مجھ کو تکلیف نہ پہنچے تمہاری روانگی کے بعد پہلی تاریخ سے کھانسی وزکام و بخار لاحق ہوا۔ جس نے ضعف پیدا کر دیا ۔الحمد للہ شفا اسکے بعد حاصل ہوئی۔ پھر آٹھویں ربیع الثانی کے بعد بواسیر بادی کا درد اور مثانہ میں نفخ اور پیشاب میں قطرات کی آمد شروع ہوگئی، ہر گھڑی میں چند بار درد کی شدت اس قدر ہونے لگی گویا ذبح کرتی ہے۔ میرے لئے اٹھنا بیٹھنا کجا اور نماز وتلاوت کہیئے انا اللہ، پھر فصد کھولی گئی اور جب خود بخود بھی بہت آتا تو چار پائی سے نششت گاہ تک جانا مشکل ہو گیا۔ میاں کرامت اللہ

بردہ اند وخط ابوسعید صاحب وشیخ فضل
امام آمدہ است کہ در آخر ربیع الثانی
بدہلی می آیند اگرچہ عیادت اجرہا دادہ
لیکن خالی از ایذائے ایشاں نیست
وبجان می خواستم کہ دریں مرض
درخدمت پیش ما باشید وتدبیرے کنید
کہ شمارا اجزا کمتر نرسد وما از شما بسیار
خوش ہستم اکثر دعاہا می کنیم سلامت
باکرامت باشید وجمیع عزیزان
سلامت باشند وملاقات روحانی
اینست کہ ترویج طریقہ نمایند تاموجب
رضامندی پیران کبار شود پیرزادہ
صاحب وہمہ عزیزان متاسف نشستہ
اند حاجتے نیست کہ کسے شمار ایاد من
دہد۔ وجواب خطوط کہ باینہا نوشتہ اند
اینست کہ مارا از غم وغصہ فراغتے نیست
بدوستاں وعزیزاں سلام۔
مکرر آنکہ اگرچہ ضعف مرض قویست
لیکن تخفیف چندے شدہ است۔
از کاتب حروف حکیم غلام نبی سلام
شوق۔

وصفت اللہ وغیرہ نے بہت خدمت
کی جوغلام اور کنیز سے ممکن نہیں
ہے۔دعا اور ختم اثر نہیں کرتا ہے
۔اتنے رقعے ملفوف حضرت ابوسعید
صاحب نے لکھے ہیں کہ ان احوال کو
سن کر وہاں سے آنے کا ارادہ نہ کریں
کہ ایک سال کے بعد تشریف لے
گئے ہیں ۔اور ابوسعید صاحب اور شیخ
فضل امام کے خط آئے ہیں کہ آخر ربیع
الثانی میں دہلی آئیں گے اگرچہ
عیادت بہت اجر رکھتی ہے لیکن ان
لوگوں کی تکلیف دہی سے خالی نہیں
ہے۔اور دل سے میں چاہتا تھا کہ
اس مرض میں تم میرے پاس رہو
اور کوئی تدبیر کرو کہ تمہارے لئے جزا
کمتر نہ ہو۔اور ہم تم سے بہت خوش
ہیں۔ اکثر دعا کرتے ہیں۔سلامت
باکرامت رہو اور تمام اعزہ سلامت
رہیں ۔اور روحانی ملاقات یہ ہے کہ
طریقہ کی ترویج میں کوشاں رہیں
تاکہ پیرانِ کبار کی رضامندی کا سبب

از بندہ لاشی رؤف احمد عفی عنہ سلام نیاز والتماس دعا خواہد۔
مضمون خط ہمیں است کہ حضرت صاحب نوشتہ است احوال مزاج حضور ہمیں بہجت کہ نوشتہ شدہ۔ (۵۸)

ہو، پیرزادہ صاحب اور تمام عزیز متأسف بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی حاجت نہیں ہے کہ کوئی تم سب کو میری یاد دلائے اور خطوط کے جواب جو ان کے واسطے لکھے ہیں۔ یہ ہے کہ ہم کو غم و غصہ سے فراغت نہیں ہے۔ دوستوں اور عزیزوں کو سلام۔
مکرر یہ ہیکہ اگرچہ مرض کا ضعف قوی ہے لیکن قدرے تخفیف ہوگئی ہے کاتب حروف حکیم غلام نبی کی طرف سے سلام شوق۔
بندہ لاشی رؤف احمد عفی عنہ سلام والتماس دعا چاہتا ہے۔
خط کا مضمون یہی ہے جو حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ احوال مزاج حضور اِسی طور پر ہے جو کہ لکھا گیا ہے۔

***

حواشی

۱۔ معمولات مظہریہ (فارسی) ص ۱۴۴

۲۔ خودنوشت سوانح حیات شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ ورق ۳

۳۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۱۶

۴۔ ایضاً۔ ۹۲

۵۔ ایضاً ۹۱

۶۔ ایضاً۔ ۱۲۷

۷۔ ایضاً۔ ۱۲۱

۸۔ ایضاً۔ ۱۱۵

۹۔ حضرت بی بی صاحبہ یعنی زوجۂ حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے لکھا ہے:

آپ (حضرت مظہر) کی زوجہ عفت پناہ عصمت دست گاہ نے بھی آپ سے طریقہ کی تعلیم حاصل کی تھی انہیں آپ کی صحبت مبارک سے مرتبۂ حضور و آگاہی حاصل تھا اور نساء صالحات کے ارشاد کی انہیں اجازت تھی۔ ان سے دلوں میں گرم تاثیر پیدا ہوتی۔ (مقامات مظہری (اردو) ص ۳۵۲)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے لکھا ہے:

حال کی ابتدا میں توجہ میں تاثیر و گرمی بہت رکھتی تھیں جیسا کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے تھے۔ کہ ابتداء حال میں ان مستورہ کے باطن میں اس قدر تاثیر تھی کہ اکثر مستورات ان کی توجہ کی گرمی سے۔ بہت بے خود اور بے ہوش ہو جاتی تھیں لیکن

بے پروائی اور اہتمام کی کمی اور عارضۂ سودا کے سبب سے ان کی نسبت ضعیف ہوگئی، لہٰذا گرمی کے بار کا تحمل و بازار ارشاد نہیں کر سکتی تھیں ورنہ ان کے تقاضہ سے عالم مستفیض ہوتا۔ الحمد للہ کہ ان کی اصل نسبت فقیر کے ساتھ ناسازی کے باوجود محبت مشائخ میں رسوخ کی وجہ سے بحال ہے۔ (بشارات مظہریہ ورق ۱۱۶)

حضرت مظہرؒ اپنے وصیت نامہ میں اپنی زوجہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اہلیہ مذکورہ نے عارضۂ سودا و طول عمر کی وجہ سے فقیر کے ساتھ بہت سی نازیبا حرکتیں کی ہیں جو دوستوں سے مخفی نہیں ہیں لیکن میں نے ان سب کو معاف کیا اور اس بات کے واسطے سے کہ اس کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اور خود مجھ سے محبت ہے جو مجھ پر ثابت ہے۔ میرے مخلصین میرے بعد حتی المقدور اس کی دل جوئی کریں۔ (معمولات مظہریہ (اردو) ص ۲۲۹)

آپ فرماتے ہیں کہ انہیں (زوجہ خود کو) سودا کا عارضہ لاحق ہوگیا ہے۔ اور جنون کے غلبہ نے ان کی عقل کو مستور کر دیا ہے۔ مجھ سے ان کی موافقت بہت کم ہوتی ہے اس لئے ان کے باطن میں نمایاں فتور آگیا تھا۔ اور ان کی باطنی نسبت کی وہ تاثیر اور گرمی مخفی ہوگئی تھی۔ لیکن میں نے ان کی سودایانہ حرکات معاف کر دی ہیں، کیوں کہ دیوانہ معذور رہوتا ہے۔ مخلصین بھی میرے پاس اخلاص کی وجہ سے انکے ساتھ نرمی سے پیش آتے، میں نے ان کی مخالفت کو صبر و تحمل سے برداشت کیا، جس سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے کیوں کہ ان کا احسان مجھ پر ہے۔ (مقامات مظہری (اردو) ص ۳۵۲)

حضرت مظہرؒ کی زوجہ کا نام ''بی بی حیات النساء'' تھا جیسا کہ درج ذیل تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

منکہ بے بے حیات النساء اہلیہ
حضرت شاہ جانجاناں مدظلہ العالے
چوں نفقہ وحقوق شرعیہ من کہ برذمہ
حضرت صاحب قبلہ ام واجب الا
دابود برای ادای آں حضرت صاحب
قبلہ دوثلث محصول موضع نور پور عملہ
پرگنہ کاسنہ کہ درالتمغای سرکار است
مقرر کردہ من مقرہ دادند ومرا قابض
ومتصرف ساختند ویک ثلث تاحین
حیات خود برای خرچ صوفیان خانقاہ
نزد خود نگاہ داشتند ثانے الحال من
مقرہ رابہ وجہی من الوجوہ باحضرت
صاحب قبلہ دعوی ومزاحمت باقے
نیست ونہ ماندہ۔ آنچہ محصول موضع
مذکور پیدا شود بعد خرچ دربارات
ودفاتر وخرچ سہ بندی وتقاوی وغیرہ
اخراجات دیہ درشاملات آنچہ باقے
ماند دوثلث ازاں گرفتہ بہ خرچ خود
دارم زیادہ ازاں ہیچ طلب وطمع نہ
نمایم ودرسیوم حصہ صوفیان تاحین

میں کہ بی بی حیات النساء اہلیہ حضرت
شاہ جانجاناں ہوں۔ چونکہ میرا نفقہ
وحقوق شرعیہ جو حضرت صاحب قبلہ
کے ذمہ واجب الادا تھا اس کی
ادائیگی کے لئے حضرت صاحب قبلہ
نے دوثلث محصول موضع نور پور پرگنہ
کاسنہ جو سرکار میں ہے مقرّر کرکے مجھ
مُقرہ کو دیا تھا اور مجھے اس پر قابض
ومتصرف کیا تھا، اور ایک ثلث اپنی
بقاءِ حیات تک صوفیانِ خانقاہ کے
اخراجات کے لئے اپنے پاس محفوظ
رکھا تھا حالات کے بدل جانے کے
سبب بعض وجوہ کی بنا پر مجھ مقرہ کو
حضرت صاحب قبلہ سے دعویٰ
ومزاحمت کی صورت باقی نہیں رہ
گئی۔ موضع مذکورہ کا جو محصول ہوتا ہے
تمام اخراجات سر بندی وتقاوی
وغیرہ نکال کر جو باقی بچتا ہے اس
میں سے دوثلث میرے حصّے والا
لیکر مجھے دیا جائے تاکہ میں اپنے

حیات حضرت دخل نہ کنم و بعد حضرت
سیوم حصہ مذکورہ موافق وصیت حضرت
صرف می نمودہ باشم، تحریر دویم صفر سنہ
یک ہزار و یک صد و نود و چہار۔
و آنچہ قرض محمد مراد وغیرہ در سرکار بعد
ادا کردن در۔۔۔ ۱۱۸۷ فصلے باقی
ماند آں را تقسیم کردہ دو حصہ ازاں من
مقرہ نشان نمایم و یک حصہ ازاں از
حصہ صوفیان حضرت صاحب قبلہ بدہند
ازیں قول قرار تفاوت نہ کنم۔

تحریر صدر شہر مذکور مسند الیہ

مہر	گواہ شد
عائشہ بیگم	صوفی محمد مراد
۱۱۷۳	گواہ شد
	محمد ارشد

گواہ شد
مہر قاضی ثناء اللہ پانی پتی
اللہ
محمد
ثناء اللہ ۱۱۹۳

پاس رکھوں اس سے زیادہ کی طلب
و طمع مجھے نہیں ہے۔ صوفیوں کے
ایک تہائی حصہ کی ادائیگی جس طرح
حضرت صاحب قبلہ کی زندگی میں تھی
حضرت کی وصیت کے موافق کرتی
رہوں گی۔ تحریر ۲ صفر ۱۱۹۴ھ
اور جو کچھ قرض محمد مراد وغیرہ پر ہے
سرکار کو ادا کرنے کے بعد جو باقی
رہے اس کو تقسیم کر کے دو حصہ میرے
ذمہ اور ایک حصہ صوفیوں کے حصے
میں سے دیا جائے اس قول و قرار
سے میں انحراف نہیں کروں گی۔

تحریر صدر شہر مذکور مسند الیہ

مہر	گواہ شد
عائشہ بیگم	صوفی محمد مراد
۱۱۷۳	گواہ شد
	محمد ارشد

گواہ شد
مہر قاضی ثناء اللہ پانی پتی

(اصل تحریر بی بی صاحبہ از قلم
قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ،
دیکھیں عکسیات ص ۴۸۹)

اللہ
محمد
ثناء اللہ ۱۱۹۳

بی بی صاحبہ کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۱۲۱۶ھ بروز جمعہ پانی پت میں ہوئی (بیاض قلمی) وہاں سے تابوت دہلی لایا گیا اور حضرت مرزا صاحبؒ کے مزار مبارک کے پائنتی میں دفن ہوئیں جیسا کہ حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنے ایک مکتوب بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ تحریر فرمایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بخدمت سراسر برکت مولوی صاحب والامناقب حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز گذارش می نماید الحمد للہ کہ فقیر تاہفد ہم صفر بخریت است وخیریت وسلامت ذات سامی صفات مستدعی، خبر واقعۂ ناگزیر حضرت بی بی صاحبہ مرحومہ کہ روز عاشورا وقت اشراق مردند وآخر ہماں روز تابوت ایشان از پانی پت روانہ شاہجہاں آباد شد وہنگام نیم شب دوازدہم درایں جا رسیدہ وقت اشراق روز دوازدہم زیر پائیں مزار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بخدمت بابرکت مولوی صاحب والا مناقب حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام ونیاز گذارش ہے الحمد للہ فقیر سترہویں صفر تک بخیریت ہے اور آنجناب کی خیریت وسلامتی کا طالب ہے، حضرت بی بی صاحبہ مرحومہ کے حادثہ ناگزیر کی خبر کہ روز عاشورا بوقت اشراق فوت ہوئیں اور اسی روز انکا تابوت پانی پت سے شاہجہاں آباد (دہلی) روانہ ہوا اور بارہویں محرم کو بوقت نیم شب یہاں پہنچا اور بارہویں تاریخ بوقت

مبارک حضرت صاحب وقبلہ در قبرین که از سالہا تیار بود مدفون شدند بسمع شریف رسیدہ باشد بعد چند روز ملا نسیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ که نہم شہر صدر به جہت زیارت با نه کس در ایں جا آمدہ بیست روز باشیدہ بست ونہم شہر مذکورہ به وطن شریف مراجعت کردند۔ الخ۔
(مکتوبات قلمی ص ۱۹۲)

اشراق حضرت صاحب قبلہ کے مزار مبارک کے پائنتی اس قبر میں جو سالوں سے تیار تھی مدفون ہوئیں، سنا ہوگا۔
چند روز کے بعد مُلّا نسیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نویں صفر کو نو لوگوں کے ساتھ زیارت کی غرض سے یہاں آئے اور بیس روز ٹھہر کر ۲۹ ویں تاریخ ماہ مذکور اپنے وطن روانہ ہوئے الخ۔

۱۰۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۱۵
۱۱۔ ایضاً ورق ۹۱ ۹۲
۱۲۔ برخوردار محمد اسماعیل: یہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی کے فرزند اکبر ہیں۔ ان کی ولادت ۱۲۰۴ھ میں ہوئی لیکن افسوس کہ آپ کی حیات میں ہی ۱۲۰۹ھ میں داغ مفارقت دے گئے۔
۱۳۔ غلام علی خورد:
حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی نے لکھا ہے:
برادر دینی شیخ غلام علی خورد کہ خادم خاص جناب آں حضرت است، ایشاں نیز بہ بشارات فنا و بقا از جناب آں حضرت مشرف اند۔ (بشارات مظہریہ ورق ۹۰-۱۲۶)
۱۴۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۲۴
۱۵۔ عکسیات ص ۳۷۸

۱۶۔ ایضاً ص ۳۸۱

۱۷۔ لوائح خانقاہ مظہریہ ص ۲۶۶ مکتوب غلام حسن ۱۹۱

۱۸۔ عکسیات ۳۸۲

۱۹۔ ایضاً ۳۸۴

۲۰۔ ایضاً ۳۸۶

۲۱۔ حسام احمد پسر عطاء احمد پسر فاطمہ بیگم بنت شیخ محمد اظہر (ملقب بہ نواب اظہر الدین خاں) پسر شیخ محمد تقی پسر شیخ عبد الاحد دلیل اللہ الصمد المعروف بہ شاہ گل و المتخلص بہ وحدتؒ پسر خازن الرحمہ خواجہ محمد سعیدؒ پسر حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی سرہندیؒ (ہدیہء احمدیہ ص ۲۵ مطبع انتظامی کانپور ۱۳۱۳ھ)

۲۲۔ مرزا عبد اللہ عرف مرزا الن پسر مرزا شاہ علی متبنیٰ حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ (بشارات مظہریہ ق ۹۰-۱۱۸)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی نے لکھا ہے:

ان کے (مرزا شاہ علی کے) فرزندان میاں عبد اللہ و نظامی صاحب کو خدا سلامت رکھے اور انکے باطنی عشق و محبت کا ذوق انکو عطا فرمائے، اگرچہ میاں عبد اللہ کی استعداد اچھی ہے کہ ان کے لطائف حملِ مادر میں آں حضرت کے توجہ دینے کے وقت ان کی والدہ میں ذاکر ہو جاتے تھے۔۔۔ یہ (میاں عبد اللہ) حقوق صاجبزادگی سے قطع نظر فقیر کے ساتھ نسبت تلمذ رکھتے تھے، اسی ارتباط قوی کی بنا پر ان کی ہدایت و ارشاد کے لئے فقیر کا دل بہت جوش مارتا ہے۔ (بشارات مظہریہ ورق ۱۱۷۔۱۱۸)

۲۳۔ یعنی زوجہء حضرت مظہرؒ

۲۴۔ عکسیات ۳۸۷

۲۵۔ دُرُّ المعارف ص ۲۳۴

۲۶۔ ایضاً ص ۲۶۹

۲۷۔ مقاماتِ مظہری (ضمیمہ اوّل) ص ۵۳۶

۲۸۔ عکسیات ص ۳۹۳

۲۹۔ ایضاً ۳۹۶

۳۰۔ ایضاً ۳۹۸

۳۱۔ خط میاں میرن بنام والدہ ماجدہ خود:

"من حویلی خورد خود را کہ متصل و ملتصق بالین مزار مبارک حضرت صاحب قبلہ حضرت میرزا جان جاناں شہید است برائے درستی حریم مزار مبارک بہ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب و حضرت شاہ غلام علی صاحب نیاز دادم، شما ہم آں قبلہ نیاز بگذرانید، قیمت آں حویلی رائج الوقت با حویلی دیگر عوض آں بگیرند"۔ (خط قلمی)

(میں اپنی چھوٹی حویلی کو جو متصل و ملتصق بالین مزار مبارک حضرت صاحب قبلہ حضرت میرزا جانجاناں شہیدؒ کے ہے، حریم مزار مبارک کی درستی کے لئے، حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب و حضرت شاہ غلام علی صاحب کو نیاز دیتا ہوں، آپ بھی آں قبلہ کو نیاز کر دیں، اور اس حویلی کی قیمت رائج الوقت دیگر حویلیوں کے مطابق حاصل کریں۔)

۳۲۔ عکسیات ص ۳۹۱

۳۳۔ ایضاً ص ۳۸۹

۳۴۔ ایضاً ۳۹۰

۳۵۔ مہر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

۳۶۔ مہر حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ

۳۷۔ مہر حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ

۳۸۔ مہر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

۳۹۔ حالات حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ (قلمی)

۴۰۔ عکسیات ص ۵۴۷

۴۱۔ حالات حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ (قلمی)

۴۲۔ دُرّ المعارف ص ۴۳۶

حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ نے ''ہدایت الطالبین'' میں لکھا ہے:

''(حضرت پیر دستگیر) ارشاد کردند کہ ترا در نسبت خاندان قادری و چشتی توجہ می فرمائیم و بندہ را برابر زانوئے مبارک خویش بنشاندند و عالمین ربانی و عارفین سبحانی اعنی حضرت مولانا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت اللہ بہرائچی را کہ از قدوۂ اصحاب و از خاص احباب حضرتِ ایشاں اند قریب بندہ نشاندند اول فاتحۂ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ توجہ در نسبت قادریہ کردند''۔ (رسالۂ ہدایت الطالبین (قلمی) ورق ۱۷)

(حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ تم کو خاندان قادری و چشتی کی نسبت میں توجہ دیتا ہوں۔ مجھ کو اپنے زانوئے مبارک کے برابر بیٹھایا، اور عالمین ربانی و عارفین سبحانی، یعنی حضرت مولانا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت اللہ بہرائچی کو جو حضرت کے اونچے درجے کے اصحاب اور احباب ہیں، میرے قریب بٹھائے گئے۔ پہلے فاتحہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑھ کر قادریہ نسبت میں

توجہ فرمائی۔)

۴۳۔ مکتوبات (قلمی) ص ۲۸۳

۴۴۔ عکسیات ص ۴۱۳

۴۵۔ ایضاً ص ۴۳۱

حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے ضمیمہ مقامات مظہری (فارسی) میں اس مکتوب کو حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ کے حالات میں ''مکتوب ثانی'' کے طور پر نقل کیا ہے۔ اصل مکتوب اِس کتاب کے عکسیات (ص ۴۳۰) میں ملاحظہ کریں۔

۴۶۔ مقامات مظہری (اردو) ص ۵۵۴

۴۷۔ عکسیات ص ۴۴۶

۴۸۔ ایضاً ۴۴۹

۴۹۔ عکسیات ص ۴۳۶

۵۰۔ ایضاً ص ۴۳۵

۵۱۔ ایضاً ص ۴۵۳

۵۲۔ ایضاً ص ۴۳۸

۵۳۔ ایضاً ص ۴۳۵

۵۴۔ مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی (اردو) مکتوب ہشتم ص ۱۷۳

۵۵۔ ایضاً مکتوب چہل وسوم ص ۲۱۶

۵۶۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ''مقامات مظہری'' کے ص ۵۸۴، حاشیہ ۲۰۰، میں حضرت شیخ بڈھن بہرائچیؒ کو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مرید لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے لکھا ہے:

''حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی را اجازت طریقہ (چشتیہ) نظامیہ از پیر خویش درویش بن قاسم اودہی وایشاں را از سید بڈھن بہرائچی وایشاں را از سید اجمل بہرائچی'' الخ (رحمہم اللہ ورضی عنہم)

(''معمولات مظہریہ'' ص ۲۳، ''مقامات خیر'' (سلاسل مبارکہ سبعہ) ص ۵۱۴ تا ۵۱۹)

حضرت شیخ بڈھن بہرائچیؒ کے حالات اس کتاب کے ص ۲۹۸ پر دیکھیں۔

۵۷۔ مقاماتِ مظہری (اردو) ضمیمۂ اول، ص ۵۵۸

مقاماتِ مظہری کے مترجم و محقق پروفیسر محمد اقبال مجددی نے صفحہ ۴۲۲، حاشیہ ۱۰۸ میں 'آئینہ اودھ' صفحہ ۱۳۵ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''مولوی نعیم اللہ کے ایک داماد بشارت اللہ بھی تھے، ان کا ایک بیٹا مولوی ابوالحسن، مولوی نعیم اللہ کے مزار پر متولی تھا۔''

'آئینہ اودھ' صفحہ ۱۳۵ کی عبارت ملاحظہ ہو:

''تاج الاولیاء حضرت مولوی شاہ نعیم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو خلیفۂ اجل حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں صاحب قدس سرہٗ العزیز سے تھے مزار اونکا جانب اوتر متصل آبادی بہرائچ اندر ایک باغ کے واقع ہے نہایت بابرکت و پُرفیض ہے جو کوئی اہل باطن سے مشرف بزیارت ہوتا ہے، مہمان نوازی میں بے مثل ہیں، حالات ان کے اکتساب فقیری مشروحاً کتاب معمولات مظہری میں مندرج ہیں۔ اب نواسہ اونکے مولوی شاہ ابوالحسن صاحب مسند ارشاد پر ہیں۔'' (آئینہ اودھ، ص ۱۳۵)

۵۸۔ مکتوب قلمی

مزاراتِ حضراتِ

خانقاہِ مظہریہ دہلی

مزاراتِ حضراتِ خانقاہ مظہریہ دہلی

خانقاہ مظہریہ میں حضرت مرزا مظہرؔ جانِ جاناں شہیدؒ، حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ، حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ، حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی مجددیؒ، حضرت شاہ ابوالحسن زیدؔ فاروقی مجددیؒ، ڈاکٹر محمد ابوالفضل فاروقی مجددیؒ، مولوی رحیم بخش اجمیری ہرصوریؒ آبادی بیگم عرف بی اماں (یعنی والدۂ ماجدہ مولانا محمد علی جوہرؔ و مولانا شوکت علی گوہرؔ) کے علاوہ کچھ بزرگوں کے مزارات اور ہیں جن کا ذکر کتابوں اور تحریروں میں ملتا ہے لیکن ان کی قبروں کے نشانات ظاہر نہیں ہیں۔ مثلاً

مرزا مراد بیگ علیہ الرحمہ

کہتے ہیں کہ حضرت (شاہ غلام علیؒ) ان کے کمال زہد کی وجہ سے انہیں جنید وقت کہا کرتے تھے۔ ان کی نسبت قوی تھی۔ لوگوں کو ان سے عظیم کیفیات حاصل ہوئیں۔ حضرت سے اجازت یافتہ تھے۔ حضرت کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔

حضرت شہید (مرزا مظہرؒ) کے پائیں میں دفن ہوئے۔ (۱)

شیخ جلیل الرحمٰن علیہ الرحمہ

حضرت (شاہ غلام علیؒ) کے خاص خادم تھے۔ قوی نسبت کے مالک تھے۔ حضرت کی ان پر خاص عنایت تھی۔ ایک شخص نے حلقۂ ذکر میں جب کہ وہ حضرت کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پر تلوار ماری تو وہ آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور فوراً شہید ہو گئے۔ حضرت کے مرض کے آخری ایام میں یہ واقعہ پیش آیا۔

اس شہید کی قبر بھی حضرت شہید (مرزا مظہرؒ) کی تُربت کے پائیں میں ہے۔(۲)

اہلیۂ حضرت مظہر علیہ الرحمہ

حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنے ایک مکتوب بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ لکھا ہے:

''حضرت بی بیؒ صاحبہ مرحومہ کے حادثۂ ناگزیر کی خبر کہ روز عاشورا بوقت اشراق فوت ہوئیں اور اُسی روز ان کا تابوت پانی پت سے شاہجہاں آباد (دہلی) روانہ ہوا اور بارہویں محرم کو بوقت نیم شب یہاں پہنچا اور بارہویں تاریخ بوقت اشراق حضرت صاحب قبلہ (حضرت مظہرؒ) کے مزار مبارک کے پائنتی اُس قبر میں جو سالوں سے تیار تھی مدفون ہوئیں''۔(۳)

حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے نام حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

''سنا ہوگا کہ بہاء الدین خاں مرحوم کا جنازہ بنارس سے آیا اور حضرت صاحب قبلہ (حضرت مظہرؒ) کے پائنتی دفن کیا گیا، اچھے مرد اور اچھا مدفن۔'' الخ (عکسیات ص ۴۲۰)

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقامات خیر'' میں حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے:

۱۳۳۰ھ میں آپ نے مجر شریف کو توڑا۔ آپ کی خواہش تھی کہ تہ خانہ میں اصل مزارات شریفہ رہیں اور اوپر تعویذ بنا دیئے جائیں۔ اس مقصد سے مزاراتِ شریفہ کے

اوپر کی مٹی ہٹوائی اور چاروں طرف سے کھدائی کروائی۔ حضرت مرزا صاحب کے مزارِ پُرانوار سے حضرت شاہ صاحب (شاہ غلام علی) اور حضرت شاہ ابوسعید کا مزار اوپر تھا اِس لئے تہ خانہ نہیں بن سکتا تھا۔

منشی حسین علی صاحب کی نگرانی میں یہ کام ہو رہا تھا۔ انھوں نے بیان کیا کہ مزارات مبارکہ کے پائنتی ایک قبر تھی۔ اس کے اوپر سے جب مٹی ہٹائی جا رہی تھی تو پٹاؤ کا ایک پتھر سرک گیا۔ اس وقت دن کا ایک بجا تھا۔ حضرت صاحب برہنہ سر اور برہنہ پا تسبیح خانہ (حضرت شاہ غلام علی کی رہائش گاہ کا نام تسبیح خانہ شریف ہے) کا دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا۔ لڑکو! تم کیا کر رہے ہو، ابھی ہم سے شکایت کر رہے تھے کہ ہم کو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ منشی حسین علی کہتے تھے کہ میں نے آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے سُن کر فرمایا کہ پتھر کو درست کر دو اور ان کی قبر کو نہ چھیڑو۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ (۴)

میاں پیر علی

حضرت مظہرؒ نے اپنے مکتوبات میں ان کا نام کہیں پیر علی، کہیں شاہ علی، اور کہیں مرزا شاہ علی لکھا ہے۔ یہ حضرت مظہر کی اہلیہ کے عزیزوں میں تھے۔ اور وہ انہیں بہت عزیز رکھتی تھیں۔ (۵)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے لکھا ہے:

میاں پیر علی حضرت مظہرؒ کے فرزند صُلبی نہیں ہیں، بلکہ حضرت بی بی صاحبہ کے عزیزوں میں ہیں، اُسی قرابت کے تعلق کی بنا پر حضرت مظہرؒ باوجود ناسازئی مزاج حضرت بی بی صاحبہ کی خاطر داری کے پیش نظر میاں پیر علی کے حال پر فرزندوں سے

زیادہ شفقت وعنایت فرماتے تھے اور ان کے قول وفعل پر بالکل نظر نہیں رکھتے تھے...

حضرت مظہرؒ کے قول کے بموجب آخر میں نسبت اپنا کام کرتی ہے، آخر میں ان کے احوال اچھے معلوم ہوتے تھے کہ رحلت کے بعد حضرت مظہرؒ کے جوار میں آسودہ ہیں۔(۶)

میاں عبدالحفیظ ومیاں بہادر

مُلّا نسیمؒ کے نام غلام حسنؒ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

پیر علی فوت ہوچکے ہیں، سنا ہوگا اور دو بیٹے ان کے تھے، ایک مداری نام کہ وہ محض ناقابل اور ردی اطوار ہے۔ دوسرا بیٹا اپنی والدہ کے ساتھ یہاں سے تلاش معاش میں پورب کی طرف چلا گیا ہے۔ میاں عبدالحفیظ ومیاں بہادر فوت ہوچکے ہیں، حضرت مظہرؒ کے روضۂ مقدس ہی میں تدفین ہوئی۔(۷)

میاں احمد یار علیہ الرحمہ

سوداگر تھے۔ تمام نسبت مجددی، حضرت (شاہ غلام علی) سے حاصل کی تھی۔

ان کی قبر بھی خانقاہ (حضرت مظہر) میں ہے۔(۸)

میاں محمد اصغر صاحب

ضمیمۂ مقاماتِ مظہری میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے لکھا ہے۔

نہایت قوی نسبت کے مالک تھے۔ حضرت (شاہ غلام علی) کے حکم سے میرے والد (شاہ ابوسعید) کی خدمت میں بیٹھتے اور میرے والد کی ان پر بہت عنایت تھی۔ خانقاہ شریف کا نظم ونسق انہی کے ذمہ تھا۔ لوگوں کو ان کی توجہات سے بہت حظ ملتا تھا۔ پہلے حرمین الشریفین کے سفر سے واپس آئے اور وہ پھر میرے والد ماجد کے ہمراہ بھی گئے۔

پھر دہلی آ گئے۔ ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی۔ اسی خانقاہ میں دفن ہیں (۹)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے نام حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

''آج دوسری تاریخ شوال حضرت صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلصین میں سے ایک شخص فوت ہو گیا، اس نے وصیت کی تھی کہ اس کو مزار مبارک کے جوار میں دفن کیا جائے، شخص مذکور طریقہ میں داخل اور صالح تھا، فقیر کے نئے دالان کے صحن میں اس کی قبر بنائی گئی، اس جگہ اصل قبر صاحب خانہ محمد آفاق صاحب اور ان کے دوستوں میں سے ایک دوست کی قبر واقع ہے، اس مخلص مذکورہ بالا کی قبر کھودی جا رہی تھی کہ میاں بطل نے متوفی کے آدمیوں کے درمیان آ کر کہا کہ اس جگہ قبر نہ کھودی جائے یہ جگہ ہماری ہے، سبحان اللہ قبر کے کھودنے سے توسل رکھنے والے محمد آفاق صاحب ناخوش نہ ہوئے، ایک مخلص کی قبر سے حضرت صاحب ناخوش ہوتے ہیں، چبوترہ کے نیچے جہاں انار کے درخت تھے دو قبریں دوسری واقع تھیں اور تین قبریں چبوترہ کے اوپر ہیں چبوترہ کے نیچے اوپر مجموع قبور سات ہیں، اور آٹھویں قبر آج ہو جائے گی، مکان مقبرہ کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔''(۱۰)

حضرت مظہرؒ کی خانقاہ کے وقف نامۂ اوّل میں لکھا ہے۔

"غلام علی شاہ نے دالان و حجرہ اپنی رقم سے تیار کیا ہے اور چبوترہ و چہار دیواری بھی تعمیر کی ہے۔ اس جگہ بہت قبریں واقع ہیں۔ "(۱۱)

حضرت شاہ رؤف احمد مجددیؒ نے ''در المعارف'' (ملفوظات حضرت شاہ غلام علیؒ) میں لکھا ہے۔

ایک روز مخلصین میں سے ایک شخص فوت ہو گیا تھا۔ اس کو خانقاہ میں دفن کر رہے

تھے۔ حضرت عالی نے فرمایا کہ جو شخص یہاں دفن ہوتا ہے، میں اس کی بخشش کے لئے درگاہِ الٰہی میں متوجہ ہوں، یہاں تک کہ وہ بخش دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد (حضرت عالی نے) فرمایا کہ اس سے پہلے ایک خاتون کو یہاں دفن کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ آگ کے شعلے اس کی قبر سے باہر آرہے ہیں۔ میں نے اس کے سر کی طرف کھڑے ہو کر توجہ اور رحمت کی اور ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب اس کی روح کو بخشا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ اس کے سر کی طرف رحمت الٰہی کے پانی نے قبر میں چڑھائی کی۔ اس نے تمام قبر کو سرد اور خنک کر دیا اور قبر نورانی ہوگئی۔ (۱۲)

مولوی رحیم بخش اجمیری ہرصوریؒ

آپ ہندوستان کے مشہور شیخ احمد عرب عباس رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوتے ہوئے بھی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجدید بیعت کر لی۔ صاحب مقامات عالیہ ہو کر خلافت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ سے مشرف ہوئے۔

آپ حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں رہتے تھے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت مدینہ منورہ کے وقت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحبؒ نے ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء میں خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف کا انتظام وانصرام آپ کے سپرد فرمایا تھا۔

آپ نے فضائل الباری فی مناقب وملفوظات ومکتوبات حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہٗ کی ترتیب وتدوین میں حضرت محمد عادل کاکڑ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیا تھا۔

آپ کے ابتدائی حالات میں آیا ہے کہ آپ پہلے شیخ احمد عرب صاحب مدنی الافندی الجوخدار انصاری قدس سرہ جو ان کو ہندوستان میں ملے تھے، سے بیعت ہو گئے تھے اور ان سے طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں خلافت بھی حاصل کی اور کچھ لوگوں کو طریقہ میں داخل بھی کیا۔ پھر تقدیر الٰہی سے سرکار انگریز کی ملازمت میں لگ گئے، تیس روپئے ماہوار کی ملازمت اختیار کر لی۔ چھ سال انگریز کی نوکری کرتے رہے مگر چوں کہ اپنے آپ میں لیاقت اور نسبت باطنی نہ پاتے تھے (لہٰذا) بزرگوں کی صحبت میں بیٹھتے رہے اور کسی صاحب نسبت بزرگ کی تلاش جاری رکھی۔ اسی اثناء میں صوبہ سرحد کے ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاقہ درابن میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے مثل خواں بنے اور درابن میں ملازمت کرنے لگے تو حضرت خواجہ دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں آنے جانے کا موقع میسر آیا۔ ایک بار حاضر خدمت ہونے پر ان کے دل میں حضرت اقدس سے ایسا دلی لگاؤ ہوا کہ آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آپ نے انہیں قلب پر ذکر اسم ذات کی تلقین فرمائی تو بفضلہٖ تعالیٰ ان پر جذبات و واردات الٰہیہ ایسے طاری ہوئے کہ ان کا حال دگرگوں ہو گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نوکری سے مستعفی ہونے کا ارادہ کر لیا۔ بڑے فاضل و انشاء پرداز تھے۔ انگریز نے ان کی نوکری نہ چھوڑنے پر مبلغ بیس روپئے کا اور اضافہ کر دیا اور مبلغ پچاس روپئے دینے کا وعدہ کیا۔ چوں کہ تائید ایزدی اور امداد غیبی ان کے شامل حال تھی۔ لہٰذا مبلغ پچاس روپئے لینا اور نوکری کرنا منظور نہ کی۔ آخر نوکری چھوڑ کر حضرت دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم ہو گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ انوار تجلیات اور ادراک صحیح اور فیوض و برکات حضرات خواجگان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مالا مال ہوئے اور شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ سلوک مجددیہ کی تکمیل تک حضرت اقدس قدس سرہ کے پاس خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہی مقیم تھے۔

یہاں تک کہ ۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء / ۱۲ / جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ کو حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے خانقاہ موسیٰ زئی شریف پر، خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غندان شریف، قندھار کی تولیت و نیابت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کو عطا فرمائی۔ تو آں محترم نے حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی موجودگی میں حضرت ملا رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ شریف (دہلی شریف) جانے کا حکم فرمایا جو وہاں آپ کے قائم مقام بن کر گئے اور پھر وہیں انہوں نے ۱۲۸۳ھ / ۶۶-۱۸۶۷ء میں وفات پائی۔ (۱۳)

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی ؒ نے لکھا ہے:

مولوی رحیم بخش ؒ پنجاب کے رہنے والے نہایت پاک طینت فرشتہ خصلت شخص تھے۔ حاجی صاحب سے بیعت ہوئے اور مراتب عالیہ کو پہنچے۔ جب حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ ڈیرہ اسماعیل خاں پہنچے ہیں مستقبلین کی صف میں مولوی صاحب بھی تھے۔ حاجی صاحب نے دلّی کی خانقاہ شریف کے واسطے ان کو تجویز کیا۔ حضرت پیر و مرشد (شاہ احمد سعید مجددیؒ) نے اُن کی تجویز کو پسند کیا۔ اور مولوی صاحب دلّی روانہ ہو گئے۔ ۱۲۷۴ھ سے ۱۲۸۳ھ تک خانقاہ شریف ان کی ذات ستودہ صفات سے آباد رہی۔ آخر، یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ کی نوید سنی اور راہی ملک بقا ہوئے۔ ان کے مخلصین نے ان کو حضرت مرزا جانِ جاناں مظہر قدس سرہٗ کے مزار سے متصل جانبِ شرق، سپرد خاک کیا۔ اُن کی قبر جس جگہ بنائی گئی ہے وہ کسی دیوار کی بنیاد ہے۔ جو سنگ خارا کے ٹکڑوں سے چُنی ہوئی ہے۔ اس بات کا علم اس عاجز کو اُس وقت ہوا۔ جب مجر شریف کے چاروں طرف کا فرش یہ عاجز درست کرا رہا تھا۔ شنبہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ / نومبر ۱۹۵۸ء کو یہ واقعہ پیش آیا کہ مزدور مولوی رحیم بخش ؒ کے سرہانے کی طرف سے سنگ خارا کا ایک بہت

بڑا پتھر نکال رہے تھے۔ اس پتھر کے نکالتے وقت ایک چھوٹا سا ٹکڑہ سنگ خارا کا اپنی جگہ سے سرک گیا۔ مزدوروں نے اسے بھی نکال دیا۔ اس کے نکلنے سے مولوی صاحب کی قبر میں سرہانے کی طرف سے دو تین انچ کا چھید ہوگیا۔ اس چھید میں سے نہایت عمدہ خوشبو کی لپٹ نکلی۔ جس کی مہک چاروں طرف تقریباً دس دس گز پھیل گئی۔ مقصود راج نے اس چھید سے جھانکنا چاہا۔ اس عاجز نے منع کیا۔ اور اسی وقت اُس چھید کو گارے سے بند کرایا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت آٹھ دس افراد فاتحہ پڑھنے آئے اور انہوں نے خوشبو کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آرہی ہے۔ راج مزدوروں نے اُن سے حقیقت کا اظہار نہیں کیا۔ اور کچھ کہہ کر اپنے کام میں لگ گئے۔ مولوی صاحب کا سال وصال "الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" سے ظاہر ہے جو کہ ۱۲۸۳ھ ہے ذالك فضل الله یؤتیه من یشآء۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ (۱۴)

جب آپ (حضرت شاہ ابوالخیر مجددیؒ) نے مجرِ شریف بنوایا تو مولوی رحیم بخش رحمہ اللہ کے مریدوں نے کچھ شورش کی اور واجد علی خاں رئیس بڈھانسی و مدار المہام ریاست جے پور نے ان افراد کی سرپرستی کی۔ ان لوگوں کی خواہش یہ تھی کہ جناب مولوی رحیم بخش صاحبؒ کے مزار کو بھی مجر شریف کے اندر لے لیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب خانقاہ شریف کے خادم اور محافظ تھے۔ ان کو حضرات کی صف میں لانا درست نہیں۔ اور جب ان لوگوں نے زیادہ شورش کی اور آپ کو گمنام خطوط لکھ کر دھمکی دی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر یہ لوگ اپنے پیر و مرشد کی خاک کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں لے جائیں اور پھر ان کی تربت پر گنبد بنوائیں۔ (۱۵)

مولوی رحیم بخشؒ کی قبر مجر شریف سے متصل جنوبی مشرقی گوشہ میں پختہ بنی ہوئی ہے۔ قبر پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی قبر کے محاذ میں جنوب کی طرف قبلہ رخ بہ

شکل مصلیٰ وہ مبارک پتھر بچھا ہے جو سالہا سال حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا مصلیٰ بنا رہا۔

آبادی بیگم عرف بی اماں

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددیؒ نے لکھا ہے:

مولانا محمد علی کی والدہ آبادی بیگم حضرت شاہ ولی النبیؒ سے بیعت تھیں جو حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے خلیفہ اور میرے پردادا تھے۔ اسی وجہ سے مولانا کو اس خانقاہ سے بڑی محبت اور عقیدت تھی۔ مولانا کی والدہ جو بی اماں کے نام سے مشہور ہوئیں اسی خانقاہ میں دفن ہیں۔ مولانا محمد علی کا معمول رہا کہ جب وہ دہلی میں ہوتے تو جامع مسجد میں نماز اور تقریر کے بعد خانقاہ تشریف لایا کرتے تھے۔ والدہ کے مزار پر فاتحہ پڑھتے اور میرے والد سے ملاقات کرتے۔ میں بھی اکثر اس گفتگو میں شریک ہو جاتا۔

زیادہ تر انگریزوں کے خلاف باتیں کرتے اور کہتے یہ بڑی چالاک قوم ہے جس نے ہمارے ہندوستان کو برباد کر دیا ہے۔ ہم اس کوشش میں ہیں کہ اپنے ملک کو آزاد کرائیں۔ (۱۶)

"مقامات خیر" میں حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددیؒ نے لکھا ہے:

آبادی بانو والدۂ مولانا محمد علی شوکت علی حضرت مولانا شاہ ولی النبی مجددی رامپوری قدس سرہٗ سے بیعت تھیں۔ ذکر خیر میں مولوی عبدالغفار صاحب کے بیان (ص ۲۷۷) میں ان کا ذکر آچکا ہے۔ آپ اکثر آیا کرتی تھیں اور حضرت والدہ صاحبہ کے پاس کافی دیر بیٹھا کرتی تھیں۔ جن دنوں مولانا محمد علی رحمہ اللہ اسیر فرنگ تھے (خذلھم اللہ، رسوا کرے ان کو اللہ) ان کی اہلیہ سخت علیل ہوئیں۔ بی اماں ان کی دختر کو لے کر خانقاہ شریف آئیں۔ یہ دختر نو دس سال کی بچّی تھی۔ اس بچّی نے حضرت سیدی الوالد قدس سرہٗ

سے اپنی والدہ صاحبہ کی صحت کے واسطے دعا کرنے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ بچّی کی بات میں کیا اثر تھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں میں آنسو آگئے۔ تاثیر و تاثر کے اس عالم میں آپ نے مبارک ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ حاضرین نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور مولانا کی اہلیہ کو شفا ہوئی۔

دعا کے بعد آپ نے فرمایا۔ اس گردش و مصیبت کے وقت ہم نے اچھے اچھوں کے وظیفہ میں تغیر پایا۔ مگر والدۂ محمد علی کے وظیفہ میں باوجود پیرانہ سالی اور ہر طرح کے مصائب کے ذرّہ بھر تغیر نہ آیا۔ یہ اپنے ایمان پر اُسی پختہ یقین کے ساتھ قائم ہیں جس طرح کہ روزِ اوّل تھیں۔ رحمہا اللہ و رضی عنہا۔ (اللہ ان پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو) (۱۷)

بی امّاں کی قبر مولوی رحیم بخشؒ کی قبر سے متّصل و ملتصق فرش کے برابر میں ہے۔

حواشی

۱۔ مقاماتِ مظہری (اردو) ص ۵۶۶

۲۔ ایضاً ص ۵۶۷

۳۔ مکتوبات (قلمی) ص ۱۹۲

۴۔ مقامات خیر ص ۲۰۹

۵۔ لوائح خانقاہ مظہریہ ص ۱۱۴

۶۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۱۷-۱۱۸

۷۔ لوائح خانقاہ مظہریہ ص ۲۶۷ مکتوب غلام حسن ۱۹۱

۸۔ مقاماتِ مظہری (اردو) ص ۵۶۷

۹۔ ایضاً

۱۰۔ مکتوبات (قلمی) ص ۷۹

۱۱۔ وقف نامۂ اوّل متعلقہ خانقاہ حضرت مظہرؒ مشمولہ مقاماتِ مظہری اردو (عکسیات)

۱۲۔ دُرُّ المعارف ص ۴۲۶

۱۳۔ تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ص ۱۸۳ تا ۱۸۵

۱۴۔ مقاماتِ خیر ص ۹۳-۹۴ (حاشیہ)

۱۵۔ ایضاً ص ۲۰۹-۲۱۰

۱۶۔ رسالہ ''آج کل نئی دہلی''، ص ۱۱

۱۷۔ مقامات خیر ص ۱۷۴

مکتوبات

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوبات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

فقیر غلام علی بخدمت کثیر البرکت مولوی صاحب والامناقب معارف آگاہ حضرت مولوی نعیم اللہ انعم اللہ علیہ بافرادہ لما خلق لہ وسلمہ وابقاہ پس از اہدائے ہدیہ مسنون۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فقیر غلام علی بخدمت کثیر البرکت مولوی صاحب والا مناقب معارف آگاہ حضرت مولوی نعیم اللہ۔ اللہ رب العزت نے ان پر اور ان کے افراد متعلقین پر انعام فرمایا۔ جب کہ انھیں پیدا فرمایا اور سلامتی کے ساتھ انھیں باقی رکھا۔

ہدیہ مسنونہ کا ہدیہ پیش کرنے کے بعد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آنچہ معروض دارد شکر ورود نوازش نامہ مشکین خامہ کہ بہ مقتضائے کرم عمیم ولطف صمیم در تفقد احوال زاویہ نشین گمنامی اعتکاف گزین ناکامی سمت ارسال یافتہ بود ہمانا بخت سعید ساعد حال درویشاں گردیدہ است کہ زبان خامہ عنایت نامہ بنام ایشاں گردیدہ است۔

فقیر ارسال نوازش نامہ پر ادائے شکر کرتا ہے کہ بمقتضاء لطف وکرم وہ نامۂ مبارک گوشۂ گمنامی میں خلوت گزیں اس خاکسار کی طرف تفقد احوال کے لئے روانہ فرمایا۔ یقیناً بخت سعید درویشاں سازگار تھا کہ عنایت نامہ انکی طرف ارسال کیا گیا۔

نام من رفت است روزے برلب جاناں بہ سہو
اہل دل را بوئے جان می آید از نامم ہنوز

نام من رفتہ است روزے برلب جاناں بسہو
اہل دل را بوئے جان می آید از نامم ہنوز
(ایک دن میرا نام محبوب کے

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

ہونٹوں پر بھول کر آگیا تھا، اہل دل کو
میرے نام سے اب تک جان کی
خوشبو مل رہی ہے ۔)

اللہ تعالیٰ دربرابر ایں ہمہ عنایات
مستغرق حالات عالیہ و مشمول برکات
منوالیہ دارد آمین ۔

اللہ تعالیٰ ان ساری عنایات کے بقدر
جو بلند احوال پر محیط ہیں اور تمام قابل
قدر برکات کو شامل ہیں قبولیت خاصہ
نصیب فرمائیں ۔آمین ۔

آنچہ بہ محض عنایت نسبت سبقت بایں
عاصی نمودہ استدعائے دعا برائے
حصول دوام شہود و کمال اسلام حقیقی
بروئے قلم نوازش رقم آمدہ شک
نیست کہ فقیر نظر بامتداد زمان در
خدمت حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ
نسبت باحوال سامی سبقت دارد لیکن
چوں عنایات آنحضرت بحال خیر
مآل بعنایت بغایت مصروف بودہ
سبقت و پیش دستی خدمت ایشاں
را ثابت است و آثار آں از صحبت
شریف و سیمائے احوال منیف لائح
چنانچہ نوائح نسبت ایشاں از عنایت

محض عنایت کے طور پر اس عاصی کی
طرف جو سبقت نسبت مبذول فرمائی
اس کے پیش نظر حصول دوام شہود
اور اسلام حقیقی کے حصول کے لئے
دعا کی درخواست پر جو تحریر رقم فرمائی
ہے فقیر اُسے خاص نوازش تصور
کرتا ہے، اس میں شک نہیں کہ فقیر
عرصۂ دراز کے پیش نظر خدمت پیر
دستگیرؓ میں آں محترم کے بلند احوال
کے باوجود سبقت رکھتا ہے لیکن چوں
کہ آں محترم کی توجہات عالیہ بے انتہا
صرف ہو رہی تھیں ۔اس لئے فقیر کی
سبقت و پیش دستی بسلسلۂ خدمت پیر

نامہ فیض ترجمان مشائخ بہر کیف
اتباع آں جلیل القدر لازم دانستہ دعا
می نماید او سبحانہ قبول فرماید امید
دربارۂ من نقد عمر بیاد دادہ گامے
بطرف مقصود نہ نہادہ خبر حرمان و
ناکامی حاصلم نے و بغیر پاس و بے
سرانجامے واصلم نے خصوصاً دریں
ولا کہ غیبت حضرت افاضت پناہی رضی
اللہ عنہ درمیان آمدہ برکتے و نسبتے کہ
بشرط محاذات منعکس شدہ بود رو
بخفا نمود و اوقات جز بکسل ولایعنی
مصروف نے و امارہ بہماں برامارہ
حرفہ موجود استحقاق ہمت عزیزان
دردعا و التفات ایشاں بسیار دارد کہ مستحق
کرامت گناہ گاراند البتہ از ہمت
دردعا دریغ نرود۔

کریم خاک راہم آخر نہ از شمائیم

میر عظیم الدین صاحب چند توجہ از فقیر
گرفتہ اند حرکت ذکرے ہنوز قوی
نشدہ، بخدمت شریف میرسند امید کہ

دستگیرؒ جو صحبت شریف کے آثار سے
ظاہر و باہر ہیں جیسا کہ حضرت والا
کے عنایت نامۂ فیض ترجمان سے
ظاہر ہوتا ہے۔ بہر کیف آں جناب کا
اتباع لازم سمجھ کر دعا کرتا ہے حق
تعالیٰ قبول فرمائے۔

جس نے نقد عمر برباد کردیا اور مقصود
اصلی کی طرف قدم نہیں بڑھایا۔ آں
محترم کو میری محرومی اور حصول مقصود
میں ناکامی کی خبر نہیں ہے بغیر توجہ
اور انجام میں کماحقہ تکمیل نہ ہونے
کے سبب میرا واصل بہ حق کچھ نہیں
ہے۔ خصوصاً اس دور میں کہ حضرت
افاضت پناہؒ کی غیر موجودگی درمیان
میں واقع ہوگئی جس کی وجہ سے نسبت
کی برکت جو حضرت والا کی صحبت سے
میسر ہوئی تھی وہ مخفی اور معدوم ہوگئی۔
اوقات کسل مندی اور لایعنی میں
گزرتے ہیں۔ نفس امّارہ اپنی حرکات
سے حصول مقصد میں خلل انداز ہوتا

ہمیں توجہات سامی بشرف حضورو آگاہی مشرف شوند از احوال فقیر ہیچکارہ نیز تغافل نرود۔

للارض من کاس الکرام نصیب

کہ وجود مسعود باعث بہبود طالبان طریقین واہل ظاہر و باطن راوسیلہ حصول امتین است۔

انتظار رسالہ معمولات محررہ درطریقہ شریفہ شمسیہ مظہریہ تامدسرکشیدہ امید کہ ہرچہ زود بارسال آں مختصر مرہون منت فرمایند۔ ورقے چندکہ فقیر دریں باب تحریر نمودہ التقاط از کلام اکابراست قابل مطالعہ شریف نیست لانتہا بہا الی عدیم البضاعۃ ومی تواند کہ ایں مطالب درتحریر ملازمان سامی مندرج باشد بعد شرف استفادہ از مطالعہ آں قانون طریقہ اینقہ اگرمناسب دانست ارسال خواہد داشت امارسالہ مولوی رفیع الدین شک نیست کہ قابل نظر آنحضرت باشد۔ والسلام۔

رہتا ہے، فقیر عزیزوں کی توجہات اور دعاؤں کا سخت محتاج ہے۔ حضرات اہل اللہ گنہگاروں پر کرم فرمائی کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ دعا اور توجہ سے دریغ نہ رکھیں گے۔

گرایم خاک راہم آخر نہ ازشمائیم

(اگرچہ ہم خاک راہ ہیں۔ مگر آپ ہی حضرات سے متعلق ہیں۔)

میر عظیم الدین نے کچھ توجہ فقیر سے حاصل کی ہے۔ حرکت ذکر ابھی قوی نہیں ہوئی خدمت شریف میں حاضر ہو رہے ہیں امید ہے آں محترم کی توجہات عالیہ سے حضورو آگاہی سے مشرف ہوں گے، فقیر نا اہل کے احوال سے تغافل نہ فرمائیں گے۔

للارض من کأس الکرام نصیب

(کریموں کے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے۔)

آں محترم کا وجود مسعود طالبان طریقہ کی بہبودی کا سبب ہے اور اہل ظاہر و

باطن کیلئے حصول فیض کا ذریعہ ہے۔
رسالۂ معمولات، جو طریقہ شمسیہ مظہریہ کے معمولات کے متعلق تحریر کیا گیا ہے مکمل ہو گیا ہو تو جتنی جلد ہو سکے اسکے بھیجنے کی کوشش کریں۔ مشکور ہوں گا۔

وہ چند اوراق جو فقیر نے اس ضمن میں تحریر کیا ہے وہ کلام اکابر سے ماخوذ ہے مطالعۂ شریفہ کے لائق نہیں ہے کہ بلاغت کی خوبیوں سے خالی ہونے کے سبب فقیر کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں۔ یہ مطالب ملازمین کی تحریر میں درج کیا جانا کس طرح روا ہو گا۔ رسالۂ مذکورہ بالا سے شرف استفادہ کے بعد اس طریقۂ گراں قدر کو اگر مناسب سمجھا تو ارسال کرنے کی کوشش کرے گا۔
البتہ مولوی رفیع الدین کا رسالہ آں محترم کے مطالعہ کے قابل ہے۔

والسلام۔

از استماع اوضاع واوقات شریف واجتماع اصحاب طریقہ وافادہ علوم دل بسیار محظوظ شد حق تعالیٰ کمال استقامت کرامت فرماید۔

فقیر آں محترم کے احوال سننے اور اصحاب طریقہ کے جمع ہونے اور علوم قلبی کے افادہ کو معلوم کرکے بہت محظوظ ہوا حق تعالیٰ استقامت کاملہ نصیب فرمائے۔

میاں محفوظ کہ از یاران ایشا نند گاہے برائے توجہ می آیند استعداد ایشاں بسیار نازک است ومناسب ایں طریقہ شریفہ اما ہمت یاد خداو ذکر واشتغال ندارند اکثر بہ صحبت دوستان رنگین خود می گذارند۔

میاں محفوظ جو ان کے یاران خاص میں سے ہیں، حصول توجہ کیلئے آرہے ہیں ان کی استعداد بہت نازک ہے اس طریقۂ شریفہ کے لائق نہیں ہے ذکر واشغال کی ہمت نہیں رکھتے ہیں۔ اکثر احباب کی صحبت میں رہ کر ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔

احوال مزار مبارک مسموع می شدہ باشد کہ محل بودن مستورات عالیۃ الاصوات قرار یافتہ وزائران از فیض زیارت محروم سبحان اللہ حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ از چنیں صحبت نفرت داشتند بارادۂ الٰہی پیش آمدہ علاج دفع از ما فقراء بے سرانجام متصور نیست۔(۱)

مزارِ مبارک کے احوال سن کر کہ مستورات بلند آواز کی قیام گاہ بن گئی ہے اور زائران مزار فیض زیارت سے محروم ہیں۔ سبحان اللہ حضرت ایشاںؒ اس طرح کی صحبت سے نفرت رکھتے تھے۔ یہ حرکت ارادۂ الٰہی سے پیش آئی ہے۔ اس کا دفع کرنا ہم فقراء سے ناقابل تصور ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بخدمت شریف مولوی صاحب کثیر
الالطاف والامناقب فی ارباب
الطریقۃ کاالنجم الشاقب بل ھو
کلبدر الساطع بل ھو کاالشمس الامع
حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب سلمہ اللہ
تعالیٰ، بعد سلام نیاز گذارش می نماید
الحمدللہ کہ فقیر بہ عنایت الہی سبحانہ
بخیریت است ومرض کہ داشت از
مدتے ازاں صحت حاصل است لیکن
ضعف بسیار قوی اللہ تعالیٰ بہ عمیم فضل
خود قوت وعمر وکمال عافیت دائمہ
کرامت فرماید حیات دنیا سرمایہ
منویات عقبیٰ است بہ اخبار اشاعت
انوار طریقہ کہ بہ توجہات موجہ سامی
دلہائے طالبان بسیار مستنیر می شود دل
خوش وقت وخورم می گردد کہ اگر فقیر
حقیر از عدم لیاقت باین مرتبہ فائز
نشد باری ذات مبارک بہ ہدایت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بخدمت شریف مولوی صاحب کثیر
الالطاف والا مناقب فی ارباب
الطریقۃ کاالنجم الشاقب بل ھو
کلبدر الساطع بل ھو کاالشمس الامع
حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب سلمہ اللہ
تعالیٰ، بعد سلام نیاز گذارش ہے کہ فقیر
بعنایت الہی بخیر ہے۔ اور جو مرض تھا
ایک مدت سے اس سے صحت حاصل
ہے لیکن ضعف بہت زیادہ ہے اللہ
تعالیٰ اپنے فضل سے قوت اور تمام
عمر عافیت دائمہ عنایت فرمائیں
حیات دنیا مقاصد عُقبیٰ کا سرمایہ ہے۔
انوار طریقۂ عالیہ کی اشاعت سے جو
توجہات گرامی کے فیوض سے ہے
طالبین کے قلوب بہت منور ہو رہے
ہیں دل بہت خوش ہوتا ہے۔ فقیر حقیر
اگرچہ عدم لیاقت کی وجہ سے اس
مرتبہ پر فائز نہ ہوا۔ تاہم ذات باری

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

طالبان طریقہ سلامت باکرامت باشد
و بہ صحت وعافیت افاضہ فرماء مستفید
ان باشند صحائف شریف متواتر ورود
نمودہ مسرت بر مسرت رسانیدو
مضامین مندرجہ واضح گردید۔(۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بجناب فیض مآب مولوی صاحب عالی
مراتب حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام نیاز گذارش می نماید الحمد للہ کہ
بندہ تابست ویکم شوال بخیریت است
وسلامت وعافیت ذات عالی صفات
مستدعی ومکرر آنکہ حضرت قاضی
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ومولوی دلیل
اللہ صاحب وقاضی صفت اللہ وغلام
مجدد وبرادرش ہمہ کس دوازدہ
اشخاص ہزدہم ایں ماہ برائے
زیارت شریف آوردہ اند وفقیر مسکن
خود برائے سکونت ایں عزیزان

تعالیٰ طالبان طریقہ کو ہدایت بخشے اور
صحت وعافیت سے مستفید فرمائے
۔نامہ ہائے گرامی متواتر وارد ہوتے
رہے اور مسرت پہنچاتے رہے۔ان
کے مضامین مندرجہ واضح ہوئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بجناب فیض مآب مولوی صاحب عالی
مراتب حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام ونیاز گزارش ہے الحمد للہ کہ
بندہ اکیسویں شوال تک بخیر رہ کر آں
محترم کی خیر وعافیت کا مستدعی
ہے، دیگر آنکہ حضرت قاضی (ثناء
اللہ) صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ومولوی
دلیل اللہ صاحب وقاضی صفت اللہ
وغلام مجدد اور ان کے بھائی سب بارہ
اشخاص اس ماہ کی اٹھارہویں تاریخ
کو زیارت کے لئے تشریف لائے
ہیں۔فقیر ان عزیزوں کی سکونت کے

گذاشتہ در دالان مسجد نا تیار اقامت
نمودہ قریب یک ماہ اقامت خواہند
زمودہ مولوی صاحب بسیار پیرو
ضعیف شدہ اند عمر شریف ایشاں
تا ہشتاد رسیدہ است اللہ تعالیٰ ایشاں را
سلامت با کرامت دارد وایشاں از
مغتنمات روزگار است ـــــ والسلام
دعا شدہ باشد کہ اللہ تعالیٰ ایں مکان
را زود مرتب با نصرام رساند وہمیشہ
تا ابد مسکن صلحا اہل اللہ دارد آنجا مجمع
طالبان بسیار شدہ فالحمدللہ۔ (۳)

لئے اپنا مسکن (۴) چھوڑ کر نامکمل
مسجد کے دالان میں قیام پذیر ہے یہ
لوگ ایک ماہ کے قریب قیام کریں
گے۔ مولوی صاحب (قاضی ثناء اللہ)
بہت معمّر اور ضعیف ہو چکے ہیں۔ ان
کی عمر اسّی سال کے قریب پہنچ چکی
ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ
رکھے۔ وہ مغتنمات روزگار میں سے
ہیں۔ والسلام
دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس
مکان (خانقاہ) کو جلد پایۂ تکمیل تک
پہنچائے اور ہمیشہ صلحاء واہل اللہ کا
مسکن بنائے رکھے اور یہاں طالبین
کی کثیر تعداد رہے فالحمدللہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت سلامت! بہ عنایت الٰہی درگاہ شریف زیارت گاہ عام شد و بہ فضل نامتناہی چاہ و مسجد تیار شدہ و می شود دعا فرمایند کہ ایں درگاہ والا تا قیامت بہ مسکن صلحا و اہل دل و ارباب ذکر و مراقبہ نماید اللھم اجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون آنجا مجمع از اہل طلب بسیاری شود فالحمد للہ باید کہ مخلصان در ہر چند گاہ بجہت استفادہ انوار مزار مبارک در ینجا آمدہ باشند۔ (۵)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت سلامت۔ بعنایت الٰہی درگاہ شریف زیارت گاہ عام ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد اور کنواں بھی تیار ہو جائیں گے۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس درگاہ عالیہ کو تاقیامت صلحاء واہل دل و ارباب ذکر و مراقبہ کا مسکن بنا دیں۔ اللھم اجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرٰت لعلھم یشکرون (سورۃ ابراھیمؑ آیت ۳۷) اے اللہ (تو) لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں، اور ان کو میووں سے روزی دے تا کہ (تیرا) شکر کریں۔) یہاں اہل طلب کا کثیر مجمع اکٹھا ہوتا ہے۔ فالحمد للہ۔ چاہیے کہ مخلصین مزار مبارک کے انوار سے استفادہ کیلئے ہمہ وقت جمع ہوتے رہیں۔

مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

بنام زوجہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بخدمت شریف صاحبہ مہربان مشفقہ الطاف نشان سلمہا اللہ تعالیٰ — فقیر غلام علی بعد سلام نیاز گذارش می نماید رقائم کرائم متواتر رسیدہ مشعر از الطاف وتفقدات می شود اللہ تعالیٰ باایں ہمہ عنایات سلامت داراد زبانی مولوی بشارت اللہ جیو سلمہ اللہ تعالیٰ اوصاف شریفہ مسموع شدہ دل را بسیار مسرور نمودہ امید کہ وقتے وگاہے یاد ایں فقیر حقیر بدعائے خیر فرمایند وازیں ناکامی ہا و محرومی ہا نجاتے بخشد والسلام والاکرام۔

برخوردار مولوی بشارت اللہ جیو اوصلہ اللہ سبحانہ الی غایۃ ما یتمناہ بہر دو کار مشغول اند اللہ تعالیٰ ایشاں را از علم وعمل واخلاص ومحبت ومعرفت بہرہ کامل وتکمیل کرامت فرماید۔ (٦)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بخدمت شریف صاحبہ مہربان ۔مشفقہ الطاف نشان سلمہا اللہ تعالیٰ — فقیر غلام علی بعد سلام نیاز گزارش کرتا ہے ،رقعہ ہائے گرامی متواتر پہنچ کر الطاف و تفقدات ظاہر کرنے والے ہوتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان عنایات کے ساتھ سلامت رکھے ۔مولوی بشارت اللہ سلمہ اللہ تعالی کی زبانی اوصاف شریفہ سن کر دل کو بہت مسرور کیا، امید ہے کہ کبھی کبھی اس فقیر حقیر کی یاد دعاء خیر کے ساتھ کرتی ہوں گی ۔ان ناکامیوں اور محرومیوں سے نجات بخشے ۔والسلام مع الاکرام۔

برخوردار مولوی بشارت اللہ، اللہ سبحانہ ان کو تمناؤں کی انتہا تک پہنچائے دونوں کاموں میں مشغول ہیں۔ اللہ جل شانہ انکو علم وعمل واخلاص ومحبت ومعرفت بہرۂ کمال وتکمیل عطا فرمائے۔

حواشی

۱۔ بشاراتِ مظہریہ ورق ۱۲۳۔
۲۔ مکتوبات قلمی ص ۱۷۰
۳۔ ایضاً ص ۲۰۴
۴۔ حضرت شاہ غلام علیؒ کی رہائش گاہ کا نام تسبیح خانہ شریف ہے۔
۵۔ مکتوبات قلمی ص ۲۰۴
۶۔ ایضاً ص ۷۷

تالیفات

- قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ
- شاہ غلام علی دہلویؒ
- شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ
- شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

تالیفات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

(تفسیر)

۱۔ تفسیر مظہری (عربی مطبوعہ)

۲۔ تفسیر پنج آیات از اول سورۂ بقرہ (فارسی مخطوطہ)

(حدیث)

۳۔ رسالہ چہل حدیث (فارسی مخطوطہ)

۴۔ احادیث مصافحہ ومشابکہ واتخاذ سُبحہ (فارسی مخطوطہ)

۵۔ رویت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (فارسی مخطوطہ)

۶۔ ترجمہ شمائل ترمذی (فارسی مخطوطہ)

(عقائد)

۷۔ رسالہ در عقائد باند از تصوف (فارسی مخطوطہ)

(فقہ)

۸۔ الفقہ فی المذاہب الاربعہ (عربی مخطوطہ)

۹۔ مالابدمنہ (فارسی مطبوعہ)

۱۰۔ حقوق الاسلام (حقیقتِ اسلام) (فارسی مطبوعہ)

۱۱۔ حکم سرود ومزامیر (فارسی مخطوطہ)

۱۲۔ حکم سماع ومسئلہ وحدت الوجود (فارسی مخطوطہ)

۱۳۔ مسائل شتیٰ (فارسی مخطوطہ)

۱۴۔ اخذِ اُجرت برخواندنِ قرآن (فارسی مطبوعہ)

۱۵۔ فتویٰ درجواز تقلید (فارسی مخطوطہ)

۱۶۔ فتویٰ دربارۂ ایام عاشورہ (فارسی مخطوطہ)

۱۷۔ منارالاحکام (فارسی مخطوطہ)

۱۸۔ مآخذ الاقویٰ (فارسی مخطوطہ)

۱۹۔ رسالہ فی العُشر والخراج (فارسی مخطوطہ)

۲۰۔ آراضی مدد معاش کا شرعی حکم (فارسی مطبوعہ)

(اصول فقہ)

۲۱۔ رسالہ پنج روزی دراصول فقہ (فارسی مخطوطہ)

(تصوف)

۲۲۔ ارشاد الطالبین (فارسی مطبوعہ)

۲۳۔ الفوائد السبعہ (فارسی مخطوطہ)

۲۴۔ کیفیت مراقبہ (فارسی مخطوطہ)

۲۵۔ تذکرہ علوم ومعارف (فارسی مخطوطہ)

۲۶۔ جواب شبہات برکلام (حضرت مجدد الف ثانیؒ) (فارسی مخطوطہ)

۲۷۔ احقاق الحق (فارسی مخطوطہ)

(ردِّ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلویؒ برکلام مجدد الف ثانیؒ)

۲۸۔ کتاب دروعظ ونصیحت (فارسی مخطوطہ)

۲۹۔ شرح حزب البحر (فارسی مخطوطہ)

۳۰۔ رسالہ اوراد ووظائف (فارسی مخطوطہ)

۳۱۔ مکاتیب در تصوف (فارسی مطبوعہ)

۳۲۔ تلخیص وتشریح کتاب النجات عن طریق الغُوات (فارسی مخطوطہ)

(رد روافض)

۳۳۔ السیف المسلول (فارسی مطبوعہ)

۳۴۔ رسالہ رد روافض (فارسی مخطوطہ)

۳۵۔ الشہاب الثاقب بطرد الشیطان المارد (فارسی مخطوطہ)

۳۶۔ حرمت متعہ (فارسی مخطوطہ)

(سیر)

۳۷۔ تقدیس آباء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (عربی مخطوطہ)

۳۸۔ حدیث مظہری (عربی مخطوطہ)

۳۹۔ اِللباب (عربی مخطوطہ)

۴۰۔ خُجستہَ گفتار فی مناقب انصار (فارسی مخطوطہ)

۴۱۔ قصّہ امام احمد بن حنبل وغیرہ (فارسی مخطوطہ)

۴۲۔ تذکرۃ الانساب (فارسی مخطوطہ)

۴۳۔ نسب اطہر وازواج مبارکہ واولاد عالی گہر سرور عالم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فارسی مخطوطہ)

(متفرق)

۴۴۔ فصل الخطاب فی نصیحۃ اولی الالباب (فارسی مخطوطہ)

۴۵۔ تذکرۃ الموتیٰ والقبور (فارسی مطبوعہ)

۴۶۔ تذکرۃ المعاد (فارسی مطبوعہ)

۴۷۔ التعلیقات المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ (فارسی مطبوعہ)

۴۸۔ خطبات جمعہ (عربی مخطوطہ)

۴۹۔ وصیت نامہ (فارسی مطبوعہ)

۵۰۔ مکاتیب متفرقہ (فارسی مطبوعہ ومخطوطہ)

(قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور انکی تفسیر مظہری کا تحقیقی مطالعہ ص ۱۲۰ تا ۱۲۲)

تالیفات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

۱۔ مقامات مظہری (مطبوعہ)

۲۔ کمالات مظہری

۳۔ رسالہ ایضاح الطریقہ (مطبوعہ)

۴۔ احوال بزرگان

۵۔ سلوک راقیہ نقشبندیہ

۶۔ رسائل سبعہ سیارہ (مطبوعہ)

یہ مجموعہ سات رسائل پر مشتمل ہے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) رسالہ در طریق بیعت واذ کار (۲) رسالہ در طریقہ شریفہ شاہ نقشبندؒ (۳) رسالہ در احوال شاہ نقشبندؒ (۴) رسالہ مراقبات (۵) رسالہ در ردّ اعتراضات شیخ عبدالحقؒ برحضرت مجددؒ (۶) رسالہ دیگر در ردمخالفین حضرت مجددؒ (۷) رسالہ اذ کار

۷۔ مکاتیب شریفہ (مرتبہ شاہ رؤف احمد رأفت مجددیؒ) (مطبوعہ)

۸۔ مکتوب گرامی (اُردو)

۹۔ دُرّ المعارف (جامع شاہ رؤف احمد رأفت مجددیؒ) (مطبوعہ)

۱۰۔ ملفوظاتِ شریفہ (جامع مولانا غلام محی الدین قصوریؒ) (مطبوعہ)

۱۱۔ رسالہ مشغولیہ

راقم الحروف کے پاس اس کا ایک قلمی نسخہ ۱۲۷۷ھ کا لکھا ہوا موجود ہے اور یہ رسالہ ''مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ''، میں صفحہ ۷ پر بصورت مکتوب

نمبر ۲ طبع ہوا ہے۔

۱۲۔ رسالہ درذکر حالات ومقامات ومعارف وواردات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

راقم الحروف کے پاس اس کا ایک خطی نسخہ موجود ہے جو ۲۱۹ صفحات پر مشتمل ہے اس نسخے پر ابتدائیہ اوراختتامیہ حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنے خاص قلم سے لکھا ہے۔(عکسیات ص ۵۷۷-۵۷۸)

۱۳۔ خود نوشت حالات

راقم الحروف کے پاس مقامات مظہری کے دو خطی نسخے موجود ہیں۔ پہلا نسخہ مقاماتِ مظہری کا اصل نسخہ ہے۔اس مبارک نسخہ پر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے دستِ مبارک کے کچھ حواشی بھی ہیں۔اس کے علاوہ حضرت مظہرؒ کے خلفاء میں ''مُلّا تیمور'' کے حالات کے بعد حضرت شاہ غلام علیؒ نے اپنے مختصر حالات بھی لکھے ہیں جو مقامات مظہری کے مطبوعہ کسی نسخے میں نہیں ہیں۔(عکسیات ص ۵۸۰-۵۸۱)

۱۴۔ تولیت نامہ خانقاہِ مظہریہ

راقم الحروف کے پاس تولیت نامہ کا اصل نسخہ موجود ہے۔حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے یہ تولیت نامہ لکھ کر راقم الحروف کے جدّ امجد حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کو دیا تھا۔(عکسیات ص ۳۸۹)

تالیفات حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

۱۔ بشارات مظہریہ (۱)

۲۔ معمولات مظہریہ (۲) (مطبوعہ)

۳۔ رسالہ در احوال حضرت مرزا مظہرؒ

۴۔ رقعات میرزا مظہرؒ (حصہ اوّل) (مطبوعہ)

۵۔ مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

۶۔ رقعات کرامت سعات (مطبوعہ)

۷۔ خود نوشت سوانح حیات (احوالِ نعیم اللہ بہرائچی) (۳)

۸۔ مجموعۂ مکاتیب قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (مطبوعہ)

۹۔ رسالہ انفاس الاکابر (در خصائص طریقۂ نقشبندیہ) (مطبوعہ)

۱۰۔ رسالہ انوار الضمائر (در تحقیق درویشی و معنی قیومیت) (مطبوعہ)

۱۱۔ رسالہ یقول الحق (در ردّ اعتراضات شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ بر کلام حضرت مجددؒ) (۴)

۱۲۔ رسالہ سلسلتہ الذہب (در سلوک طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ)

۱۳۔ رسالہ المعصومہ

۱۴۔ رسالہ ادعیہ ماثورہ (عربی/فارسی)

۱۵۔ مثنوی در مدح حضرت مظہرؒ و خلفائے ایشاں (اُردو غیر مطبوعہ)

۱۶۔ مثنوی در مدح سلاسل طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ (اُردو غیر مطبوعہ)

۱۷۔ متفرق اشعار بہ زبان اُردو و فارسی

۱۸۔ شرح سفر السعادت

۱۹۔ حاشیہ رسالہ میر زاہد

۲۰۔ حاشیہ رسالہ ملا جلال

۲۱۔ خلاصۂ وصیّت ہائے خاصہ از کلمات اکابر ثلثہ

۲۲۔ خلاصۂ بیاض حضرت حاجی محمد افضل محدث سیالکوٹیؒ (عربی/فارسی)

۲۳۔ خطبات جمعہ (عربی)

۲۴۔ وصیّت نامہ

۲۵۔ مکاتیب شریفہ

۲۶۔ دیباچہ (عربی) بر کتاب حضرت شیخ محمد عابد سُنّامیؒ (۵)

تالیفات حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

۱۔ رسالہ سُرور القلوب عند ذکر المحبوب

۲۔ شرح مثنوی مولانا رومؒ

۳۔ فارسی ترجمہ و شرح قصیدہ بانَت سُعاد

۴۔ فارسی ترجمہ قصیدۂ بُردہ

۵۔ مثنوی در مدح حضرت شاہ غلام علیؒ

۶۔ خطبات جمعہ و عیدین

۷۔ مکاتیب شریفہ

۸۔ ترجمہ شرح تہذیب

۹۔ ترجمہ کلمات امیر المؤمنین حضرت علیؓ
(جمعہ ابو علی الطبرانی علی ترتیب حروف المعجم من نہایۃ السالکین)

۱۰۔ رسالہ شروط بیعت

حواشی

۱۔ پروفیسر سید خورشید حسن بخاری نے لکھا ہے:

''(شاہ) نعیم اللہ بہرائچیؒ کی دو تصانیف بشاراتِ مظہریہ اور معمولاتِ مظہریہ نے شہرت عام اور بقائے دوام کے دربار میں جگہ پائی ہے۔ بشاراتِ مظہریہ، حضرت مرزا شمس الدین مظہرؔ جانِ جاناںؒ کی سوانح عمری ہے، تاہم اس میں بارہ دوسرے نقشبندی بزرگوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ ان میں پہلے بزرگ شیخ احمد سرہندی المعروف بہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور آخری حضرت محمد عابد سُنّامیؒ ہیں۔ ان کے علاوہ مرزا صاحب کے پینتالیس خلفاء (حضرت ثناء اللہ پانی پتیؒ سے لے کر حضرت نور محمد قندھاری تک) کا تذکرہ ہے۔

اس کتاب میں مرزا صاحب کے ایسے مکاتیب کے اقتباسات بھی نقل کئے گئے ہیں، جن سے سیاسی واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ آخر میں مرزا صاحب کے کلام سے انتخاب بھی دیا گیا ہے۔ قلمی نسخہ برٹش میوزیم، لندن میں موجود ہے۔'' (ماہنامہ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر حصہ اوّل، شرقپور، لاہور۔ ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء، صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

جناب عبدالرزاق قریشی مرحوم (مُرتب ''مکاتیب میرزا مظہرؒ'') نے ''بشارات مظہریہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''بشارات مظہریہ سے میرزا صاحب کی زندگی کے متعلق بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں، جن کا علم مذکورہ بالا دونوں کتابوں (یعنی معمولات مظہریہ اور مقامات مظہری) سے یا دوسرے ذرائع سے نہیں ہوتا۔

کتاب سلسلۂ مظہریات کی ایک اہم کڑی ہے، اور میرزا مظہرؒ کا کوئی سوانح نگار اسے نظرانداز نہیں کرسکتا۔'' (رسالہ معارف، اعظم گڑھ، مئی ۱۹۶۸ء، صفحہ ۳۲۷-۳۴۳)

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے اپنی کتاب ''مقامات مظہری'' میں ''بشارات مظہریہ'' سے کافی استفادہ کیا ہے۔ اس کا اعتراف خود مصنف نے کتاب کے دیباچہ میں اس طرح کیا ہے:

''فقیر عبداللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ عرض پرداز ہے کہ یہ رسالہ اُس کتاب مستطاب (بشارات مظہریہ) کا اختصار اور انتخاب ہے۔ جو صاحب کمالات، معارف دستگاہ، حضرت مولوی نعیم اللہؒ نے سیدنا و مرشدنا۔۔۔۔۔ حضرت مرزا جان جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء کے احوال میں لکھ کر مخلصوں کے دل اور آنکھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ میں نے بعض مطالب تو اس سے منتخب کیے اور جو کچھ خود بھی یاد تھا وہ بھی اس پر اضافہ کیا۔۔۔۔ مجھے اس رسالے کی تالیف میں تردد تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِن اوراق کے لکھنے سے آنحضرت ناراض ہو جائیں۔ لیکن میں نے واقعہ میں دیکھا کہ آپ میرے مکان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور مولوی نعیم اللہ صاحب بھی حاضر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اچھا ہم نے تجھے اجازت دی، اور بعد ازاں دعا کی۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس رسالے کے لکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ اس سے وہ تردد اطمینان سے بدل گیا۔'' (لطائف خمسہ معروف بہ مقامات مظہری (اردو) ص ۱، مطبوعہ ملک فضل الدین تاجر کتب قومی، منزل نقشبندیہ، کشمیری بازار، لاہور)

پروفیسر محمد اقبال مجددی نے لکھا ہے:

''مولوی نعیم اللہؒ (بہرائچی) حضرت مظہرؒ کے اوّلین سوانح نگاروں میں سے ہیں۔حضرت مظہرؒ سے متعلق جتنی ثقہ روایات اب تک ہمیں دستیاب ہوئی ہیں وہ انہی کی تصانیف کے ذریعے محفوظ ہیں۔اس باب میں ان کی بشارات مظہریہ، معمولات مظہریہ، رسالہ دراحوالِ خود، مجموعۂ مکتوبات حضرت مظہرؒ (مطبوعہ مطبع فتح الاخبار، کول) انفاس الاکابر اور انوار الضمائر (درشرح کلمات حضرت مظہرؒ) و رسالۂ شمسیہ مظہریہ قلمی مخزونہ کتاب خانہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری (برہان، مارچ ۱۹۸۴ء، حاشیہ، صفحہ ۱۵۲) کا تعلق حضرت مظہرؒ سے ہے۔ان کے علاوہ حاشیہ میرزاہد اور حاشیہ مُلّا جلال، ان کی تالیفات سے ہیں۔'' (مقامات مظہری (اردو) حاشیہ صفحہ ۴۲۲ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع دوم ۲۰۰۱ء)

پروفیسر محمد اقبال مجددی کے ترجمہ و تحقیق کے ساتھ ''مقامات مظہری''، کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء کو اردو سائنس بورڈ، لاہور سے پھر اسی اردو سائنس بورڈ، لاہور سے دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔

ہندوستان میں مقاماتِ مظہری کے اُردو ترجمہ کا لاہور ایڈیشن (۲۰۰۱ء) شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی سے ۲۰۰۵ء میں کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ لیکن ایک سو ستاون (۱۵۷) صفحات پر مشتمل کتاب کے مترجم و محقق پروفیسر محمد اقبال مجددی کا قابلِ قدر مقدمہ دہلی ایڈیشن میں شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔اور زیادہ تر حواشی بھی رہ گئے ہیں۔جس سے خانقاہِ مظہریہ اور سلسلۂ مظہریہ سے متعلق بعض اہم اور تاریخی نکات پوری طرح واضح نہیں ہو سکے ہیں۔جب کہ مقاماتِ مظہری کی ''تقریظ''، میں حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلویؒ نے لکھا ہے:

"آپ نے صرف ترجمہ ہی نہیں کیا ہے بلکہ مفید حواشی اور مقدمہ لکھ کر کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔" (دیکھئے مقاماتِ مظہری کا لاہور ایڈیشن ۲۰۰۱ء ص ۱۳/اور عکسیات کتاب حاضر (ص ۶۰۴) اور مقاماتِ مظہری کا دہلی ایڈیشن ۲۰۰۵ء)

۲۔ "معمولاتِ مظہریہ" تین مرتبہ چھپ چکی ہے۔ اوّل مطبع نظامی کانپور سے ۱۲۷۵ھ میں پھر اسی مطبع سے ۱۲۸۴ھ میں اور تیسری مرتبہ مطبع محمدی لاہور سے ۱۳۱۰ھ میں طبع ہوئی۔

راقم الحروف کے علم میں "معمولاتِ مظہریہ" کے چار اُردو ترجمے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

پہلا اردو ترجمہ "مخزن حقیقت" کے نام سے مولانا رحیم الدین احمد طربؔ دہلوی نے کیا جو ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں مطبع رضوی، دہلی سے شائع ہوا۔ دوسرا اردو ترجمہ جناب قدیر محمد قریشی نے کیا جو ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء میں عبدالغفار صاحب نے حیدرآباد (سندھ) سے شائع کیا۔ تیسرا اردو ترجمہ مولانا محمود عبدالستار بھولے پوری (مترجم "لطائف اشرفی"، ملفوظات حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کچھوچھہ شریف) نے کیا جو ۲۰۰۷ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ چوتھا اردو ترجمہ جناب محمد الطاف نیروی (نائب خطیب جامع مسجد داتا دربار۔ لاہور) نے کیا جو ۲۰۰۹ء میں کرمانوالہ بک شاپ۔ دربار مارکیٹ، لاہور سے شائع ہوا ہے۔

۳۔ پروفیسر سید خورشید حسن بخاری نے لکھا ہے:

(شاہ) نعیم اللہ بہرائچیؒ نے اپنی عمر کے چھپنؔ ویں سال (۱۲۰۸ھ) میں اپنی سوانح عمری بھی لکھی تھی، جس کا نام "احوال نعیم اللہ بہرائچی" رکھا۔ اس کا ایک نسخہ

انڈیا آفس لائبریری، لندن میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا تینوں کتابیں (یعنی بشاراتِ مظہریہ، معمولاتِ مظہریہ، اور احوال نعیم اللہ بہرائچی) نثر سادہ کا بہترین نمونہ ہیں، مصنف بات کو زیادہ طویل کرنے کے بجائے ایجاز و اختصار سے کام لیتا ہے۔ اور اس کوشش میں عبارت میں گنجلک یا مطلب میں فرق نہیں آتا۔ جملے زیادہ طویل نہیں اور نہ ہی زیادہ مختصر ہیں۔ موقع محل کے مطابق مصنف خوشگوار تشبیہات اور استعارات استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس طرح عبارت میں حُسن اور بیان میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔" (ماہنامہ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر حصہ اول، صفحہ ۲۲۷)

۴۔ یہ رسالہ ۱۲۱۱ھ میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ کے نام حضرت شاہ غلام علیؒ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

"دیگر آنکہ ردّ رسالہ اعتراضات کہ حضرت شیخ عبد الحق بر حضرت مجدد نوشتہ آں حضرت نہ نوشتہ ایں رسالہ در رامپور فساد انگیختہ و در دہلی فتنہ برپا داشتہ البتہ البتہ دریں باب آں حضرت ہر چہ فرمایند ایں تصدیعہ بہتر از صد عبادت خواہد بود مختصر بہ عبارت فارسی باید نوشت زود تر نوشتہ باید فرستاد و السلام والاکرام"

(مکتوبات (قلمی) ص ۱۵۹/ رسالہ یقول الحق (قلمی) ورق ۲)

۵۔ (حضرت) شیخ محمد عابدؒ (سُنامی) نے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے مکتوبات میں سے چالیس مکاتیب شریفہ کا انتخاب کیا تھا جس پر عربی میں مولوی نعیم اللہ بہرائچیؒ صاحبِ معمولات مظہریہ (خلیفہ حضرت میرزا مظہرؒ) نے دیباچہ لکھا۔ حضرت بہرائچیؒ فرماتے ہیں:

اللھم لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك و لا صلوٰۃ علی حبیبك ....الخ۔

اما بعد! فیقول العبد الضعیف العاصی محمد نعیم اللہ البھرائچی ھذا اربعون مکتوباً انتخبھا الشیخ الکمال المکمل العارف باللہ الھادی عباداللہ الی اللہ القاسم الخزائن اللہ الشیخ محمد العابد السنامی قدسنا اللہ سرہ الاقدس و نور اللہ مرقدہ المقدس من المکاتیب الامام الربانی.... التی تسمی باربعین مکتوباً....الخ۔

ان چہل مکتوبات کا ایک خطی نسخہ ذخیرہ حافظ محمود شیرانی کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور ۸۶۸ / ۳۹۰۱ میں موجود ہے۔ (ملفوظات شریفہ، شاہ غلام علی دہلویؒ مرتبہ مولانا غلام محی الدین قصوری صفحہ ۸۰ حاشیہ از محمد اقبال مجددی)

ان چہل مکتوبات کا ایک خطی نسخہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خاں میں موجود ہے۔ (تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مرتبہ محمد نذیر رانجھا ص ۵۱۳)

مکتوبات

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے نام حضرت مرزا مظہرؒ کے متعدد مکاتیب ہیں ان میں سے کئی مکاتیب شائع ہو چکے ہیں۔ایک غیر مطبوعہ مکتوب نقل کیا جارہا ہے۔

بعد حمد وصلوۃ از فقیر جان جاناں حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب سلمہ الرحمان مطالعہ نمایند کہ فقیر تا اواخر صفر در محروسہ دہلی معہ توابع بعافیت است واشتیاق را نمی تواں تحریر نمود۔۔۔ خطوط شما مکرر رسید واز نوید صحت بعد مرض مسرت ہا رسانند اللہ تعالیٰ شمارا محفوظ داراد احوال شریف زود آگاہ باشند کہ خاطر متعلق باخیار شمامی باشد و دخول عزیزان در طریقہ عالیہ بدست الشان معلوم شد بارک اللہ فی کمالکم و تکمیلکم از یاران حلقہ کہ قریب صد کس حاضر ہر دو وقت می شوند سلام واشتیاق برسد واز اندرون دعا واز شاہ علی سلام ونیاز برسد ویاران آنجارا از

حمد وصلوۃ کے بعد فقیر جانجاناں کی طرف سے حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب سلمہ الرحمان مطالعہ فرمائیں کہ فقیر اواخر صفر تک دہلی میں مع متعلقین بعافیت ہے۔اشتیاق کو احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتا۔۔۔ تمہارے خطوط مکرر پہنچے اور صحت بعد مرض کی خوش خبری سے مسرت بخشی اللہ تعالیٰ تمہیں محفوظ رکھے۔اپنے احوال شریفہ سے جلد آگاہ فرمائیں کہ دل تمہاری خیریت سے متعلق رہتا ہے اور عزیزوں کا تمہارے دست حق پرست پر داخل سلسلہ عالیہ ہونا معلوم ہوا بارك الله فى كمالكم وتكميلكم (خدا تمہارے کمال

فقیر سلام رسانند۔(۱)

اور تکمیل میں برکت دے)
یاران حلقہ کی طرف سے جو قریب
ایک سو افراد دونوں وقت حاضر
ہوتے ہیں سلام واشتیاق پہنچے۔
اور اندرون خانہ کی طرف سے دعا
اور شاہ علی کی طرف سے سلام ونیاز
پہنچے اور فقیر کی طرف سے وہاں کے
احباب کو سلام پہنچادیں۔

مکتوبات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔خط وکتابت کی آمد ورفت جاری رہتی تھی۔قاضی صاحب اپنی تصانیف کی کبھی نقل اور کبھی اصل مسودہ آپ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا کرتے تھے۔(عکسیات ص ۵۷۶) آپ قاضی صاحب کے خاص مکتوبات کتاب کی صورت میں جمع فرمالیا کرتے تھے،من جملہ چند مکتوبات ''کلمات طیبات،،میں آپ کی جمع کردہ ترتیب کے ساتھ شائع ہوچکے ہیں۔آپ کا تحریر کردہ دیباچہ البتہ حذف کردیا گیا ہے۔

قاضی صاحب کے چند غیر مطبوعہ مکتوبات نقل کئے جارہے ہیں جن سے آپ کی جلالت شان پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

از فقیر حقیر محمد ثناء اللہ پانی پتی بخدمت
مولوی صاحب مشفق مہربان حضرت

از طرف فقیر حقیر محمد ثناء اللہ پانی پتی
بخدمت مولوی صاحب مشفق مہربان

مولوی نعیم اللہ صاحب بہرائچی بعد از
عرض نیاز مندی وسلام و اشتیاق
ملاقات سعادت انجام معروض باد کہ
گرامی نامہ اشفاق شمامہ مرقوم اوائل
ذیحجہ در ماہ ربیع الاول ۱۲۰۲ھ ورود
نمود چوں مشعر خیریت شریف ومخبر
استقامت احوال کہ نزد فقرا فوق
الکرامت است بود خوش وقت
ومسرور گردانید ولفظ و معنیش کہ از
صدق حال وکمال اعتدال سرزدہ
بود باطن عقیدت مواطن را متاثر
ساخت۔

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ مسند افادہ
وارشاد را از وجود شریف معمور دارد
وطالبان خدا را بہ توجہات گرامی بہ
معارج علیا رساند وپیش ازیں ہم از
خط گرامی استقامت احوال وتائید
الٰہی ظاہراً وباطناً سرگرمی ارشاد معلوم

حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب بہرائچی
بعد از عرض نیاز مندی وسلام واشتیاق
ملاقات معروض آنکہ نامۂ گرامی
آنجناب مرقوم اوائل ذی الحجہ ماہ ربیع
الاول ۱۲۰۲ھ میں موصول ہوا۔
مکتوب مذکور نے جو آں محترم کی
خیریت اور استقامت احوال جو فقراء
کے نزدیک کرامت سے بڑھکر ہے
کا خبر دینے والا ہے مسرور وخوش
وقت کیا اور نور باطن سے ظاہر ہونے
والے صدق حال وکمال نے متاثر
کیا۔

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

حق سبحانہ وتعالیٰ مسند افادہ وارشاد کو
آنجناب کے وجود مسعود سے معمور
رکھے۔ اور طالبان خدا کو کمال توجہات
عالیہ سے بلند مقامات تک
پہنچائے۔ اس سے پہلے بھی آنجناب
کے خط سے استقامت احوال اور

شدہ بود فقیر شکر الٰہی بجا آوردہ۔
وآنچہ درحق فقیر از حسن ظن فرمودہ بودند
فقیر آں لیاقت نہ دارد کمترین
مستفیدان شما خود را می داند۔

نسبت فقیر فردیست چنداں
ارشادے معلوم نہ می شود — احوال
مفصل فقیر چنانست کہ بشارت عمدہ کہ
حضرت صاحب وقبلہ بزبان الہام
ترجمان ارشاد فرمودہ بودند از راہ
جہالت نسبت درخود از اں اثرے نہ
می بیند چوں نوبت بہ پاس می رسد
ایمان بہ غیب رادست آویز وطمانیت
قلب خود می سازد — ناچار فقیر
اکثر اوقات در خدمت تفسیر وحدیث می
گذراند ونیاز آنحضرت برنام شریف
ایشاں تفسیرے می نویسد وتفسیر مظہری
نام آں نہادہ بفضل الٰہی تفسیر مظہری

ظاہر و باطن کے اعتبار سے تائید الٰہی
اور سلسلۂ ارشاد و ہدایت میں سرگرمی
معلوم ہوئی۔ فقیر اس پر شکر بجالایا۔
اور فقیر کے حق میں جس حسن ظن کا اظہار
فرمایا ہے فقیر اس کا اہل نہیں ہے بلکہ
آں محترم سے مستفید ہونے والوں
میں خود کو سب سے کمتر سمجھتا ہے۔
فقیر کی نسبت (۳) ایک فرد ہے جس
میں قابل لحاظ ارشاد و ہدایت کی
صفت معلوم نہیں ہو رہی ہے۔ فقیر
کے مفصل احوال ایسے ہی ہیں کہ
حضرت صاحب وقبلہ (حضرت
مظہرؒ) نے زبان فیض ترجمان سے
جو عمدہ بشارتیں بیان فرمائی تھیں
جہالت نسبت کے سبب اپنے اندر
اسکا کوئی اثر نہیں پاتا۔ جب مایوسی
تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو ایمان
بالغیب کو سہارا اور اطمنان قلب کا
ذریعہ سمجھتے ہوئے — ناچار
اپنے اوقات تفسیر وحدیث کی خدمت

کہ ہفدہ سپارہ مرتب شدہ اگر زندگی وفا می کند سرانجام خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں صرف کرتا ہوں اور مرشد محترم سے اظہار نیازمندی کے طور پر حضرت ایشاں کے نام پر ایک تفسیر (تفسیر مظہری) کے نام سے لکھ رہا ہوں (الحمدللہ) تفسیر مذکور کے سترہ پارے مرتب ہو چکے ہیں اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالیٰ اختتام تک پہنچے گی۔

ہر چند ارسال عریضہ بایں بے ادبی وبے تکلفی مناسب نہ بود اما نظر برقول سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ ترک الادب فی الاخلاء ادب وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا واتقیاء امتی براء من التکلف ہمیں را انسب دانست۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (۲)

ہر چند اس بے ادبی و بے تکلفی کے ساتھ عریضہ کا بھیجنا مناسب نہیں تھا لیکن سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے قول پر نظر کرتے ہوئے یہ جسارت کرنے کی ہمت ہوئی کہ ترک الادب فی الاخلاء ادب (دوستوں میں ادب کا ترک ہی ادب ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ انا واتقیاء امتی براء من التکلف (میں اور میری امت کے اتقیا تکلف سے بری ہیں۔) اسی کو بہتر سمجھتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کی طلب پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھنؤ (۴) تشریف لائے تھے۔ جیسا کہ مکتوب ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

المعبود هو الموجود

فنا فی اللہ بقا باللہ حقایق و معارف آگاہ مولوی معنوی شیخ المشائخ عالم با عمل درویش کامل بلکہ مکمل شاہ محمد نعیم اللہ جیو صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد دعاء خیر یت دارین وسلام سنت الاسلام باشتیاق تمام مکشوف رائے عالی باد ـــــ احسان غربائے حضرت لکھنؤ فراموش نکردہ ام ونخواہم کرد حق تعالیٰ جزائے خیر نصیب خادم الفقراء محب درویشاں گرداناد آل اولاد و شاگردان و مریدان مولوی نعیم اللہ صاحب را بدرجۂ اعلیٰ و بمرتبۂ اقصیٰ رساناد خداترس حق پرست حق شناس را مالک کونین بادشاہ دارین گرداناد ـــــ بخدمت جمیع آشنایان ساکنان حضرت لکھنؤ و اطراف حضرت لکھنؤ نام بنام اسم باسم بشرط ملاقات

فنا فی اللہ بقا باللہ حقائق و معارف آگاہ، مولوی معنوی شیخ المشائخ، عالم با عمل، درویش کامل بلکہ مکمل، شاہ محمد نعیم اللہ جیو صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، بعد دعاء خیریت دارین وسلام سنت الاسلام بہ اشتیاق تمام رائے عالی پر واضح ہو کہ ـــــ فقیر نے احباب غربائے لکھنؤ کے احسان کو فراموش نہیں کیا ہے۔ اور نہ کرے گا۔ حق تعالیٰ جزائے خیر نصیب فرمائے۔ خادم فقراء و محب درویشاں بنائے۔ مولوی نعیم اللہ صاحب کے شاگردوں اور مریدوں کو درجۂ اعلیٰ و مرتبۂ اقصیٰ تک پہنچائے۔ مالک کونین آں خداترس، حق پرست۔ حق شناس کو بادشاہ دارین بنائے ـــــ لکھنؤ و اطراف کے تمام ساکنان واحباب کو نام

دبشرط یاد و بشرط استغفار سلام دعا سلام نیاز سلام اشتیاق رسانیدہ دہند علی الخصوص بخدمت صاجزادگان حضرت بانسہ وحضرت فرنگی محل وخادمان مولوی صاحب وساکنان مکنیہ محلہ وساکنان ترکھالہ محلہ راطلبیدہ ہرواحد راسلام شوق رسانیدہ دہند۔ (۵)

بنام۔ بشرط ملاقات و بشرط یاد و بشرط استغفار۔ سلام دعا، سلام نیاز۔ سلام اشتیاق پہنچائیں۔ خصوصاً صاجزادگان بانسہ (درگاہ) وفرنگی محل کو اور خادمان مولوی صاحب وساکنان محلہ مکنیہ وترکھالہ کو طلب کرکے ہر ایک کو سلام شوق پہنچائیں۔

اس مکتوب میں بہت سے نام لکھنے کے بعد ساکنان درگاہ شاہ پیر محمد وساکنان درگاہ شاہ مینا وشاہ نصر اللہ وشاہ نصرت وساکنان آں طرف دریا (گومتی) وایں طرف دریا، لکھنے کے بعد محلہ مکھنیا بازار (قندھاری بازار کے پاس ایک محلہ تھا جو اب کُھد گیا ہے) کے مہتر کو بھی خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ جس سے قاضی صاحب کے اخلاق کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ایک دور دراز ملاقاتی کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھی اور خط میں اسے فراموش نہ فرمایا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام لکھنؤ کے دیندار غربا نے قاضی صاحب جیسے علامۂ زماں یگانۂ دوراں کی آمد پر اپنی آنکھوں کو فرش راہ کر دیا تھا؛ جس سے قاضی صاحب پوری طرح متاثر ہیں اور اسے بھلانا نہیں چاہتے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولوی صاحب مشفق مہربان من سلامت بعد از سلام سنت الاسلام واشتیاق ملاقات بہجت آیات واضح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولوی صاحب مشفق ومہربان من سلامت۔ بعد از سلام واشتیاق ملاقات واضح ہو ـــــ آں محترم کی

رائے گرامی باد ـــــ ذات سامی غنیمت است حق تعالیٰ سلامت دارد وبرکات طریقہ بتوسط شما حق تعالیٰ بہ عالمے رساند۔

ذات والا صفات غنیمت ہے، حق تعالیٰ سلامت رکھے اور طریقہ کی برکات آپ کے ذریعہ تمام عالم میں پہنچائے۔

مولوی صاحب مشفق مہربان من سلامت بعد از سلام سنت الاسلام ودعائے صحت وتندرستی وصلاح وفلاح دینی ودینوی واضح رائے گرامی باد ـــــ زندگانی شما برائے ہدایت خلق اللہ واحیائے قلوب میتہ آنجناب است سلمکم اللہ و بارک فی برکاتکم ـــــ

مولوی صاحب مشفق ومہربان من سلامت بعد از سلام ودعاء صحت وتندرستی وصلاح وفلاح دینی ودنیوی رائے گرامی پر واضح ہو کہ ـــــ آں محترم کی زندگی مُردہ دلوں کے لئے زندگی بخش اور مخلوق کی ہدایت کا اہم ذریعہ ہے اللہ آپ کو سلامت رکھے اور فیوض رسانی میں برکت عطا فرمائے۔

وآنچہ آں مشفق دربارۂ ایں عاصی کلمات تعظیم زیادہ از کلہ ودہان ایں عاصی قلمی میفرمایند فقیر ازاں خجل میشود امادربارۂ خود بشارت می داند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من عباد اللہ من لواقسم علی اللہ لابرہٗ

اور آں محترم جو کچھ کلمات تعظیم اس گنہگار کے حق میں اس کے مقام ومرتبہ سے بڑھکر فرماتے ہیں فقیر ان سے شرمندہ ہوتا ہے لیکن ان کلمات کو اپنے لئے بشارت جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان من عباد اللہ من لواقسم علی

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

اللہ لابرہ۔

(اللہ کے بعض بندے وہ ہیں جو اگر کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ اسے پوری فرمادے گا۔)

ہر چند فقیر از خدمت سامی دور است اما بحکم المرء مع من احب دور نیست انشاء اللہ تعالیٰ در بہشت صحبت ہائے موبدہ میسر خواہد شد۔

ہر چند فقیر آں محترم کی خدمت سے دور ہے لیکن بحکم المرء مع من احب (آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے) دور نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہشت میں ہمیشہ کی صحبت میسر آئے گی۔

تفسیر مظہری بفضل الٰہی کسوۃ اختتام پوشید بفضل الٰہی در ضمن تفسیر قرآن متکفل بیان مذاہب فقہا و ادلّہ شان در مسائل فقہ و مسائل کلام و مسائل تصوف و سیر و مغازی سید الانام واختلاف قرّاء در وجوہ قرأت و تجوید کافی و شافی آمدہ ایں ہمہ محض ظہور کرامتِ مظہر فیوض الٰہی است جلّ شانہ قدسنا اللہ باسرارہ ـــــ و پنج مجلد قریب سہ صد جز ہشت ورقے کہ از یک جستہ کاغذ چہار ورق است

الحمد للہ تفسیر مظہری اختتام کو پہنچی۔ اللہ رب العزت کے فضل سے تفسیر قرآن کے ضمن میں فقہا کے مذاہب مسائل فقیہہ کے سلسلے میں ان کے دلائل اور مسائل کلام و تصوف و بیان سیر و مغازی سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرأت کی صورتوں میں قرّاء کے اختلاف وغیرہ کے بیانات کافی و شافی آگئے ہیں۔ یہ سب محض اللہ جل شانہ کے فضل اور کرامتِ حضرت مظہرؒ کا ظہور ہے۔ قدسنا اللہ باسرارہ ـــــ

تمام شده حق تعالیٰ مقبول جناب خود سازد۔

پانچ جلدیں قریب تین سو جز ہشت ورقی جو ایک دستہ کاغذ ہوتا ہے صرف ہوا حق تعالیٰ شانہ اپنی بارگاہ قُدس میں مقبول فرمائیں۔

مقامات حضرت ایشاں کہ آں مشفق قلمی فرمودہ اند اگر نقل آں عنایت فرمایند کمال احسان است۔

حضرت ایشاں کے مقامات (یعنی حضرت مظہرؒ کے احوال موسوم بہ بشارات مظہریہ) جو آں محترم نے تحریر فرمائے ہیں اگر اس کی نقل عنایت ہو تو انتہائی احسان ہوگا۔

وبنده چند رسائل که نوشته است بعضے ازاں برائے فارسی خوانان مفید است انشاء اللہ تعالیٰ نویسانیده بخدمت سامی خواہد فرستاد ــــــ

اور بندہ نے چند رسائل لکھے ہیں ان میں سے بعض فارسی خواں حضرات کیلئے مفید ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ لکھوا کر خدمت عالیہ میں روانہ کروں گا۔

ہر دو نسخہ معمولات ومقامات حضرت ایشاں رضی اللہ عنہ کہ تالیف فرموده اند معرفت شیخ قادر بخش کیرانوی رسیدند نظم و معنی آں ہریک قابل مدح وثنا است حق تعالیٰ جزائے خیر دہد لیکن چوں بنا بر کمال شفقت ومہربانی خود مساوی فقیر را پرده پوش فرموده زیاده

معمولات و مقاماتِ حضرت ایشاں (یعنی معمولات مظہریہ اور بشارات مظہریہ) کے دو نسخے جو آں محترم نے تالیف فرمائے ہیں۔ شیخ قادر بخش کیرانوی کی معرفت پہنچے ۔ہر ایک کے الفاظ ومعانی قابل مدح وثناء ہیں ۔حق تعالیٰ جزائے خیر

ازکلہ دہن من ستائش فرمودہ اند فقیر راخجالت می آید کہ کسے آں را مطالعہ نماید اگر نہ می بود فقیر درترویج وتشہیر آں کوشش بلیغ میکرد حق تعالیٰ حسن ظن بزرگان راصادق کند ورنہ من آنم کہ من دانم فقیر ہردونسخہ را مطالعہ کردہ محظوظ گشتہ اگر بفرمایند آں ہردونسخہ رابدست کسے معتبر روندہ آں طرف نزد آں مہربان باز بفرسندو اگر بطریق ہبہ عنایت فرمودہ اند اینجا نگاہ داشتہ شود یادگار آں مشفق باشد۔(۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ والہ واصحابہ اجمعین وعلی کمل اتباعہ ومجددی دینہ وجمیع العباد

عطا فرمائے۔ آمین۔ لیکن کمال شفقت اور اپنی مہربانی کے سبب سے فقیر کی کوتاہیوں کو پردہ پوش رکھکر اہلیت سے زیادہ میری تعریف فرمائی ہے فقیر کو اس سے شرمندگی ہوتی ہے کہ کوئی اس کو مطالعہ کرے۔ ورنہ فقیر اس کی ترویج وتشہیر میں انتہائی کوشش کرتا۔ حق تعالیٰ بزرگوں کے حسن ظن کو سچا کرے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ فقیر دونوں نسخوں کا مطالعہ کر کے مستفید ہوا۔ اگر حکم ہو تو دونوں نسخوں کو کسی معتبر جانے والے کے بدست واپس بھیج دوں اور اگر ہبہ کے طور پر عنایت فرمایا ہو تو یہاں محفوظ رکھا جائے۔ آں محترم کی یادگار رہے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ والہ واصحابہ اجمعین وعلی کمل اتباعہ ومجددی دینہ وجمیع العباد

الصالحین۔

بعد از حمد وصلوٰۃ فقیر حقیر محمد شناء اللہ المجددی السعیدی المعصومی بعد از عرض قدمبوسی وسلام برکات انجام واضح ضمیر منیر می گرداند صحیفۂ شریفہ وعنایت نامہ علیہ ورود فرمود چوں مخبر محبت الٰہی واشتیاق کسب کمالات نامتناہی بود کہ بطبعہ پاک حضرات وطینہ طیبہ آں عالی درجات مقتضی آنست نہایت خورمی دست داد وشکر الٰہی بجا آورد حق تعالیٰ غایت تمنا میسر آرد وتمام کمالات حضرات شرف ساز د حق سبحانہ تعالیٰ دوستان خود را بہ الحاق اولاد آنہا بہ آنہا وعدہ فرمودہ است حیث قال والذین آمنو واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من شئی یعنی کسانیکہ ایمان کامل آوردہ اند یعنی اولیاء اللہ وتبعیہ شاں کردہ

الصالحین۔

بعد از حمد وصلوٰۃ فقیر حقیر محمد شناء اللہ مجددی سعیدی معصومی عرض قدم بوسی وسلام برکات کے بعد ضمیر منیر پر واضح کرتا ہے کہ صحیفۂ شریفہ وعنایت نامۂ علیہ وارد ہوا چونکہ محبت الٰہی واشتیاق کسب کمالات نامتناہی کی خبر دینے والا تھا اور حضرات اہل وطن کی پاکیزہ طبیعت کا اور درجات عالی کا مقتضی ہے جس سے انتہائی خوشی حاصل ہوئی، شکر الٰہی بجالایا حق تعالیٰ کامل تمناؤں کو پورا فرمائے اور بزرگوں کے کمالات سے مشرف کرے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں سے ان کی اولادوں کو ان سے ملانے کا وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا۔ والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من

اولاد آنہا با یمان لاحق خواہیم کرد
با آنہا اولاد شانرا بے آنکہ کم نہ کنیم از عمل
آنہا چیزے چوں حق تعالیٰ چنیں
وعدہ فرمودہ است پس صاجنزادگان
رابطریق اولیٰ ضرور است کہ تبعیہ
بزرگان خود نمایند ہر قدر کہ توانند۔

شئی (سورۂ طور: آیت ۲۱) (اور جو
لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد بھی
(راہ) ایمان میں ان کے پیچھے
چلی ۔ہم ان کی اولاد کو بھی انکے
درجے تک پہنچا دیں گے اور ان
کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں
گے) جب حق تعالیٰ نے ایسا وعدہ
فرمایا ہے پس صاجنزادوں کو بطریق
اولیٰ ضروری ہے کہ اپنے بزرگوں کی
اتباع کریں جتنا کرسکیں۔

وآنچہ دربارۂ فقیر کلمات تعظیم زیادہ
از کلہ و دہان فقیر قلمی فرمودہ اند فقیر
لیاقت آں ندارد امادرحق خود بشارت
می فہمد قال رسول اللہ ﷺ ان
من عباد اللہ من لو اقسم
علی اللہ لابرہ حق سبحانہ تعالیٰ
موافق حسن ظن بزرگان بہ تصدق
حضرات گرداند انشاء اللہ تعالیٰ او سبحانہ
آں مشفق رابہ کمالات آباء کرام شما
مشرف خواہد فرمود کہ محبت از بزرگان

اور فقیر کے بارے میں جو اہلیت سے
زیادہ کلمات تعظیم تحریر فرمائے
ہیں ۔فقیر ان کی لیاقت نہیں رکھتا۔
لیکن اپنے حق میں بشارت سمجھتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے ۔ان
من عباد اللہ من لو اقسم
علی اللہ لابرہ ۔(اللہ کے بندوں
میں سے بعض وہ ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ
پر قسم کھالیں تو اللہ اسے ضرور پورا
فرمادے گا) حق سبحانہ وتعالیٰ بزرگوں

بفضل الٰہی کامل دارند والمرء مع من
احب فرمودۂ سید ابرار است صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعلی
الہ واصحابہ ومجددی دینہ واولیاء امتہ
وسائر اتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔
وبندہ غلام وسگ ایں درگاہ است
زیادہ بجز قدمبوس چہ نویسد۔ (۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولوی صاحب مشفق ومہربان من
سلامت بعد از سلام سنت الاسلام
واشتیاق ملاقات بہجت آیات واضح
رائے باد الحمد للہ کہ فقیر تا تحریر رقیمہ بخیر
وعافیت است واحوال مستوجب
شکر الٰہی است حق سبحانہ وتعالیٰ آں
مشفق را سلامت وبر مسند ارشاد فیض

کے حسن ظن کے موافق انکے صدقے
میں معاملہ فرمائے گا انشاء اللہ
تعالیٰ۔ حق تعالیٰ شانہ آں محترم کو آباء
کرام کے کمالات سے مشرف
فرمائے گا کہ بزرگوں سے الحمد للہ کامل
محبت رکھتے ہیں اور المرء مع من احب
فرمودۂ سید ابرار ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ
واصحابہ ومجددی دینہ واولیاء امتہ
وسائر اتباعہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔ اور
بندہ (قاضی ثناء اللہ) اس بارگاہ عالی کا
غلام وسگ نیاز مند ہے قدم بوسی سے
زیادہ کیا لکھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولوی صاحب مشفق ومہربان من
سلامت بعد از سلام واشتیاق
ملاقات واضح ہو کہ فقیر تحریر عریضہ تک
بخیر وعافیت ہے اور احوال بحمد اللہ
شکر الٰہی کے لائق ہیں۔ حق سبحانہ
وتعالیٰ آں محترم کو سلامت اور مسند
ارشاد وہدایت پر فیض گستر رکھے۔

گنتر دارد فقیر ذات شریف را غنیمت
می داند و دعائے خیر می کند کثر اللہ
امثالکم و بارک اللہ فی برکاتکم ——
قلمی فرمودہ بودند کہ چند کلمہ وعظ
نصیحت باید نوشت مشفق من ہر چند از
نوشتن وعظ خجالت می آید و تازیانہ
قولہ تعالیٰ اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم
وانتم تتلون الکتاب
افلا تعقلون وقولہ تعالیٰ
یاایھا الذین امنوا لم
تقولون ما لا تفعلون کبر
مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا
تفعلون۔

فقیر ذات شریف کو غنیمت سمجھتا ہے اور
دعاء خیر کرتا ہے۔ کثر اللہ امثالکم
و بارک اللہ فی برکاتکم۔
آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ وعظ
ونصیحت پر مشتمل چند کلمات لکھ دیئے
جائیں۔ مشفق من اگرچہ وعظ کے
لکھنے سے شرمندگی ہورہی ہے کہ
تازیانہ فرمان الٰہی اس سے باز رکھتے
ہیں۔ قولہ تعالیٰ: اتأمرون
الناس بالبر وتنسون
انفسکم وانتم تتلون
الکتاب افلا تعقلون
(سورۂ بقرہ: آیت ۴۴) (یہ) کیا
(عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو
نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں
فراموش کئے دیتے ہو حالانکہ تم
کتابِ (خدا) بھی پڑھتے ہو کیا تم
سمجھتے نہیں؟) وقولہ تعالیٰ:
یاایھا الذین آمنوا لم
تقولون ما لا تفعلون

ازاں بازمی دارد لیکن نظر بر آنکہ مقصود
ازیں آیات امتناع از امر معروف
ونہی منکر نیست بلکہ مقصود تخصیص است
بر امتیان معروف وانتہائے منکر و بنا
بر امتثال امر شما نوشتہ می شود۔
گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی۔ (۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی صاحب مشفق مہربان من
سلامت بعد از سلام سنت الاسلام و
اشتیاق ملاقات بہجت آیات واضح
رائے گرامی باد الحمد للہ کہ ایجابہ جمیع
وجوہ خیریت است مگر والدہ دلیل
اللہ چہار دہم رجب ۱۲۱۳ ھجری
رحلت کردہ انا للہ وانا الیہ راجعون

کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا
ما لا تفعلون۔ (سورۃ الصف: ۲۔۳)
(تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو
کیا نہیں کرتے خدا اس بات سے
سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو
نہیں۔)

ان آیات سے مقصود امر معروف ونہی
منکر سے امتناع مقصود نہیں ہے بلکہ
اُمتیوں کیلئے تخصیص امر معروف ونہی
منکر ہے۔ اس بنا پر امتثال امر میں
لکھا جا رہا ہے۔
گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی صاحب مشفق مہربان من
سلامت بعد از سلام سنت الاسلام
واشتیاق ملاقات واضح ہو کہ یہاں
الحمد للہ بجمیع وجوہ خیریت ہے۔ مگر
والدہ دلیل اللہ چودہویں رجب
۱۲۱۳ ہجری رحلت کر گئیں انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ مکتوب گرامی پہنچا

خط سامی رسید چوں مخبر کسل مزاج سامی
بود از جراحت دست و تشنج وتپ
نہایت خاطر را پریشان کرد در
جناب الٰہی برائے صحت مزاج
شریف دعا کردہ می شود حق تعالیٰ
قرین اجابت سازد اسأل اللہ
العظیم رب العرش
العظیم ان یشفیك اسأل
اللہ العظیم رب العرش
العظیم ان یشفیك یاحلیم
یا کریم اشف مولوی نعیم
اللہ شفاءً کاملاً عاجلاً
لایغادر سقما ــــ قولہ
تعالیٰ والنالہ الحدید ان
اعمل سابغات وقدر فی
السرد واعملوا صالحا انی بما
تعملون بصیر این آیت را
خواندہ بہ دفعات بر دست دم باید فرمود
درود اول وآخر باید خواند خدا قادر
است انشاء اللہ تعالیٰ تشنج دست

چونکہ ناسازی طبیعت ہاتھ کے زخم۔
تشنج اور سخت بخار کی خبر دینے والا تھا
دل کو پریشان کر دیا بارگاہ الٰہی میں
صحت مزاج کے لئے دعا کی جا رہی
ہے حق تعالیٰ قبول فرمائے۔
اسأل اللہ العظیم رب
العرش العظیم ان یشفیك
اسأل اللہ العظیم رب
العرش العظیم ان یشفیك
یاحلیم یا کریم اشف
مولوی نعیم اللہ شفاءً
کاملاً عاجلاً لا یُغادر سُقما
(میں اللہ عظیم سے جو عرش عظیم کا رب
ہے آپکی صحت کے لئے سوال
کرتا ہوں اے حلیم و کریم مولوی نعیم
اللہ کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرما جو کوئی
بیماری نہ چھوڑے۔)
قولہ تعالیٰ: والنالہ الحدید
ان اعمل سابغات وقدر فی
السرد واعملوا صالحا انی بما

برطرف خواہد کرد۔(۹)

تعملــون بصــیر (سورۃ سبا آیت ۱۱) (اوران کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا، کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان کو دیکھنے والا ہوں) اس آیت کو پڑھکر بار بار ہاتھ پر دم کرنا چاہیئے اور اول و آخر درود شریف پڑھنا چاہیئے خدا قادر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تشنج دست کو دور فرمائے گا۔

مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

برخوردار سعادت آثار نور چشم مولوی بشارت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از سلام سنت الاسلام و دعائے مزید عمر و برکات دینی و دنیوی مطالعہ نمایند خط شما رسید احوال معلوم شد سابق ہم در شاہ جہاں آباد آمدہ بودند بہ سبب بعضے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

برخوردار سعادت آثار نور چشم مولوی بشارت اللہ سلّمہٗ اللہ تعالیٰ بعد از سلام سنت الاسلام و دعاء زیادتی عمر و برکات دینی و دنیوی مطالعہ فرمائیں تمہارا خط پہنچا، احوال معلوم ہوئے۔ پہلے بھی شاہجہاں آباد آئے تھے بعض

موانع اتفاق ملاقات نہ شدہ بود حالا باز در شاہ جہاں آباد آمدہ انداز نوشتن شما معلوم شد کہ مرض بسیار کشیدہ اند الحمد للہ کہ شفاء کلی حاصل شدہ حق سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ صحت وتندرستی ورفاح وفلاح دریاد خود وکسب سعادات مشغول دارد انشاء اللہ تعالیٰ بروقت ملاقات ہم توجہ شد کل امر مرہون باوقاتہا۔

موانع کے سبب سے ملاقات نہ ہوسکی تھی۔ اس وقت پھر شاہجہاں آباد آئے ہیں۔ تمہارے لکھنے سے معلوم ہوا کہ امراض میں بہت مبتلا رہے ہیں۔ الحمد للہ کہ شفاء کُلّی حاصل ہوگئی۔ حق سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ صحت وعافیت ورفاح وفلاح کے ساتھ اپنی یاد میں اور سعادتوں کے حصول میں مشغول رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات کے وقت بھی توجہ ہوگی۔ ہر امر اپنے اوقات کے ساتھ متعین ہے کل امر مرھون باوقاتھا۔

الحمد للہ کہ شما از شادی خود فراغت حاصل کردہ آمدید حق تعالیٰ مبارک کند وثمرات مترتب سازد آنچہ نوشتہ بود کہ خیل طبیعت من تشویش خمول وگم نامی است شہرت نہ می خواہم جائے من آدم راہمیں می باید کہ از طرف خود عجز وانکسار وخمول منظور دارد آنچہ شہرت داد یاد حق تعالیٰ می دہد بہ کسب

الحمد للہ کہ تم اپنی شادی سے فراغت حاصل کرکے آئے ہو حق تعالیٰ مبارک کرے اور ثمرات سے نوازے۔ جو کچھ لکھا تھا طبیعت کا رجحان گمنامی کی تشویش میں غالب ہے۔ شہرت نہیں چاہتا۔ میرے جیسے آدمی کو یہی چاہیئے کہ اپنی طرف سے عجز وانکسار وگمنامی پسند ہو۔ جو شہرت دی

وارادۂ خود تعلق نہ داد کہ اگر حق تعالیٰ
می دہد می دہد دراں برکت می شود
لقمان حکیم علیہ السلام را ہاتف ندا داد کہ
اگر خواہی ترا ریاست و حکمرانی دہم
لقمان گفت کہ اگر حکم چنیں باشد
ناچار یست سما وطاعت لیکن اگر
فقر را ممتازی سازند فقیر را گم نامی
وخمول قبول است ہاتف گفت
چرا لقمان جواب داد کہ آنچہ بر طلب
وارادہ خود بدست می آمد از جانب الٰہی
دراں امداد واعانت نہ می شود بہ نفس
اومی گذارند واگر بارادۂ الٰہی بدست می
آمد از جانب الٰہی امداد واعانت می
شود۔ بہرحال حق تعالیٰ آنچہ خواستہ
است ہماں بہتر است۔

ہے وہ حق تعالیٰ کی یاد دیتی ہے
۔آدمی کوشش اور اپنے ارادے
سے تعلق نہیں رکھتا ہے اگر حق تعالیٰ
دیتا ہے تو وہی دیتا ہے۔اس میں
برکت ہوتی ہے۔لقمان حکیم علیہ
السلام کو ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اگر تو
چاہتا ہے تجھ کو ریاست وحکمرانی دوں
لقمان نے کہا کہ اگر حکم غیبی ایسا ہی
ہے تو سننا واطاعت کرنا مجبوری ہے
لیکن اگر فقیر کو مختار بناتے ہیں تو فقیر کو
گمنامی وگوشہ نشینی قبول ہے۔ ہاتف
نے کہا کیوں؟ لقمان نے جواب
دیا کہ جو طلب اور اپنے ارادے سے
حاصل ہوتا ہے اس میں خدا کی طرف
سے امداد واعانت نہیں ہوتی اس کی
ذات پر اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور
اگر خدا کے ارادے سے حاصل ہوتا
ہے تو خدا کی طرف سے امداد واعانت
ہوتی ہے۔ بہرحال حق تعالیٰ نے جو
چاہا وہی بہتر ہے۔

وآنچہ نوشتہ اند کہ بعضے صاحبان نافہمی کردہ اند ہرچہ کسے کردہ باشد درحق خود کردہ باشد شما در کسب سعادات مشغول باشید نظر بر فضل الٰہی دارید حق تعالیٰ ہمہ خوب خواہد کرد زیادہ چہ نوشتہ شود والسلام۔ (۱۰)

اور جو کچھ لکھا ہے کہ بعض صاحبان نے نافہمی کی ہے۔ جو کچھ کسی نے کیا ہوگا اپنے حق میں کیا ہوگا۔ تم سعادتوں کے حاصل کرنے میں مشغول رہو۔ نظر فضل الٰہی پر رکھو حق تعالیٰ سب اچھا ہی کرتے ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے۔

والسلام

حواشی

۱۔ مکتوبات حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ (قلمی) ورق ۲۸

۲۔ بشارات مظہریہ ورق ۱۱۴

۳۔ اُویسِ زمانہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ نے فرمایا کہ نسبت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے بڑھی ہوئی تھی۔ (مجموعۂ رسائل (رسالہ اسرارِ محبت) در ملفوظاتِ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددیؒ) ص ۴۶)

حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے لکھا ہے:

"روزے حضرت ایشاں فرمودند کہ کسے از مخصوصان مانوس فقیر برروئے زمین یافتہ نہ می شود کہ پاس دو پاس باوے صحبت داشتہ آید خفگی و دل تنگی درمیان نیاید مگر ذات بابرکات حضرت مولوی ثناء اللہ سلمہ اللہ سالہا اگر بافقیر صحبت اختلاط دارد اصلاً حال ظاہر ونسبت باطن فقیر متغیر نہ گردد و بعد ازاں بہ طرف فقیر کاتب متوجہ شدہ، فرمودند کہ ایں عزیز نیز ملکی صفات است و در حاضر باشی یکتا کہ باہم چومن	ایک روز حضرت پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ روئے زمین پر مخصوصین میں فقیر سے مانوس کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ گھنٹہ دو گھنٹہ اس کے ساتھ صحبت رکھی جائے اور اس سے خفگی و دل تنگی نہ پیدا ہو، مگر حضرت مولوی ثناء اللہ سلمہ اللہ کی ذات بابرکت! وہ اگر سالہا سال فقیر کے ساتھ صحبت رکھیں تو فقیر کے حال ظاہر و نسبت باطن میں ہرگز کوئی تغیر نہ واقع ہوگا، اس کے بعد فقیر کاتب (حضرت شاہ

نازک مزاجی بہ خوش دلی زندگانی می کنید حالا ازیں عزیز ہم انسے بہ ایں قدر بہم رسیدہ کہ باوجود کثرت صحبت غبار وحشت بہ دامان جمعیت مانہ می رسد"

(بشاراتِ مظہریہ، ق ۱۰۵-۱۰۶)

نعیم اللہ صاحب) کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ عزیز بھی ملکی صفات اور حاضر باشی میں یکتا ہے کہ مجھ جیسے نازک مزاج کے ساتھ خوش دلی سے زندگی گزار رہا ہے اس وقت اس عزیز سے بھی اس قدر انس پیدا ہو گیا ہے کہ باوجود کثرت صحبت ہمارے دامن سکون واطمینان پر وحشت کا غبار نہیں پڑتا۔

۴۔ لکھنؤ میں حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ ومدرسہ تھا، جس سے بہت سے لوگ مستفیض ہوئے اور جس کا فیض لکھنؤ سے کانپور آیا، کانپور میں غدر کے بعد ہندوستانیوں کا سب سے پہلا مدرسہ (مدرسہ فیض عام) قائم ہوا۔ جس کے مدرّس اوّل مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی مقرر ہوئے اور عبدالرحمٰن خاں صاحب مالک مطبع نظامی کانپور کے مساعی جمیلہ کی بدولت تمام ہندوستان میں علوم کی اشاعت ہوئی۔

(جناب حاجی عبدالرحمٰن خاں شاکر، حضرت شاہ ابوالحسن نصیر آبادیؒ کے مُرید تھے، شاہ ابوالحسن نصیر آبادی خلیفہ حضرت شاہ مراد اللہ فاروقیؒ خلیفہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ۔

حاجی عبدالرحمٰن خاں صاحب نے ہی اپنے مطبع نظامی کانپور سے پہلی بار "معمولات مظہریہ" چھاپی تھی۔ اس کے طبع کی یہ برکت ہوئی کہ آپ کا مطبع نظامی تمام

ہندوستان کے بہترین مطابع میں شمار کیا گیا۔ آپ نے اپنے پیرومرشد کی قطعۂ تاریخ وفات اور چند اشعار خود نظم فرما کر ''معمولات مظہریہ'' کے آخر میں طبع کئے ہیں جس سے آپ کے شاعرانہ ذوق کا بھی پورا اندازہ ہوتا ہے۔)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کا سلسلۂ نسب:

حضرت شاہ نعیم اللہ بن غلام قطب الدین عرف مَلِک کالے بن ملک غلام محمد بن ملک آدم بن ملک مبارک بن ملک جلال بن ملک نصیر الدین بن ملک بیت بن ملک احمد بن ملک حسام الدین تا خواجہ عماد خلجی رحمہم اللہ و رضی عنہم (خود نوشت سوانح حیات شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ قلمی ورق ۱)

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے مورثِ اعلیٰ حضرت خواجہ عماد خلجیؒ مجاہد کبیر سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے تھے جیسا کہ آپ نے خود تحریر فرمایا ہے:

(اس سلسلے کی تفصیلات کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازیؒ'' مطالعہ کریں۔ مؤلف کتاب ہذا)

''حضرت خواجہ عماد خلجیؒ ... بہ نیت جہاد فی سبیل اللہ ہمراہ سلطانِ شہداء حضرت سید سالار مسعود غازیؒ در مملکت ہندوستان تشریف آوردند و در قصبہ کنتور از دستِ کفارِ مقہور شربتِ شہادت چشیدند''۔ (خود نوشت سوانح حیات شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ قلمی ورق ۲)

حضرت خواجہ عماد خلجیؒ ... بہ نیت جہاد فی سبیل اللہ سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور قصبہ کنتور (ضلع بارہ بنکی) میں کفار کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔

بعد ازاں ان کی اولادِ امجاد نے بہرائچ میں سکونت اختیار کر لی۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

دراصل خاندان ایں بزرگان علوی نسب و حنفی مشرب است لیکن بواسطہ آں کہ بیشترے از آنہا متقی و متورع و بہ خصائل حمیدہ و شمائل موصوف و معروف بودند و قاعدۂ ولایت است کہ ایں چناں کساں را ملقب بہ القاب خواجگی می خوانند بعضے بہ خواجگان مشہور بودند و چوں در سابق زمان قاعدۂ سلاطین سابق چناں دائر یافتہ بود کہ ارکان و عمدہ ہائے خود را القاب مَلِک می دادند و یکے از آں بزرگواراں بہ علاقہ روزگار از جناب شاہان پیشین خطاب مَلِک یافتہ بود بنا براں اولادش ملقب بہ مَلِک اشتہار دارد، علم بیشتر در خاندان فقیر موروث است۔ الخ

(خود نوشت حالات (قلمی) ورق ۴)

دراصل ان بزرگوں کا خاندان عَلَوِی نسب و حنفی مشرب ہے، لیکن اس سبب سے کہ ان میں سے اکثر متقی و خصائل حمیدہ سے متصف رہے ہیں اور قاعدۂ ولایت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو لقب خواجگی سے ملقب کرتے تھے اس لئے بہت سے لوگ خواجگان کے لقب سے مشہور تھے۔ اور چونکہ زمانۂ سابق میں سلاطین کا قاعدہ تھا کہ اپنے ارکان و خواص کو مَلِک کا لقب دیا کرتے تھے اور ان بزرگوں میں سے ایک بزرگ شاہانِ وقت سے تعلق کی بناء پر ان کی جانب سے خطاب مَلِک پائے ہوئے تھے اس بناء پر ان کی اولاد مَلِک کے لقب سے مشہور ہوئی۔ فقیر (شاہ نعیم اللہؒ) کے خاندان میں علم زیادہ تر موروثی تھا۔ (یعنی اس خاندان کے افراد موروثی طور پر عالم فاضل تھے۔)

ولادت اور تعلیم و تربیت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۳ھ/ ۱۷۳۸ء میں موضع بھدوانی پرگنہ فخرپور، تحصیل قیصر گنج، ضلع بہرائچ میں ہوئی۔ علم و مشیخت کے گہوارہ میں نشو ونما ہوئی۔ سات سال کی عمر میں حضرت شیخ محمد روشن بہرائچیؒ کی خدمت میں رسم بسم اللہ ادا کی گئی۔ رسم بسم اللہ کے بعد ایک ہی سال میں آپ نے قرآن مجید ختم فرما کر کتب درسیہ فارسیہ کی طرف توجہ فرمائی اور اپنے شہر کے اساتذہ سے مختصرات کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اس کے ختم کے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا چنانچہ لکھنؤ، شاہجہاں پور، بریلی، مراد آباد اور دہلی کا متعدد بار سفر کیا۔ ۱۱۷۱ھ میں آپ لکھنؤ تشریف لے گئے اور سرائے معالی خاں میں تکیہ شاہ ابراہیم میں قیام فرمایا اور حضرت مولوی محمد خلیل لکھنوی سے صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد شاہجہاں پور پہنچ کر مولوی امام بخش شاہجہاں پوری سے استفادۂ علوم فرمایا۔ بعد ازاں بریلی پہنچے اور قریب دو سال مسجد میرزائی میں مولوی شہاب الدین بریلوی سے علم حاصل فرمایا۔ اس کے بعد دہلی اور مراد آباد کی سیر کرتے ہوئے دارانگر پہنچے اور مولوی برکت صاحب الہ آبادی کے مدرسے میں حضرت مولوی محمد سالم صاحب سے علم حاصل فرمایا۔ اس کے بعد پھر ۱۱۷۷ھ میں لکھنؤ تشریف لے گئے اور تکیہ حضرت شاہ محمد عاقل سبز پوش چشتیؒ میں قیام فرمایا اور حضرت مولوی محمد ولی انصاریؒ فرنگی محلی شاگرد رشید حضرت مُلّا نظام الدین فرنگی محلیؒ کی خدمت میں رہ کر تمام علوم عقلی و نقلی سے فراغت حاصل فرمائی۔ اور علم فرائض و خلاصۃ الحساب کی کتابیں تقاوت مآب مفتی عبد الرب لکھنوی سے پڑھیں۔ اور کتب احادیث کی سند دوران کسب سلوک طریقہ دہلی میں شیخ الحدیث حضرت حاجی احمد شاگرد رشید حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے حاصل فرمائی اور علم تجوید و قرأت شیخ القُراء

حضرت سلطان یوسف ختلانی سے حاصل فرمایا(۱)

علم باطن کی تحصیل:

علم ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد علم باطن کی تحصیل کا شوق دامن گیر ہوا۔ چنانچہ ۱۱۸۶ھ میں لکھنؤ میں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت محمد جمیل صاحب نقشبندی سے فیض باطنی حاصل فرمایا اور طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار و اشغال بھی انہیں سے سیکھے (۲) بعد ازاں ۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء میں دہلی گئے اور حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ کر بیعت ہونے کا شرف حاصل فرمایا۔

''بشارات مظہریہ'' میں دہلی پہنچنے کو آپ نے اس طرح ظاہر فرمایا ہے:

''در ہزار و صد و ہشتاد و نہ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بہ تاریخ بست و پنجم ماہ مبارک رمضان بہ دہلی سعادت قدم بوس حاصل نمود و نفع سرمایہ عمر خود در جاروب کشی خانقاہ و خدمت سالکان راہ دید۔''(۳)	۲۵ رمضان مبارک ۱۱۸۹ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دہلی پہنچا، آں حضرت کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور خانقاہ کی جاروب کشی و سالکان راہ خدا کی خدمت کو اپنی عمر کا سرمایہ سمجھ کر تحصیل علم باطن میں مشغول ہو گیا۔

غرض چار سال کامل شب و روز یکسوئی کے ساتھ دنیا و مافیہا سے بے تعلق رہ کر

۱۔ خودنوشت سوانح حیات، ق ۳، تا ۵
۲۔ بشارات مظہریہ، ق ۲
۳۔ ایضاً ق ۲

حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت بابرکت میں گذارے۔ اس چار سال کی مدّت میں آپ کے وطن سے جو خطوط جاتے تھے آپ انہیں کھول کر نہیں پڑھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وطن اور اہل وطن کی محبت میں اس کارِ خیر میں فتور پیدا ہو جائے۔

حضرت شاہ ابوالحسن نصیر آبادیؒ نے لکھا ہے:

''تامدّت چہار سال کامل اکتسابِ برکاتِ طریقۂ عالیہ می نمودند، حال ولولہ وصرف ہمت جناب شاں راکہ در کسبِ سلوک داشتند نہا یتے نہ، شمۂ ازاں ایں کہ دریں عرصۂ چہار سالہ خطوط و مکاتیب کہ از وطن می آمدند، بہ خیال ایں کہ تعلقے بہ وطن و اہل وطن پیدا شود وفتورے دریں کار افتد، ملاحظہ نہ می فرمودند، و بہ جمعیت تمام در اخذ فیوض و برکات بسر بردہ، درمدت چہار سال بہ مرتبۂ کمال و تکمیل فائز شدہ۔''

(معمولات مظہریہ، دیباچہ از شاہ ابوالحسن نصیر آبادیؒ ص ۲)

مکمل چار سال تک طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی برکتوں کا اکتساب کرتے رہے، کسبِ سلوک کے سلسلے میں آپ جو ہمت اور شوق و ولولہ رکھتے تھے اس کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ جس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ اس چار سالہ عرصہ میں جو خطوط و مکاتیب وطن سے آتے تھے، اس خیال سے کہ وطن و اہل وطن سے تعلق خاطر پیدا ہوگا اور اس مقصد میں فتور واقع ہوگا، انہیں ملاحظہ نہیں فرماتے تھے اور اخذ فیوض و برکات میں پوری دلجمعی کے ساتھ منہمک رہتے تھے۔ چار سال کی مدت میں مرتبۂ کمال و تکمیل پر فائز ہو گئے۔

اور خرقۂ خلافت وطریقۂ عالیہ نقشبندیہ، قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ کی خلافت واجازت

مطلقہ سے سرفراز ہو کر ۱۱۹۳ھ/ ۱۷۷۹ء میں اپنے وطن بہرائچ لوٹ آئے اور طالبان حق کی رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے (۱)۔

"قطع نظر از دیگر امور خدمت جسمانی حضرت ایشاں آں چناں کردہ بودند کہ وقت رخصتِ حضرت ایشاں پیر و مرشد را تاسفے و تحسرے رو نمود۔ (۲)

دوسرے امور سے قطع نظر آپ نے حضرت مرزا صاحبؒ کی جسمانی خدمت اس طرح سے کی تھی کہ آپ کے رخصت ہونے کے وقت حضرت پیر و مرشد کو آپ کی جدائی پر بے حد رنج و افسوس ہوا۔

آپ نے "بشارات مظہریہ" میں لکھا ہے کہ:

"ہرگاہ فقیر در دہلی بہ کسب سلوکِ طریقہ در خدمتِ آں حضرت مشغول بود اکثر بہ خدمتِ بدنی از فقیر بسیار خوش می شدند و می فرمودند کہ مردم خدمتِ شما نیز بسیار خواہند کرد و ہم چناں شد کہ فقیر باوجود قدم توکل از برکت دعائے آں حضرت از خدمت تصدیع نہ می کشد۔

جب فقیر دہلی میں آں حضرت کی خدمت میں کسب سلوک طریقہ میں مشغول تھا تو آپ اکثر جسمانی خدمت کرتے وقت فقیر سے بہت خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگ تمہاری خدمت بھی بہت کریں گے اور ایسا ہی ہوا کہ فقیر توکل اختیار کرنے کے باوجود آنحضرت کی

۱۔ معمولات مظہریہ (دیباچہ) از: شاہ ابو الحسن نصیر آبادی، ص ۳

۲۔ معمولات مظہریہ (دیباچہ) ص ۳

دعا کی برکت سے ہر طرح کی دردسری و پریشانی سے محفوظ ہے۔

''نیز بہ وقت رخصت فقیر راقم بہ وطن آں حضرت اسپے خریدہ برائے سواری عنایت فرمودند، از آں روز فقیر راقم را اتفاق بہ پا رفتن اصلاً نہ شد۔ (بشارات مظہریہ، ق ۹۴)

نیز حضرت پیر و مرشد نے فقیر راقم کو وطن کے لئے رخصت کرتے وقت سواری کیلئے ایک گھوڑا خرید کر عنایت فرمایا چناں چہ اس دن سے فقیر راقم کو پیدل چلنے کا بالکل اتفاق نہیں ہوا۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے ایک مکتوب بنام محمد قاسم تحریر فرمایا ہے:

''مولوی نعیم اللہ صاحب بست و ہفتم شعبان روز پنجشنبہ ۱۱۹۳ ہجری بعد یافتن تبرک باطنی روانہ آں طرف شدہ اند۔ (مکتوبات حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ، (قلمی) ق ۳۱)

مولوی نعیم اللہ صاحبؒ ۲۷ شعبان روز پنجشنبہ ۱۱۹۳ ہجری تبرک باطنی (خلافت) پانے کے بعد اُس طرف (لکھنؤ) روانہ ہو گئے ہیں۔

حضرت مرشد علیہ الرحمہ نے چلتے وقت بشارت عظمیٰ فرمائی کہ:

''صحبت چہار سالہ تو برابر دوازدہ سالہ صحبتِ دیگراں است و از نورِ نسبت و فیضِ صحبتِ تو عالمے منور خواہد شد، و بودنِ تو در محروسہ لکھنؤ اولیٰ است و مردمان خدمتِ تو بہ خوشی خواہد نمود و کثرتِ مستفیدان و فتوحاتِ ہر دو

تمہاری چار سالہ صحبت دوسروں کی بارہ سالہ صحبت کے برابر ہے تمہارے نورِ نسبت اور فیضِ صحبت سے ایک عالم منور ہوگا تمہارا لکھنؤ خاص میں قیام بہتر ہے، وہاں رہو، لوگ تمہاری خدمت خوشی کے ساتھ کریں گے۔

جہان حق سبحانہ وتعالیٰ بہ تو ارزانی خواہد زمود۔
(خودنوشت سوانح حیات ق ۵-۶)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دونوں جہاں کی کامیابیوں کے دروازے کھول دے گا اور لوگ کثرت سے تم سے مستفید ہوں گے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"مولوی نعیم اللہ بہرائچی عمدہ خلفائے حضرت ایشاں، جامع اند در علم معقول ومنقول .... در صحبت ایشاں دلہا را جمعیت وحضور حاصل است، بہ کمال استقامت بر طریقۂ شریفہ واتباع سنن نبویہ واخلاق حسنہ آراستہ اند، در گوشۂ صبر وقناعت اوقات بہ یاد خدا معموری دارند، حضرت ایشاں بہ حال ایشاں عنایت بسیار داشتند۔
(مقامات مظہری، ص ۸۱-۸۲)

مولوی نعیم اللہ بہرائچیؒ حضرت پیر ومرشد کے عمدہ خلفاء میں ہیں۔ علم معقول ومنقول کے جامع ہیں ... آپ کی صحبت میں دلوں کو جمعیت اور حضور حاصل ہوتا ہے۔ آپ طریقۂ شریفہ پر کمال استقامت اور پیروی سنت نبوی میں نہایت کامل اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہیں۔ گوشۂ صبر وقناعت میں اپنے اوقات یاد الٰہی سے معمور رکھتے ہیں۔ حضرت پیر ومرشد کو آپ کے حال پر بڑی نظر عنایت تھی۔

حضرت شاہ ابوالحسن نصیر آبادیؒ (م ۱۲۷۲ھ) نے لکھا ہے:

"توکل وقناعت حضرت ایشاں راچہ گفتہ آید، باوصف بے سامانی ظاہری

آپ کے توکل وقناعت کے بارے میں کیا عرض کیا جائے۔ باوجود

ید طولیٰ در توکل داشتند، و طالبان خدا را بہ اندک توجہ ذاکر و شاغل می فرمودند، تا آنکہ ملکۂ حضور و دوام آگاہی از فیض صحبت سراپا برکت در اندک زمان حاصل می نمودند، کسانیکہ اندک بحضوری ماندند بہ تبدل احوال آفتاب عالم تاب می شدند، ذوق صحیح آں قدر داشتند کہ در اثنائے توجہ اگر خطرۂ از خطرات برقلب یارے از یاران طریقہ خطوری کرد دفعۃً اشارتے بہ دفع آں می فرمودند۔"

(معمولات مظہریہ، (دیباچہ) ص ۳)

ظاہری بے سروسامانی کے توکل بہت غالب تھا اور طالبان خدا کو معمولی توجہ سے ذاکر و شاغل فرمادیا کرتے تھے، یہاں تک کہ مسترشدین آپ کی صحبت بابرکت سے تھوڑے ہی وقت میں ملکۂ حضور و دوام آگاہی حاصل کر لیتے تھے جو لوگ تھوڑے دنوں بھی حضور میں رہتے تھے۔ تبدل احوال کی وجہ سے آفتاب عالم تاب ہو جاتے تھے۔ ذوق صحیح کا یہ عالم تھا کہ اگر دوران توجہ یاران طریقہ میں سے کسی کے دل پر کوئی خطرہ وارد ہوتا تو فوراً اس کے دفع کرنے کا اشارہ فرماتے۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ نے بہرائچ میں خانقاہ اور مسجد کے علاوہ حضرت مظہرؒ کے حکم سے لکھنؤ کے ایک محلہ بنگالی ٹولہ (بنگالی باغ) میں بھی ۱۱۹۴ھ میں ایک خانقاہ اور مسجد تعمیر فرمائی تھی۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے:

"فقیر نے آں حضرت کی شہادت کے سال میں بنگالی باغ میں ایک مکان (خانقاہ) --- بنایا تھا۔ جب اُس میں سکونت کا ارادہ کیا، آں حضرت کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کوئی حاضر ہے؟ میں نے عرض کیا، میں حاضر ہوں، فرمایا ہمارے پاس آؤ

جب میں آں حضرت کے سامنے پہنچا، اچانک لعاب دہن اپنے دونوں ہاتھوں میں پُر کر کے میرے سر پر اس طرح ڈالا کہ میرے تمام اعضاء پر پہنچ گیا حتیٰ کہ اس کے اکثر قطرات زمین پر بکھر گئے اس کے بعد فرمایا کہ اپنے مکان پر جاؤ، میں نے اس کی تعبیر لوگوں میں اپنے فیض وارشاد کی کثرت سے لی اور ایسا ہی ہوا۔

دوسری مرتبہ اسی مکان میں خواب میں فرمایا کہ اس مکان کا نام ''مظہر آباد'' رکھیں، جب میں نے اس میں لفظ ''ما'' بڑھایا تو تاریخ نکلی، لہٰذا یہ قطعہ تضمین کیا۔

قطعۂ تاریخ مسجد و خانقاہ لکھنؤ

از

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

چوں بحکم حق بنا کردیم ما ۔۔۔ شُد منور مسجد و خانہ زنور

گفت ہاتف = مظہرِ آباد ما ۔۔۔ چوں نمودم فکر تاریخش زغیب

۱۱۹۴ھ

اور صاجنرادۂ عالی قدر مُرید حسین بن یقینؒ نے جو کہ حضرت مجددؒ کی اولاد میں سے تھے یہ تاریخ پائی۔

مکانے خوش اسلوب پائندہ باد ۔۔۔ و تعبیر تسمیہ ایں مکان بہ مظہر آباد

(بشارات مظہریہ، ورق ۹۲)

حضرت مرزا صاحبؒ نے آپ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:

''انتقال از وطن بہ بلدۂ لکھنؤ بسیار بجا شد، دریں حکمتہا ست، واز نوید دخول یاران در طریقۂ علیہ سرور بہم

وطن سے لکھنؤ منتقل ہونا بہت بہتر ہوا، اس میں حکمتیں ہیں۔ اور طریقۂ علیہ میں لوگوں کے داخل ہونے کی

رسید، بارك الله فی کمالکم و تکمیلکم، انشاء اللہ تعالیٰ کثرت مستفیدان و فتوحات ہر دو جہان ارزانی خواہد شد، خاطر جمع دارند۔" (معمولات مظہریہ، ص ۱۱۱، اور رقعات کرامت سعات، ص ۱۲)

خوشخبری سے دل کو سرور ہوا، بارك الله فی کمالکم و تکمیلکم (خدا تمہارے کمال اور تکمیل میں برکت دے) انشاء اللہ تعالیٰ استفادہ کرنے والوں کی کثرت ہوگی۔ اور دونوں جہاں میں نعمتوں کی ارزانی ہوگی۔ خاطر جمع رکھو۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

"ہم چناں شد و آں چہ اسرار و فوائد ایں کلمات آں حضرت کہ "دریں حکمت ہاست" فرمودہ بہ مشاہدۂ فقیر درآمدہ"۔ (بشارات مظہریہ، ق ۹۲)

ایسا ہی ہوا، اور جو کچھ آں حضرت نے ان کلمات کے اسرار و فوائد کہ "دریں حکمت ہاست" فرمایا تھا، فقیر کے مشاہدہ میں آئے۔

"حق سبحانہ و تعالیٰ ہم چناں کرد کہ جمیع امور بہ موجب ارشاد آں حضرت بہ ظہور رسید و بیش تر سکونت فقیر در محروسہ لکھنؤ اتفاق افتاد۔ (خود نوشت سوانح حیات شاہ نعیم اللہ بہرائچی، قلمی ورق ۱۰)

حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ آں حضرت کے ارشاد کے مطابق تمام امور ظاہر ہوئے۔ چنانچہ فقیر کا قیام زیادہ تر لکھنؤ میں ہی رہا۔

محلہ بنگالی باغ غدر کے بعد انگریزوں نے بالکل کُھدوا ڈالا جس میں آپ کی خانقاہ اور مسجد شہید ہوگئی۔

آپ اپنے نوشتہ حالات میں ارقام فرماتے ہیں کہ

"امروز کہ ہزار و دو صد و ہشت ہجری است و عمر بہ پنجاہ و شش رسیدہ چہار بار سفر دہلی نمودہ و بارہا بلاد افاغنہ را دیدہ و سیر کردہ۔

و دو کرّت در قصبہ پانی پت اتفاق عبور گردیدہ یک بار یک سال کامل بہ ملازمت آں حضرت در آنجا بسر بردہ و نوبت دویم کہ برائے تعمیر مزار مبارک آں حضرت رفتہ بود در آنجا نیز چہل روز کامل بخدمت ارشاد پناہی حضرت مولوی ثناء اللہ پانی پتی گذرانیدہ، فیوضات علوم ظاہر و باطن و تحقیقات و تدقیقات تازہ از برکت صحبت و توجہ ایشاں استفادہ نمودہ"

(خودنوشت سوانح حیات شاہ نعیم اللہ بہرائچی قلمی ورق ۱۰)

آج جب کہ ۱۲۰۸ ہجری ہے اور میری عمر چھپن سال کی ہو چکی ہے۔ چار بار دہلی کا سفر کر چکا ہوں، کئی بار افغانی بلاد و امصار میں گھوما اور سیر کی، دو مرتبہ پانی پت جانے کا اتفاق ہوا، پہلی مرتبہ آں حضرت کے ساتھ ایک سال کامل وہاں گذارا، اور دوسری مرتبہ (۱۲۰۵ھ) میں جب حضرت پیر و مرشدؒ کے مزار مبارک کی تعمیر کے لئے دہلی گیا تھا تو پورے چالیس روز ارشاد پناہی حضرت مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی خدمت بابرکت میں گذارے۔ آپ کی صحبت و توجہ کی برکت سے علوم ظاہر و باطن اور تازہ تحقیقات و تدقیقات سے مستفیض ہوا۔

کشف اس قدر صحیح رکھتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر مزار مبارک کے لئے جب آپ (۱۲۰۵ھ (۱) - ۱۷۹۱ء میں) دہلی تشریف لے گئے، تب ذرا

۱۔ معمولات مظہریہ، ص ۱۴۴

ذراسی بات حضرت مرزا صاحبؒ سے دریافت فرما کر اس کے مطابق تعمیر کراتے تھے۔ یہاں تک کہ تعمیر کے بعد حضرت مرزا صاحبؒ آپ سے بہت خوش ہوئے۔ اور خواب میں فرمایا کہ:

”من از شما بسیار راضی ام کہ از برائے اخلاص فقیر زن و فرزند را گذاشتہ رنج و مشقت سفر اختیار کردہ تعمیر مزار موافق مرضی فقیر نمودید، خدا اجزاء خیر دہد۔ (بشارات مظہریہ، ق ۹۱)

میں تم سے بہت خوش ہوں کہ فقیر کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے زن وفرزند کو چھوڑ کر سفر رنج و مشقت برداشت کرکے مزار کی تعمیر فقیر کی مرضی کے موافق کیا ہے، خدا جزائے خیر دے۔

خلفاء: آپ کے خلفاء کی تعداد بہت کثیر تھی۔ جن کے نام معلوم ہوسکے وہ یہ ہیں:

۱۔ شاہ مراد اللہ فاروقی تھانیسری لکھنوی (آپ کا مزار مراد علی لین، اکھاڑہ کریم اللہ شاہ، متصل رائل ہوٹل (باپو بھون) لکھنؤ میں ہے)

۲۔ مولوی محمد حسن کٹکی (آپ کا مزار مولوی محلہ، پوسٹ مہاسنگھ پور، ضلع کٹک، صوبہ اُڑیسہ میں ہے)

۳۔ مولوی کرامت اللہ (آپ کا مزار درگاہ پیر جلیل لکھنؤ میں ہے۔)

۴۔ مولوی نور محمد (آپ کا مزار درگاہ پیر جلیل لکھنؤ میں ہے۔)

۵۔ مولوی بہاء الدین

۶۔ حاجی سید احمد علی (آپ کا مزار مسجد ٹاٹ شاہ، چوک، فیض آباد میں ہے)

۷۔ سید محمد دوست (آپ کا مزار مسجد ٹاٹ شاہ، چوک، فیض آباد میں ہے)

۸۔ میر محمد ماہ (آپ نے لکھنؤ کے ایک محلہ مکنیا ٹولہ (قندھاری بازار کے پاس ایک محلہ تھا) میں ۱۱۸۸ھ میں ایک مسجد تعمیر کرائی تھی جو مسجد محمد ماہ کے نام سے مشہور تھی۔ اسی مسجد کے صحن میں شاہ محمد تقی کا مزار تھا۔)

۹۔ شاہ محمد تقی ۱۰۔ مولوی جان محمد ۱۱۔ مولوی خدا بخش

۱۲۔ میر محمد امین ۱۳۔ سید حسن شاہ ۱۴۔ شیخ محمد یاسین

۱۵۔ شیخ محمد حیات ۱۶۔ شاہ محمد حسن ۱۵۔ اسد علی

۱۸۔ میر بندہ علی خاں

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے لکھا ہے:

"حق ایں است کہ ایشاں زندہ اند کہ اصحاب نیک وخلفائے بسیار گذاشتہ اند وفیض ایشاں شائع است ... لیک افسوس دریاران حضرت صاحب وقبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثل ایشاں کسے نہ ماند۔"

(مکتوبات (قلمی) ص ۷۷-۲۲۲)

حق یہ ہے کہ آپ (حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی) زندہ ہیں کہ بہت سے خلفاء اور اصحاب نیک چھوڑ کر گئے ہیں جن سے اُن کا فیض جاری ہے، لیکن افسوس حضرت صاحب وقبلہ (حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ) کے یاران واصحاب میں اُن کے جیسا کوئی باقی نہیں رہا۔

شاگرد: آپ کے شاگردوں کی خاصی تعداد تھی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے: "آل اولاد وشاگردان ومریدان مولوی نعیم اللہ صاحب (۱)" تلاش بسیار کے

---

(۱) مکتوبات (قلمی) ص ۵۸

باوجود چند حضرات کے نام کا پتہ چل سکا جو یہ ہیں۔

۱۔ شاہ پیر غلام لکھنوی (۲) خواہرزادہ حضرت شاہ محمد عاقل سبزپوش چشتی کاکورویؒ

۲۔ شاہ بدر علی لکھنوی (۳) خواہرزادہ حضرت شاہ محمد عاقل سبزپوش چشتی کاکورویؒ

۳۔ مرزا عبداللہ (۴) (عرف مرزا اللن) فرزند مرزا شاہ علی متبنیٰؒ اہلیۂ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ اور حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کی حیات وخدمات کافی حد تک پردۂ خفا میں ہیں، آپ پر جس طرح کام ہونا چاہئے تھا اور آپ کا تعارف جس انداز سے ہونا چاہئے تھا اس کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں ہوسکی اور نہ اب تک آپ کے احوال وآثار پر کوئی مفصّل اور تحقیقی کام ہوا ہے۔

۵۔ مکتوبات (قلمی) ص ۵۸

۶۔ ایضاً ص ۶۱-۶۳-۶۴-۶۷

۷۔ عکسیات ص ۴۵۴

۸۔ مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی (قلمی) ص ۷۹

۹۔ مکتوبات (قلمی) ص ۵۷

۱۰۔ مکتوب قلمی

۲۔ خودنوشت سوانح حیات ورق ۵

۳۔ خودنوشت سوانح حیات ورق ۵

۴۔ بشاراتِ مظہریہ، ورق ۱۱۸

مکتوبات

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوباتِ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بنام میاں سراج نبی صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صاحب زادۂ عالی شان مظہر لطف و
مجموعۂ احسان میاں سراج نبی
صاحب سلمہ الرحمٰن، فقیر محمد نعیم اللہ
بہرائچی دریوزہ گر دعائے خیر خاتمہ
دوستان وصحت وسلامت وعافیت
ایشاں است، بعد ادائے آداب
مراسم صاحب زادگی و اظہار لوازم
کمالات مراتب بزرگی بندہ عرض می
رساند، کہ عنایت نامہ گرامی کہ مشتمل
برکمال عنایت ومہربانی و متضمن نوید
اجرائے مقاصد موجودات —
بنابرخاطر ایں خاکسار غریق عصیان و
نادانی بود شرف ورود فرمود فرحت
برفرحت افزود۔ ونیز درآں عنایت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صاحب زادۂ عالی شان مظہر لطف و
مجموعۂ احسان میاں سراج نبی
صاحب سلمہ الرحمٰن۔
فقیر محمد نعیم اللہ بہرائچی جو دوستوں کی
دعاء خیر خاتمہ کا محتاج اور انکی صحت و
سلامتی وعافیت کا امیدوار ہے بعد اداء
مراسم صاجنرادگی و اظہار مراتب
بزرگی عرض گزار ہے کہ عنایت نامہء
گرامی جو کمال عنایات پر مشتمل اور
اِجراء مقاصد موجودات کو شامل ہے
موصول ہو کر فرحت قلب میں اضافہ کا
سبب ہوا۔ اس میں مرقوم تھا کہ
حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مکتوب میں وارد ہے لی مع اللہ وقت

نامہ مرقوم بود کہ در مکتوب پیر دستگیر و مرشد برحق حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد شدہ، لی مع اللہ وقت الیٰ آخرالحدیث واھل حدیث ایں را معتبر نمی دارند و اگر صحت آں فرض کردہ شود پس خالی از اشکال نیست چہ بموجب کلمات بزرگان و اقوال ایشاں ہر کامل و صاحب حال را ایں معیت حاصل است تخصیص جناب نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام چہ وجہ دارد۔

الی آخرالحدیث۔ اہل تحقیق حدیث اس کو معتبر نہیں سمجھتے۔ اور اگر اس کی صحت فرض کرلی جائے تو اشکال سے خالی نہیں ہے کہ بزرگوں کے اقوال کے بموجب ہر کامل و صاحب حال کو یہ معیت حاصل ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔

چوں بہ سبب ضعف دل و دماغ و نقاہت بدن کہ از استیلائے امراض متعددہ شدت بیماری ہائے شدیدہ کہ درینولا باز عارض بحال ایں عاصی شدہ بود تقصیرے و تاخیری در تحریر جواب خط آنجناب واقع شدہ معاف فرمایند حالاکہ بفضل الٰہی و توجہات غیر متناہی مثل شما بزرگان اندک صحتے و فرصتے بہ نسبت سابق حاصل شد بہ

متعدد امراض اور دل و دماغ کے ضعف اور جسم کی کمزوری کے سبب سے بیماری کی جو شدت اس عرصہ میں فقیر کو لاحق ہوئی اسکی وجہ سے آنجناب کے خط کا جواب نہیں تحریر کر سکا معاف فرمائیں اس وقت فضل الٰہی اور آپ بزرگوں کی توجہات کی برکت سے قدرے صحت و فرصت بہ نسبت سابق حاصل ہوئی ہے اس

امتثال امر شریف می پردازد، آنچہ در حل ایں اشکال بخاطر ایں خاکسار و عقل ناقص ایں ذرۂ بے مقدار ریختہ ایں است۔

کہ بر تقدیر صحت ایں حدیث مراد از معیت در وقت خاص کہ در ایں حدیث وارد شدہ معیت بالاصالت است کہ از خاصہ و خصوصیت جناب رسالت است علی صاحبہا الصلوۃ و السلام کہ دیگر آں را در آں وقت رسائے و گنجائے نہ۔ اگر چہ از انبیاء مرسل و ملایک مقرب باشد مگر اولیاء امت محمدیہ را صلی اللہ علیہ وسلم بہ تبع و طفیل بر کسب کمال متابعت آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام، نیز امر کہ از معیت در وقت خاص حاصل است چنانکہ مقام محمود مخصوص بجناب نبوت است علی صاحبہا الصلوۃ والسلام و دیگر آں را از امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ تبع و طفیل، لہذا حضرت

لئے آنجناب کے حکم کی بجا آوری میں مشغول ہوں، اس خاکسار کی عقل ناقص میں مذکورہ اشکال کا جو حل آ رہا ہے وہ تحریر کرتا ہوں۔

اس حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں وقتِ خاص میں معیت جو اس حدیث شریف میں وارد ہے معیت بالاصالت ہے، جو جناب رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی خصوصیت ہے کہ اس وقت خاص میں دوسروں کی رسائی اور گنجائش نہیں۔ اگر چہ انبیاء مرسل و ملائکۂ مقرّب میں سے ہوں۔ مگر اولیاء امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے طفیل میں اوقاتِ مخصوصہ میں معیت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ مقام محمود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے مخصوص ہے امت محمدیہ کے دوسرے افراد بھی آپ کے طفیل

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

حق سبحانہ وتعالیٰ ایں امت مرحومہ را درکلام مجید خود بہ خلعت وخطاب خیریت کنتم خیر امتہ اخرجت للناس سرفراز فرمودہ۔

مشرف ہوتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو خطاب خیر امۃ کی خلقت سے نوازا اور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (سورہ آل عمران آیت ۱۱۰) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو۔) سے سرفراز فرمایا ہے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ شمہ از تحقیق ایں معنی در رسالہ والدیہ خود بیان نمودہ، کہ چوں استعداد آئینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل از مجموع بود وظہور آثار تجلیات ذات و اسماو صفات درواتم از مجموع ظاہر شد و چوں امت را بواسطہ کمال متابعت از مجموع نصیب است خلعت کنتم خیر امتہ اخرجت را در برایشاں پوشانیدند و ازینجاست کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لقد تمناء اثنا عشر نبیا انھم کانوا من امتی زیرا کہ ایشاں دانستہ بودند کہ او اکمل ہمہ است و او را کمالاتے

حضرت خواجہ (عبید اللہ) احرار قدس سرہ نے اس معنیٰ کی کسی قدر تحقیق رسالہ والدیہ میں خود بیان فرمائی ہے کہ: جب آئینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد دوسروں سے اکمل تھی اور تجلیات ذات واسماء و صفات کا ظہور اس میں سب سے اتم و اکمل ظاہر ہوا اور امت کو کمال متابعت کے طفیل سب سے زیادہ حاصل ہے تو : کنتم خیر امۃ کا لباس اس کو پہنایا اسی سبب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لقد تمنی اثنا عشر نبیاً انہم کانوا من امتی ۔(بارہ نبیوں نے تمنا کی ہے

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

است کہ دیگراں را نبود و نیز دانستہ بودند کہ حصول ایں مرتبہ علیہ نار بستہ بہ متابعت اوست صلی اللہ علیہ وسلم علو ہمت ایشاں آں تقاضا کرد کہ ایں کمال نیز ایشاں را باشد۔

کہ کاش وہ میری امت میں سے ہوتے۔) کیونکہ انھوں نے جان لیا تھا کہ حقیقی کمال وہ ہے جو آپ کو حاصل ہے، دوسروں میں وہ کمال نہیں، نیز یہ سمجھ گئے تھے کہ یہ بلند مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر موقوف ہے ان کی بلند ہمتوں نے چاہا کہ یہ کمال بھی انھیں حاصل ہو۔

وحضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ در مکتوب دوصد و شصتم از جلد اول می فرمایند، کہ وقتِ خاص کہ پیغمبر را بودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ تعبیر ازاں لی مع اللہ وقت فرمودہ، نزد فقیر در نماز بود و نماز است کہ مکفر سیئات است و نماز است کہ نہی از فحشاء و منکر می فرماید و نماز است کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام راحت خود دراں می جوید آنجا کہ می فرماید ارحنی یا بلال و نماز است کہ ستون دین آمدہ و نماز است کہ فارق اسلام و کفر گشتہ و نیز فرمودہ

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات جلد اول کے دوسو ساٹھویں مکتوب میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وقتِ خاص وہ ہے جس کی تعبیر لی مع اللہ وقت سے فرمائی ہے، فقیر کے نزدیک وہ وقت نماز میں رہا ہے۔ اس لئے کہ نماز ہی ہے جو بُری باتوں سے روکتی ہے اور نماز ہی ہے جو بے حیائی سے روکتی ہے اور نماز ہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں راحت محسوس فرماتے تھے، جس کے بارے میں فرمایا ارحنی یا بلال۔

الصلوۃ معراج المؤمنین و اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوۃ انتھی۔

اے بلال (نماز سے) مجھے راحت پہنچاؤ۔ نماز ہی ہے جسے ستون دین قرار دیا ہے جو کفر و اسلام میں فرق کرنے والی ہے، نیز فرمایا الصلوٰۃ معراج المومنین و اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوۃ (نماز مومنوں کی معراج ہے کہ بندہ اللہ سے سب سے زیادہ نماز میں قریب ہوتا ہے۔)

ازینجا عظمت و بزرگی متابعان ایں امت باید دریافت کہ از بزرگ دولت متابعت بہ کدام درجہ از منازل و مقام رسیدہ اند۔

یہی وہ اسباب ہیں جن کے ذریعہ اس امت کے متبعین صادق کی عظمت و بزرگی معلوم کرنی چاہئے کہ دولت متابعت کے ذریعہ کتنے بلند مقامات پر پہنچے ہیں۔

و در صورت غیر صحت ایں حدیث بموجب قاعدہ علمائے دین کہ مقرر فرمودہ اند ہر حدیثے ضعیف یا غیر صحیح کہ مخالف نص قطعی یا حدیث صحیح نہ باشد حکم آں حدیث عملاً و اعتقاداً مثل حکم حدیث صحیح است و نص قطعی و ایں

اور اس حدیث کے صحیح نہ ہونے کی صورت میں علماء دین کے قاعدے کے بموجب جو انھوں نے مقرر کر رکھا ہے کہ ہر ضعیف یا غیر صحیح حدیث جو کہ نصّ قطعی یا حدیث صحیح کی مخالف نہ ہو اس حدیث کا حکم عملاً و اعتقاداً

حدیث نیز ازیں قبیل است وھو معکم اینما کنتم و ان اللہ معنا ایں ہر دو آیات کریمہ شاہد عدل اند بر اثبات مضمون ایں حدیث گو نزد ارباب حدیث الفاظ ایں بہ صحت نہ رسیدہ باشد و ظاہراً ایں حدیث از موضوعات معلوم نہ می شود کہ گفتگوئے آں نمودہ آید۔

حدیث صحیح کے مثل ہے اور اس حدیث کے بارے میں نصّ قطعی بھی اسی قبیل سے ہے اور وھو معکم اینما کنتم (سورہ حدید آیت: ۴) (اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔) اور ان اللہ معنا (سورہ توبہ ۴۰) (یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہے) دونوں آیات کریمہ اس حدیث کے مضمون کے اثبات پر شاہد عدل ہیں اگر چہ ارباب حدیث کے نزدیک اسکے الفاظ صحت کے معیار تک نہ پہنچے ہوں اور یہ حدیث بظاہر موضوعات میں سے نہیں معلوم ہو رہی ہے کہ اس پر گفتگو کی جائے۔

و نیز باید دانست کہ معیت دو قسم است، یکے معیت عامہ کہ مستفاذ از کریمہ اُولیٰ است و آں شامل تمام اولیاء و انبیاء و ملائکہؑ کرام است، دوم معیت خاصہ کہ مضمون ایں حدیث

نیز جاننا چاہئے کہ معیت دو قسم پر ہے، ایک معیت عامہ جو پہلی آیت سے مستفاد ہے اور وہ تمام اولیاء و انبیاء و ملائکہ کو شامل ہے۔ دوسری معیت خاصّہ جس کا مضمون آیت کریمہ ثانیہ

مذکورہ است و آں ماخوذ از کریمہ ثانیہ کہ دراں ہیچ کس از اولیاء و انبیاء و ملائکہ را بہ آنحضرت مشارکت نیست مگر کمال اولیاء امت مثل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایشاں را نیز بہ تبع و طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں معیت حاصل است۔

چوں ایں مقدمہ دانستہ شد دیگر باید دانست، کہ نزد فقیر راقم چناں معلوم می شود، کہ مراد از وقت خاص وقتے است کہ آنسرور را صلی اللہ علیہ وسلم در غار بودہ پس در آں وقت خاص باوجود تشویشاتِ شتیٰ از ایذا و آزار و خوف و قتل نفس خود از دست کفار بسبب حصول معیت خاصہ آنچناں التذاذ و احتظاظ در باطن خود داشت کہ اصلا خطرہ و اندیشہ خوف آں تشویشات بخاطر شریف راہ نہ یافت باوجود غلبۂ حالت صحو کہ شان انبیاء است مگر رفیق شفیق خود را در آں ہنگام محزون و مغموم

سے ماخوذ ہے جس میں اولیاء و انبیاء و ملائکہ میں سے کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشارکت حاصل نہیں ہے مگر اس امت کے اولیاء کاملین مثل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطفیل اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ معیت حاصل ہے۔

جب یہ مقدمہ جان لیا گیا تو دوسرا بھی جاننا چاہئے کہ فقیر راقم (شاہ نعیم اللہ) کے نزدیک ایسا ہی ہے کہ وقتِ خاص سے مراد وہ وقت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں حاصل رہتا تھا۔ پس اس وقت خاص میں باوجود مختلف تشویشات و آزار و خوف قتل از دست کفار، معیت خاصہ کے حصول کے سبب اپنے باطن میں اس قدر حظّ و التذاذ محسوس فرماتے تھے کہ خاطر شریف میں ہرگز کوئی خطرہ و اندیشہ نہ گزرتا تھا باوجود حالت صحو! کہ شان انبیا ہے مگر رفیق

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

از اندیشۂ ایذائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہ از برائے ایذائے خود کہ
از اول روز خود را فدائے برفاقت
آنحضرت نمودہ بود پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بہ جہت تسلی او فرمودہ
لاتحزن ان اللہ معنا یعنی اے
صدیق غم مخور و محزون مشو بدرستی کہ حق
سبحانہ در ایں وقت خاص با ماست، ما
معیت خاصہ کہ ہیچ انبیاء مرسل و ملائک
مقرب را آں چنیں معیت در وقتے از
اوقات خاص نیست مگر ترا و تابعان
ترا نیز ایں معیت بہ تبع و طفیل من
حاصل است تا قیامت، چنانکہ
ضمیر متکلم مع الخیر دلالت می کند
برایں مدعا بعد از اں حضرت صدیق
بمجرد حصول دولت ایں بشارت
فانزل اللہ سکینتہ علیہ
آں حزن و اندوہ از چہرہ مبارک
ایشاں بالکلیہ مبدل بہ بشاشت
گشت لہٰذا در وفات آنحضرت صلی

شفیق کو جو ایذائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اندیشہ سے مخزون و
مغموم رہتے تھے کہ روز اول ہی سے
خود کو رفاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کیلئے خود کو فدا کئے ہوئے تھے، تسلّی
دینے کے لئے فرمایا: لاتحزن ان
اللہ معنا (سورہ توبہ: ۴۰) (یعنی
اے صدیق) غم نہ کرو یقیناً خدا (اس
وقتِ خاص میں) ہمارے ساتھ
ہے۔ یہ معیت خاصہ جو کسی نبی مرسل و
ملائکہ مقرب کو اوقات میں سے کسی
وقت خاص میں حاصل نہیں ہے مگر
تجھے اور تیرے متبعین کو بھی میری
اتباع کے طفیل قیامت تک حاصل
رہے گی، جیسا کہ ضمیر متکلم مع الخیر اس
مدّعا پر دلالت کرتی ہے، اس بشارت
کے حاصل ہوتے ہی فانزل اللہ
سکینتہ علیہ (سورہ توبہ: ۴۰)
{ تو خدا نے ان پر تسکین نازل
فرمائی } وہ حُزن وملال آپ کے

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ از کثرت غم و الم
بے ہوش و حواس گشتند مگر صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ از برکت
ہُماں معیت خاصہ کہ بہ تبع و طفیل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غار حاصل
کردہ بود بحال خود مستقیم ماند،
ازینجاست کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ آرزو بہ آں نمودہ کہ شاید تمام اعمال
وحسناتِ ما برابر یک حسنہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد و
مراد ازآں یک حسنہ ہمیں معیت خاصہ
است کہ بہ تبع و طفیل آنحضرت ایشاں
را در غار حاصل شدہ بود۔

و نیز ازینجاست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم فرمود لو وزن ایمان ابو بکر مع
ایمان کل امتی لرجح۔

چہرۂ مبارک سے دور ہو کر فرحت و
بشاشت سے بدل گیا، یہی وجہ ہے کہ
آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات
کے موقع پر تمام صحابہ کثرتِ رنج و غم
سے ہوش و حواس کھو بیٹھے مگر صدیق
اکبرؓ کہ اسی معیت خاصّہ کی برکت
سے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اتباع کے طفیل غارِ ثور میں آپکو حاصل
ہوئی تھی اپنی حالت پر مستقیم رہے۔
یہی سبب ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے اسکی آرزو کی کہ کاش ہماری تمام
نیکیاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہوتیں۔
اس ایک نیکی سے مُراد یہی معیت
خاصّہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی اتباع کے طفیل میں آپ کو غار
میں حاصل ہوئی تھی۔
نیز یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا لو وزن ایمان ابی
بکر مع ایمان کل امتی لرجح (اگر ابو بکر کا

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

ایمان میری اُمت کے تمام افراد کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلڑا بھاری ہوگا۔)

ونیز ازینجاست کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پُرسید کسے بہ ایں صفت موصوف است کہ حسنات او مثل و مقدار ستارگان باشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، باز حضرت صدیقہ بعرض رسانید کہ حسنات پدر من کجاست، حضرت علیہ السلام فرمود کہ یک حسنہ پدر تو افضل و اعلیٰ است از تمام حسنات عمر۔

نیز یہی سبب ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی ایسا بھی ہے جسکی نیکیاں ستاروں کے بقدر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا میرے باپ کی نیکیاں کہاں ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے باپ کی ایک نیکی عمر کی تمام نیکیوں سے افضل ہے۔

ونیز ازینجاست کہ حضرت مجدد را رضی اللہ تعالیٰ عنہ از کمال متابعت آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایں درجہ از معیت کہ در آں وقتِ خاص کہ از سلطانِ وقت بہ ایشاں ایذا و آزار رسیدہ آں چناں حاصل شدہ بود کہ اصلاً غبار

نیز یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کمال متابعت آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ وقتِ خاص کی وہی معیت اس درجہ حاصل ہوئی کہ سلطانِ وقت کے آزار و ایذا رسانی کی وجہ سے آپ کے قلب پر کوئی

اندیشۂ ایں رنج و بلا بخاطر شریف
ایشاں نہ رسیدہ، ایں احوال آنحضرت
رارضی اللہ تعالیٰ عنہ از مکتوبات کہ بہ
صاجزادہ ہا نوشتہ اند مطالعہ
فرمایند(۱)

اندیشہ نہ گزرا۔
اِن احوال کو اُن مکتوبات میں جو
صاجزاد گان کو تحریر فرمائے ہیں
مطالعہ فرمائیں۔

بنام راجہ مدار بخش خاں (ریاست نان پارہ ضلع بہرائچ)

باسمہ سبحانہ

او سبحانہ جلّ شانہ

راجہ صاحب مہربان قدردان
درویشان را بر اعداء کفار مظفر و منصور و
از دوستان انصار خوش وقت و مسرور
دارد۔ فقیر بحکم الدین نصیحۃ یعنی دین
خیر خواہی مسلمانان است۔ کلمہ چند
بطریق وصیت و نصیحت از راہ خیر
خواہی دولت سرکار و دوستی اسلام کہ
برمن غالب است می نویسم کہ ایں
نصیحت بکار بستنی است، نہ سراسر دیدنی
وملاحظہ نمودنی۔

یکے آنکہ چوں حق سبحانہ تعالیٰ شما را
ایں راج نو وحشمت تازہ کہ از فضل
وعنایت بے اندازہ خود عنایت
فرمودہ شکر ایں نعمت عظمیٰ ایں است
کہ رعایا پروری و دادرسی را شعار خود

راجہ صاحب مہربان قدردانِ
درویشاں کو اعداء کفار پر مظفر و منصور
اور مددگار دوستوں کی طرف سے خوش
وقت اور مسرور رکھیں فقیر (شاہ نعیم
اللہ) الدین نصیحۃ کے مطابق کہ دین
مسلمانوں کی خیر خواہی ہے: چند
کلمات بطریق وصیت و نصیحت و خیر
خواہی دولت سرکار و دوستی اسلام لکھ
رہا ہے کہ یہ نصیحت عمل کرنے کے
قابل ہے نہ کہ صرف دیکھنے اور ملاحظہ
کرنے کے۔

ایک یہ کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ نے
آنجناب کو یہ نئی ریاست اپنے بے
اندازہ فضل سے عنایت فرمائی ہے،
اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ہے کہ رعایہ

سازند۔ ؎

رعایت دریغ از رعیت مدار
مراد دل دادخواہاں برآر

تا ایں راج و زمینداری جدید ہم چو نان پارہ کہنہ و قدیم کردیدہ تاقیامت قائم و دائم باشد۔

دوم آنکہ درخدمت درویشان کہ عالمی بدامان دعائے وہمت ایشاں آویختہ اند۔ بارعایت آداب وشرائط ہرگز تقصیر نہ نمایند۔ واحوال راجہ کرم خاں مرحوم یعنی جد بزرگوار خود شنیدہ باشد و فقیر بچشم خود معائنہ نمودہ کہ ہزاراں کمل معہ زرنقد در ہر سال درتواضع و مدارات فقراء فی سبیل اللہ صرف می نمودند وایں جاہ وحشم کہ می بینند از برکت ایں عمل است خبر شرط است۔

سوم آنکہ دراداے صلوۃ خمسہ از ارکان اسلام وستون دین است بارعایت جمعہ و جماعت التزام و اہتمام تمام دارید کہ حق تعالیٰ درقرآن مجید می

پروری و دادرسی اپنا شعار بنائیں ؎

رعایت دریغ از رعیّت مدار
مرادِ دل دادخواہاں برآر
(سعدیؒ)

(رعایا کی دادرسی اور دل کی مراد پوری کرنے سے دریغ نہ کر)

تا کہ یہ راج اور جدید زمینداری نانپارہ کی طرح پرانی و دیرپا ہو کر قیامت تک قائم رہے۔

دوسرے یہ کہ درویشوں کی خدمت میں کہ ایک عالم ان کی دعا و توجہ کے دامن سے متعلق ہے، ان کے آداب کی رعایت میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ اور اپنے جدّ بزرگوار راجہ کرم خاں مرحوم کے احوال سنے ہونگے اور فقیر (شاہ نعیم اللہ) نے بچشم خود معائنہ کیا ہے کہ ہزاروں کمل مع زرنقد فقیروں کی مدارات میں فی سبیل اللہ صرف کرتے تھے اور یہ جاہ و منصب جو باقی ہے اسی عمل کی برکت سے ہے۔

زمایدان الصلوٰۃ تنھی عن
الفحشاء والمنکر یعنی نماز باز
می دارد شمارا از گناہان فاحش و قبیح و
زشت۔
چہارم آنکہ از ارتکاب شرب خمر کہ از
کبائر محرمات است و رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم درحق آں فرمودہ کہ اُمّ
الخبائث است یعنی ہیچ جمیع گناہان
صغائر وکبائر است در اجتناب و
احتراز باشید۔
پنجم آنکہ مرسپاہ ولشکر وخزانہ از بحر فضل حق
تعالیٰ متکبر ومغرور نباشید کہ سعدیؒ علیہ
الرحمہ فرمودہ است۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

بلکہ ہمیشہ خود را از کمترین بندگان خدا
دانستہ برجوع توبہ و انابت امید وار
فضل وعنایت ورأفت ورحمت او
تعالیٰ باشید تا از فضل وعنایت وکرم
بے غایت خویش تمام امور سرکار بے

تیسرے یہ کہ اداء صلوٰۃ خمسہ میں کہ
ارکان اسلام اور ستون دین ہیں جمعہ
اور جماعت کی رعایت کے ساتھ پورا
التزام واہتمام رکھیں کہ حق تعالیٰ قرآن
میں فرماتے ہیں ان الصلوٰۃ تنھی
عن الفحشاء والمنکر (عنکبوت ۴۵)
(کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور
بری باتوں سے روکتی ہے۔)
چوتھے یہ کہ شراب نوشی کے ارتکاب
سے جوکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے بارے میں فرمایا ہے کہ اُمّ
الخبائث ہے اور تمام چھوٹے وبڑے
گناہوں سے اجتناب واحتراز رکھیں۔
پانچویں یہ کہ حق تعالیٰ کے بحر فضل
سے سپاہ ولشکر وخزانہ پر مغرور ومتکبر نہ
ہوں کہ حضرت سعدیؒ علیہ الرحمہ نے
فرمایا ہے۔

تکبّر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

امداد غیر سرانجام می فرماید۔
و احوال دریاوء سنگ مقہور بچشم خود
تماشا نمودہ اند کہ از شامت و شوقی تکبر
و ظلم و تعدی بر خلق اللہ و بے ادبی از
خادمان درگاہ بے جنگ و جدال
غریق دریائے عذاب جہنم محبوس
کردیدہ ایں مقام عبرت تصور نمودہ،
باید کہ در جمیع احوال خائف و ترساں
بودہ متوجہ الی اللہ باشید۔

و پٹہ سرکار بے قید استمرار بکار فقیر نہ می

(تکبّر نے عزازیل کو رسوا کر دیا،
لعنت کے قید خانے میں گرفتار کر دیا)
بلکہ ہمیشہ اپنے کو خداوند تعالیٰ کے
کمترین بندوں میں سے جان کر توبہ
اور رجوع الی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر
اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و عنایت
اور اسکے کرم بے غایت کا امیدوار
رہتے ہوئے تمام امور سرکار بے
امداد غیر کو سرانجام دیتے رہیں۔
اور دریاؤ سنگھ مقہور کے احوال کو بچشم
خود دیکھا ہوگا کہ اپنی شامت اعمال
اور خلق خدا پر ظلم و تعدّی اور خادمانِ
درگاہ سے بے ادبی کے سبب بے
جنگ و جدال غریق دریائے عذاب
جہنم میں محبوس ہوا، ان احوال کو مقام
عبرت تصور کر کے چاہیئے کہ تمام
احوال میں خائف و ترساں رہتے
ہوئے اللہ ربّ العزت کی طرف
متوجہ رہیں۔
اور پٹہ سرکار بغیر قید استمرار فقیر حاصل

آیدواپس می رسد ہر چہ بخاطر رسد بعمل آرند کہ زیادہ تکلیف از مقدار روا نیست کہ خدا ہم زیادہ برمقدور تکلیف نمی دہد۔

نہیں ہوتا بلکہ واپس ہو جاتا ہے جو کچھ دل میں آئے عمل میں لائیں کہ حق دار کی طرف سے زیادہ تکلیف اور جان لیں کہ خدا بھی مقدور پر زیادہ تکلیف نہیں ڈالتا۔

وبرخوردار امانت اللہ پسر برادر شیخ امان اللہ کہ از اولاد امجاد حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی است وحقوق رفاقت پدرِ اُو بذمہ سرکار نیز ثابت، برائے انفصال ڈانڈہ رفتہ، توجہ خود ضرور است کہ خدمت بزرگان وبزرگ زادگان اجر عظیم دارد بر قلیلے زمین طمع نمودن از علو ہمتی و بلند فطرتی ایشاں بہ مراحل بعید است حق واجبی ایں برخوردار است اگر انصاف فرمایند۔

اور برخوردار امانت اللہ (۳) پسر برادر شیخ امان اللہ جو کہ حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچیؒ (۴) کی اولاد امجاد میں سے ہیں، اور ان کے والد کے حقوق رفاقت بذمہ سرکار بھی ثابت ہیں، انفصال ڈانڈہ کے لئے گئے ہوئے ہیں، ان کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے کہ بزرگوں اور بزرگ زادوں کی خدمت اجر عظیم رکھتی ہے، تھوڑی سی زمین پر طمع رکھنا علو ہمتی و بلند فطرتی سے مرحلہ وار بعید ہے، اس برخوردار کا حق واجب ہے اگر انصاف فرمائیں۔

زیادہ عمر و مزہ عمر روزے باد والسلام

عمر کی زیادتی اور اس سے لطف گیر ہونے کی کوشش کرنا بربادی کا

سبب ہوتا ہے۔ والسلام

وایں خط را بہ معونت کسے دانائے اہل علم مطالعہ خواہند فرمود۔ (۲)

اس خط کو کسی دانائے اہل علم کے تعاون سے مطالعہ فرمائیں گے۔

بنام میر نقش علی

حامداً و مصلیاً او سبحانہ جلّ شانہ

برخوردار کرامت آثار میر نقش علی را بر اتباع سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہمچو کوہ مستقیم واستوار داشتہ از نسبت حضرات واذواق ایشاں متمتع گرداند خط رسید، مسرت رسانید و مطالب مرقومہ معلوم گردید، وتشویشات دنیا سدّ عظیم کارخانہ باطن است، خصوصاً طلب آں سخت دشمن ومانع ایں راہ است خدا طالبان خود را از ذلت آں محفوظ دارد اگر ازیں طلب نیست صالحہ منظور باشد کہ طلب الحلال بعد الفریضۃ فریضۃ، حدیث صحیح است مضائقہ ندارد، بشرطیکہ در باطن فتور وتفرقہ راہ نیابد اگرچہ در ظاہر باشد، اگر ہر دو جمع شوند آں را غنیمت کبریٰ دانند وملال دنیا جمال ایں طائفہ علیہ

برخوردار کرامت آثار میر نقش علی کو اتباع سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر پہاڑ کی طرح مستقیم واستوار رکھے۔ اور بزرگان سلسلہ کی نسبت اور ان کے ذوق سے متمتع فرمائے۔

خط موصول ہو کر مسرت افزا ہوا۔ مطالب مرقومہ معلوم ہوئے۔ دنیوی فکریں کارخانہ باطن کے لئے بڑی رکاوٹ ہیں۔ خصوصاً اس کی طلب اس راہ میں مانع ہے، خدا اپنے طالبین کو اس کی لغزش سے محفوظ رکھے، اگر اس طلب سے سچی طلب منظور ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ طلب الحلال بعد الفریضۃ فریضۃ۔ حلال کا طلب کرنا فرض کے بعد فرض ہے۔ (حدیث صحیح) بشرطیکہ باطن میں فتور اور انتشار

است منافی طلب نیست بالجملہ ہر طور
در تگاپوئے مقصود بہر حال بہر جا کہ
باشید خود را معذور ندارید بلکہ در
تشویش زیادہ متوجہ بہ او تعالیٰ باید بود
وغیر او را در دل خود جا نہ باید داد ان
شاء اللہ تعالیٰ از برکت ایں عمل ہمہ
تشویشات ظاہر ہم می رود و ظاہر با باطن
جمع می شود، ونوشتہ بودند کہ در اشغال
نفی و اثبات دریں روزہا از سبب
تشویشات انتقال مکانی اندک
فتورے واقع شدہ، ایں چہ معنی دارد،
باید کہ در عالم تشویشات زیادہ کوشش
در وظیفہ نفی و اثبات نسبت سابق باید
کرد۔ وفقیر از توجہ غائبانہ دریغ ندارد
ہر صبح و شام متوجہ آں طرف منتظر فیض
الٰہی باشید بہ فضل خدا بقدر استعداد فیض
با خواہد رسید۔ فقیر دریں باب از مدت
مقید است وشما ہم مقید باشید و ہر قدر کہ
نفی و اثبات و مراقبہ خواہید کرد تماشائے
ایں راہ و ترقی و قرب آں درگاہ زیادہ

نہ پیدا ہو، اگرچہ ظاہر میں واقع ہو اگر
دونوں میں ہو تو اس کو بہت غنیمت
جانیں۔ اور دنیا کا ملال اس لطائف
علیہ کے لئے جمال کی حیثیت رکھتا
ہے جو طلب کے منافی نہیں ہے،
بہر صورت طلب مقصود کی کوشش
سے جس حال میں بھی ہوں خود کو
معذور نہ رکھیں بلکہ تشویش کی صورت
میں حق تعالیٰ کی طرف زیادہ متوجہ
رہنا چاہئے اور اس کے غیر کو دل میں
جگہ نہیں دینی چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
اس عمل کی برکت سے تمام تشویشات
ظاہر بھی دفع ہو جائیں گی اور ظاہر
باطن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور تم نے
لکھا تھا کہ آج کل نفی و اثبات کے
اشتغال میں انتقال مکانی کی
تشویشات کے سبب کچھ فتور واقع
ہو گیا ہے، اس کا کیا سوال؟ چاہئے کہ
تشویشات کے مواقع میں نفی و اثبات
کے وظیفہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ

خواہید دید خدا زیادہ توفیقات و برکات
ایں راہ ارزانی فرماید و زود از دیدار
آں برخوردار مسرور و محظوظ سازد۔
از اندرون دعا خوانند، و از یاران
طریقہ خصوصاً از برادران کرامت اللہ و
میرزا اسد علی بیگ سلام ہا مطالعہ نمایند
ہمہ را در یاد خود تصور فرمایند و مشتاق
ملاقات دانند، و بہ میاں فضل علی کہ
غائبانہ با فقراء اخلاص بہم رسانیدہ و
اشتیاق ملاقات و صحبت دارند خدا بہ
داد ایں عزیز برسد و زود مطلب و مقصود
او حاصل کند اگر طلب صادق و اخلاص
راسخ است البتہ چیزے تاثیر خواہد
کرد دیر خواہ شتاب اخلاص فقراء
رائیگاں نمی شود البتہ بجائے خواہد
رسانید۔
از فقیر سلام رسانند و مشتاق دانند و از دعا
کہ وتیرہ فقراء است غافل ندانند و شما
باید کہ بعد فراغ کار مراجعت ایں
جوار نمائید توقف زیادہ در ملک بے

کوشش کریں اور فقیر غائبانہ
توجہات میں دریغ نہیں رکھتا، ہر صبح و
شام فیض الٰہی کی طرف متوجہ رہیں۔
خدا کے فضل سے استعداد کے بقدر
فیض پہنچے گا۔ فقیر اس سلسلے میں
مدتوں سے مقید ہے، تم بھی مقید رہو
اور جس قدر نفی و اثبات و مراقبہ
میں کوشش کروگے اس راہ میں
ترقی کے مواقع زیادہ حاصل ہوں
گے، خدائے تعالیٰ زیادہ سے زیادہ
توفیق اور اس راہ کی برکات ارزانی
فرمائے اور آں برخوردار کی ملاقات
سے جلد مسرور و محظوظ فرمائے۔
گھر میں دعا کرتی ہیں اور یاران
طریقہ میں سے برادران کرامت اللہ
و مرزا اسد علی بیگ کے سلام قبول
کریں۔ سب کو اپنی یاد میں شریک
تصور فرمائیں اور مشتاق ملاقات
جانیں اور میاں فضل علی کو جو فقراء کے
ساتھ غائبانہ اخلاص اور ملاقات و صحبت

گانہ لطف ندارد زیرا کہ در حدیث شریف اگر کسے بہ سفر رود بعد از فراغ زود مراجعت بوطن کند ایں حدیث نصب العین دارند و ہر گاہ از آنجا فراغت زود بہ ایں طرف بیایند دریں باب دانند کہ زمانہ معمور بہ کمال فساد است گوشہ وصحت را غنیمت دانند۔ والسلام۔ (۵)

کا اشتیاق رکھتے ہیں خداوند تعالیٰ جلد ان کا مطلب و مقصود پورا فرمائے۔ اگر طلب صادق و اخلاص راسخ ہے تو ضرور تاثیر ظاہر ہوگی۔ فقراء کا اخلاص رائیگاں نہیں جاتا۔ یقیناً اپنا اثر دکھاتا ہے۔ فقیر کا سلام پہنچائیں اور مشتاق جانیں اور دعا سے جو کہ فقراء کا خاصہ ہے غافل نہ جانیں اور تمہیں چاہئے کہ کام سے فراغت کے بعد اس جوار کی طرف رجوع کرو، اجنبی ملک میں زیادہ توقف لطف نہیں رکھتا، کیوں کہ حدیث شریف میں ہے اگر کوئی سفر میں جائے تو فارغ ہونے کے بعد جلد وطن کی طرف مراجعت کرے۔ اس حدیث کو نصب العین رکھیں جس وقت وہاں سے فراغت حاصل ہو جلد اس طرف رجوع فرمائیں کہ یہ بھی اسی سے متعلق ہے، زمانہ کمال فساد سے بھرا ہوا ہے۔ ہر حال میں صحبت کو غنیمت جانیں۔ والسلام

بنام حضرت شاہ تراب علی قلندر کاکورویؒ

حضرت سلامت! ہر دو رسالۂ فقیر (انفاس الاکابر و رسالۂ شمسیہ مظہریہ) بمطالعہ گرامی مشرف سازند تا از برکت نظر بزرگان خدا ایں ہر دو نسخہ را حُسنِ قبول عطا فرماید از مدت آرزو داشتم کہ بخدمت شریف آنحضرت و حضرت شاہ محمد کاظم صاحب خود مشرف شدہ از نظر اشرف بگذرانم میسر نہ شد ناچار مصحوب میاں شیر علی جیو ارسال داشتہ امید کہ بشرف مطالعہ عنایت فرمایند۔ زیادہ بہ جز آرزوئے ادراک خدمت بزرگاں چہ عرض نماید۔ (٦)

حضرت سلامت! فقیر کے دونوں رسالے انفاس الاکابر و رسالہ شمسیہ مظہریہ ملاحظہ گرامی سے مشرف ہوں تاکہ اللہ والوں کی برکتِ نظر سے بارگاہ حق میں شرف قبولیت عطا ہو۔ ایک عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ حضور والا اور حضرت شاہ محمد کاظم صاحب کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوتا۔ لیکن سعادت نہ حاصل ہو سکی۔ مجبوراً میاں شیر علی جیو کے ذریعہ روانہ خدمت ہیں امید ہے کہ ملاحظہ فرما کر عنایت فرمائیں گے۔ بزرگوں کی خدمت کی آرزو ہے اس کے سوا کیا عرض کروں۔

حواشی

۱۔ مکتوب (قلمی)

۲۔ ایضاً

۳۔ حضرت امانت اللہؒ، حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے حقیقی بہنوئی، اور حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے والد ماجد تھے۔ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کی ہمشیرہ کا نام "اُمّ الصّوفیہ" تھا جو حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچی کی والدہ ماجدہ تھیں۔

۴۔ حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم سید بڈھنؒ (۱) بن مخدوم سید اللہ دادؒ بن مخدوم سید بڈےؒ ہے۔
آپ کا خاندان ساتویں صدی ہجری میں ہلاکو خاں (م ۶۶۳ھ) کے پُرفتن زمانہ سے پناہ حاصل کرنے کے لئے بغداد سے ہندوستان کی جانب چل پڑا۔ اور

۱۔ آپ کے والدین کے مزارات مبارکہ شہر بہرائچ، محلہ بڑی ہاٹ میں بُدھ ساگر وکیل کی کوٹھی کی چہار دیواری کے باہر پورب جانب چہار دیواری سے لگے ہوئے ایک اونچے چبوترے پر واقع ہیں۔ وکیل صاحب نے کوٹھی کی چار دیواری سیدھی کرنے کی غرض سے ان مزارات مبارکہ کو اندر کر لیا تھا اسی وقت سے تباہی و بربادی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ خود وکیل صاحب بھی مختلف امراض میں مبتلا ہو کر لاولد دنیا سے چل بسے۔ بعد میں ان کے رشتہ داروں نے مجبور ہو کر مزارات شریفہ کو چار دیواری سے باہر کر دیا، لیکن آج بھی کوٹھی پر ویرانیت اور نحوست کے آثار نمایاں ہیں۔ اعاذنا اللہ سبحانہ من سوء ادب المشائخ و اولیائہ و غضبھم و عتابھم۔
اس چبوترے پر تین مزارات ہیں جن میں سے ایک مزار آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم سید اللہ دادؒ دوسرا آپ کی والدہ ماجدہؒ اور تیسرا آپ کے فرزند جلیل القدر کا ہے۔

بہرائچ میں اقامت اختیار کی، بہرائچ میں ایک محلہ آباد کیا، اور مخدوم پورہ (بڑی ہاٹ) نام رکھا۔

آپ کے خاندانی حالات کے متعلق میرے والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ اعزاز الحسن صاحب نقشبندی مجددی (سجّادہ نشین خانقاہ نعیمیہ بہرائچ) فرماتے تھے کہ قدیم زمانے میں بہرائچ میں دو مرتبہ آتش زنی ہوئی چوں کہ اس وقت بہرائچ کی ساری آبادی پھوس کے مکانات پر مشتمل تھی اس لئے سارا شہر جل گیا اور کوئی بھی اپنا اندوختہ (سامان) بچا نہ سکا اُسی آگ میں میرا مکان بھی جل گیا اور میرے گھر کا اثاثہ قیمتی نوادرات اور کتابیں وغیرہ سب ضائع ہو گئیں اُسی میں حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی حالات وغیرہ بھی تھے اب صرف آپ کی تاریخ وفات اور سلسلۂ نسب کے کچھ بزرگوں کے نام معلوم رہ سکے۔

شہری زمینداری بہت تھی، کچھ دیہات مثلاً ڈیہا، بخشی پورہ، ریولی۔ امام گنج، نکاہی وغیرہ آپ کے خاندان میں باقی تھے، انگریزی دور حکومت میں وہ بھی جاتے رہے، بہرائچ شہر کا موجودہ ریلوے اسٹیشن آپ ہی کی زمین پر تعمیر ہوا ہے۔ موجودہ مزار مبارک کے چاروں طرف کی زمین بااثر لوگوں نے قبضہ کرلی۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک میں ہوئی، دن میں کبھی آپ دودھ نہیں پیتے تھے، ولادت کے وقت آپ کے سرِ مبارک کے تمام بال سفید تھے۔ اس لئے آپ کا نام ''بُڈھن'' پڑ گیا۔

حضرت شیخ عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کے واحد شاگرد حضرت مخدوم شیخ حسام الدین فتح پوریؒ (متوفی ۸۰۰ھ) سے تعلیم حاصل کی اور اول ان ہی سے

سلسلۂ چشتیہ کی اجازت پائی۔ ''خزینۃ الاصفیاء'' میں ہے کہ ''از اکمل خلفائے ویست'' (ان کے بڑے کامل خلفاء میں تھے۔)

''خزینۃ الاصفیاء'' میں ''معارج الولایت'' کے حوالہ سے منقول ہے کہ ایامِ خورد سالی سے حضرت مخدوم حسام الدین فتح پوریؒ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی اور کمالِ ظاہری اور باطنی کو پہنچے اور خود حضرت مخدوم حسام الدینؒ کے بارے میں لکھا ہے:

از اولیائے نامدار و مشائخ باوقار است و خلقے کثیر را بہ توجہ موجہ خویش بہ خدا رسانید۔ شیخ بڈھن چشتی کہ از مشاہیر اولیائے ہندوستان است، مرید و خلیفہ وے بود، و فیض ہا از وے یافتہ'' (خزینۃ الاصفیاء، جلد اول، ص ۳۷۰، گنجینۂ سروری، ص ۵۵)

حضرت مخدوم سید بڈھنؒ کے والد ماجد آپ کو چھ برس کی عمر میں حضرت مخدوم شیخ حسام الدین فتح پوریؒ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ

''چنداں پسرانم قبل ازیں بہ عالم طفولیت ضائع شدہ اند، حالا می خواہم کہ ایں پسر بہ دعائے شما از عمر طبعی برخوردار باشد، فرمود کہ انشاء اللہ تعالیٰ پیر کبیر خواہد شد، باز عرض کرد کہ اگر قدرے علم ہم نصیب ایں برخوردار گردد بہتر است۔ فرمود کہ عالم متبحر گردد، انشاء اللہ تعالیٰ۔ باز بہ عرض پرداخت کہ علم بے معرفت قدرے نہ دارد۔ فرمود کہ بہ عنایت ربانی ہم عارف و ہم عمر دراز خواہد شد۔ پس حسب فرمودۂ شیخ بہ وقوع آمد کہ شیخ بڈھن بہ ہمہ اوصاف موصوف بود'' (خزینۃ الاصفیاء، جلد اول، ص ۳۷۰)

(اس سے پہلے میرے چند لڑکے بچپن ہی میں فوت ہو گئے، اب میں

چاہتا ہوں کہ آپ کی دعا سے یہ اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر پھلے پھولے، فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پیر کبیر ہوگا، انہوں نے عرض کیا کہ اچھا ہو کہ کچھ لکھ پڑھ جائے، فرمایا کہ بڑا عالم ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر عرض کیا کہ علم بے معرفت کسی کام کا نہیں، فرمایا خدا نے چاہا یہ عارف ہوگا اور بڑی عمر پائے گا۔ پس جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپ ان تمام کمالات سے متصف ہوئے۔)

مولانا سید عبدالحیؒ حسنیؒ نے لکھا ہے:

الشیخ الصالح الفقیہ السید بڈھن۔۔۔البہرائچیؒ کا شمار مشہور و معروف مشائخ کرام میں ہوتا تھا۔ انہوں نے علومِ ظاہری کی تعلیم اور سلسلۂ چشتیہ کی اجازت شیخ حسام الدین فتح پوریؒ سے حاصل کی جو شیخ عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کندیؒ کے شاگرد اور فیض یافتہ تھے۔

حضرت سید بڈھن بہرائچیؒ نے سلسلۂ مداریہ وسہروریہ اور دیگر مشہور سلاسل کی اجازت وخلافت حضرت سید اجمل بن امجد بہرائچی ثم جونپوریؒ سے حاصل کی۔ اور ان سے شیخ (درویش) محمد بن قاسم اودھیؒ نے اجازت وخلافت حاصل کی۔

آپ کی وفات ۸ر شوال ۸۸۰ھ میں ہوئی۔ (نزہتہ الخواطر، ج ۳)

حضرت مخدوم شیخ حسام الدین فتح پوریؒ کی وفات کے بعد آپ حضرت سید اجمل بہرائچیؒ (متوفی ۲۲ر جمادی الثانی ۸۶۴ھ) کی خدمت میں پہنچے اور مکمل باطنی تعلیم حاصل کر کے ان کے جلیل القدر خلیفہ ہوئے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ، (۱) سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ اور قادریہ (۲) سلسلوں میں اجازت وخلافت حضرت سید اجمل بہرائچیؒ ہی سے پائی۔

حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں آپ کے فرزند اکبر حضرت مخدوم سید شاہ فتح چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ وجانشین ہوئے اور دوسرے حضرت شیخ درویش محمد اودھیؒ بن شیخ قاسم اودھیؒ بھی بہت مشہور ہوئے۔

حضرت شیخ درویش محمد اودھی (م ۸۹۶ھ) کے خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ) ان کے خلیفہ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی (م ۹۸۳ھ) ان کے خلیفہ حضرت مخدوم عبد الاحد سرہندی (م ۱۰۰۷ھ) ان کے خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (م ۱۰۳۴ھ) رحمہم اللہ ورضی عنہم

وفات

آپ نے ۱۷ رجب (راقم الحروف نے اپنے بزرگوں کی تحریروں میں ۱۷ رجب لکھا ہوا پایا۔ بہرائچ میں آپ کا عرس ۱۷ رجب ہی کو ہوتا ہے۔) ۸۸۰ھ سلطان بہلول لودی کے زمانے میں وفات پائی۔

---

(۱) ''مقامات خیر'' میں سلاسل مبارکہ سبعہ کے بیان میں سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں حضرت سید اجمل بہرائچیؒ کے بعد حضرت سید ابوالحسن بہرائچیؒ کا نام لکھا ہے، جو سہواً لکھ گیا ہے۔ دیکھیں ''معمولات مظہریہ'' ص ۲۳ (ذکر طریق کیفیت سلسلۂ حضرات چشتیۂ نظامیہ)
''حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی را اجازت طریقۂ نظامیہ از پیر خویش درویش بن قاسم اودھی وایشاں را از سید بڈھن بہرائچی وایشاں را از سید اجمل بہرائچی'' الخ (رحمہم اللہ ورضی عنہم)

(۲) معمولات مظہریہ (فارسی) ص ۲۳ تا ۲۵ ، مقاماتِ خیر (سلاسل مبارکہ سبعہ) ص ۵۱۴ تا ۵۱۹

رفعتِ آں بقعہَ پُرنور بیں

جائے کہ مخدوم بڈھنؒ دفن شد

۸۸۰ھ

مدفنِ مخدوم مُرشداں بڈھنؒ

۱۴۷۵ء

آپ کا مزار مبارک شہر بہرائچ میں ریلوے اسٹیشن روڈ پر پورب جانب ایک بلند اور بارونق ٹیلہ پر واقع ہے نہایت بابرکت و پُرفیض ہے اور زیارت گاہ خلق بلکہ مرکزِ عقیدت انام ہے۔ پہلے یہاں پر ایک بڑا املی کا درخت چبوترے پر سایہ فگن تھا ۱۹۶۰ء کے قریب املی کا درخت کٹوا کر نئے سرے سے چبوترے کی مرمت کرا کے مزار پر چھت قائم کردی گئی ہے۔ ایک مسجد کی بنیاد بھی ڈال دی گئی ہے اور سامنے کی طرف سڑک سے ملی ہوئی زمین پر دوکانات قائم ہوگئی ہیں۔

اولاد امجاد

''آئینہَ اودھ'' کے مصنف مولوی ابوالحسن مانک پوری اپنی ملازمت کے دوران افسران کمشنری کے ساتھ ۱۸۷۵ء میں بہرائچ آئے اور حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچیؒ کی اولادوں سے ملے۔ چنانچہ حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ کی اولادوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ان (مخدوم سید بڈھنؒ) کی اولاد میں مولوی سید ابوالحسن صاحب نواسہَ شاہ نعیم اللہ صاحبؒ خلف الرشید مولوی بشارت اللہ صاحبؒ ہیں۔''

اس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں:

''مولانا سیدنا مخدوم سید بڈھنؒ کے طہارتِ نسب میں کوئی شک نہیں، مگر علی

الاتصال شجرۂ نسب پدری مؤلف کو نہ ملا اس باعث سے اس کے لکھنے میں معذوری ہوئی، اور کچھ چکوک و دیہات معافی کے اس خاندان میں تھے، عمل داری سرکار انگلیشیہ میں اثر قانونی سے ایک تعلقہ دار کے قبضہ میں جاتے رہے، اب محض توکل پر بسر اوقات ہے۔'' (آئینہ اودھ، ص ۱۳۶)

راقم الحروف کا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچیؒ تک تیرہ واسطوں سے پہنچتا ہے۔ جو اس طرح ہے:

سید ظفر احسن بن سید اعزاز الحسن بن سید عزیز الحسن بن سید نور الحسن بن سید ابوالحسن بن سید شاہ بشارت اللہ (ہمشیر زادہ وخویش حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی) بن سید امانت اللہ بن سید امان اللہ بن سید رحمت اللہ بن سید عبد الکریم بن سید حبیب اللہ بن سید عبد الحمید بن مخدوم سید ابراہیم بن مخدوم سید شاہ فتح بن حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی رحمہم اللہ ورضی عنہم۔

(۵) مکتوب (قلمی)

(۶) ماہنامہ برہان دہلی، مارچ ۱۹۸۴ء ص ۱۵۳

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوقِ سُخن

خانقاہِ مظہرؒ جانِ جاناںؒ میں جہاں ایک طرف متصوفانہ تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری تھا، وہیں دوسری طرف شعر و شاعری کے بھی چرچے ہوا کرتے تھے، اس شغل میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ نعیم اللہ بہرائچی، شاہ غلام علی دہلوی، مولوی ثناء اللہ سنبھلی، مولوی غلام یحیٰ بہاری، انعام اللہ خاں یقینؔ، خواجہ احسن اللہ بیانؔ، محمد فقیہ دردمندؔ۔ ہیبت اللہ خاں قلی حسرتؔ۔ پیش پیش تھے۔ جو دراصل ایوانِ ادب کے ستون سمجھے جاتے تھے۔ ان میں بعض شعراء استادی کے مرتبے پر فائز تھے۔ اور صاحبِ دیوان شاعر ہیں۔ تاہم بعض شعراء کے چند ہی اشعار تذکروں میں پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے کلام کے مجموعے آج بھی مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ اپنے چار سالہ قیامِ دہلی کے دوران، اپنے پیر و مرشد حضرت مرزا مظہرؒ جانِ جاناںؒ سے تصوف کے رموز و نکات کے ساتھ شعر گوئی کی بھی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ آپ نے اُردو میں متعدد مثنویاں کہی ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ محمد عاقل سبز پوش چشتیؒ کے قادریہ شجرہ کو فارسی میں نظم کیا ہے۔ مثنوی کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔ از خرمنِ صد ہزار یک خوشہ بس است

حمد

خدا حمد کا کچھ نہیں انتظار
محمدؐ بھی نہ نعت میں بے قرار
محمدؐ ثنا خواں تیرا ہے بس
تو ہے مدحِ خواں محمدؐ کا بس
محمدؐ مری عرض دل سے تو سن
مجھے دے خدا اس کی محبت کی دھن
الٰہی مری عرض کر تو قبول
مرے دل میں دے دردِ عشقِ رسول

مناجات

الٰہی میرے دل کو روشن تو کر
بنورِ محبت منور تو کر
مجھے یاد اپنی میں دائم تو رکھ
مجھے نورِ سُنّت پہ قائم تو رکھ
مجھے حشر کے روز رسوا نہ کر
مجھے خلق میں تو محقر نہ کر
مرے مخلصوں کو تُو توفیق دے
کمالاتِ باطن کی تحقیق دے

اُنھیں ذکر و نسبت میں مشغول رکھ
اُنھیں فیضِ برکت میں مشمول رکھ
وہ کرتے رہیں اتباعِ رسول
نہ لیں راہ ہرگز خلافِ رسول
نہ کر فکر اب تو نعیمؔ اللہ
بجز حق کے حق سے زیادہ نہ چاہ
جو تھی عمرِ مرشد ہشتاد و چار
اسی پر ہوا مثنوی کا قرار

در مدحِ خلفائے راشدینؓ

ثنا چار یاروں کی ایمان ہے
مِرا جان و دل ان پہ قربان ہے
ولیکن کروں کیوں کر میں سربراہ
کہ ہے نارسائی میری عذرخواہ
پیمبر ثنا خواں ہے ان چار کا
وہی مرتبہ داں ہے ان چار کا
ابوبکرؓ فاروقؓ و عثماںؓ علیؓ
خلیفہ بہ ترتیب شاں جلی
سُتون دیں کے چار ہیں اُستوار
ہے اسلام ان چار سے برقرار

میرا ان سے از بس کہ دل شاد ہے
سدا انکی دل میں میرے یاد ہے
پیمبر جو ہر ایک سے راضی ہوا
رضائے خدا ہو جوان کی جزا

درمدحِ حضرت ابوبکر صدیقؓ

ابوبکر ہے یار غار رسول
بہ صد صدق ہے جاں نثار رسول
ابوبکر سب خلق کا دستگیر
ابوبکر ہے سب طریقوں کا پیر
ابوبکر ہے سب طریقوں میں شاہ
ابوبکر ہے چوں ستاروں میں ماہ
ابوبکر امت کا ہے پیشوا
ابوبکر اصحاب کا مقتدا
کوئی صدق سے لے اگر اس کا نام
کرے حل سب مشکل اسکی تمام
کوئی کیا کرے مدحِ آں مستطاب
کہ ہے دین میں چوں جزاول کتاب

در وصف طریقۂ نقشبندیہ

عجب یہ طریقہ ہے مہرِ منیر
کہ صدیق اکبر سے ہے مُستَنیر

طریق ابو بکر صدیق دیں
ہے ختمِ نبوت کا نقشِ نگیں

اسی سے ہوا نقشبندی لقب
کہ ہے سب طریقوں کا وہ منتخب

کروں صدق اس کی میں کیوں کر بیاں
چو خورشید عالم میں ہے وہ عیاں

نہیں رسم بدعت کا دستور یاں
کہ ہر شئے ہے نورِ علی نور یاں

یہاں ہے زبس اتباعِ رسول
بجز پاسِ سنت نہیں کچھ قبول

ہے اشبہ طریقوں سے اصحاب کے
مُوافق شریعت کے آداب کے

در فضیلتِ ذکرِ خفی

جو ذکرِ خفی میں نپٹ چور ہے
وہ مکر و ریا سے بہت دور ہے

کیا جب تصور تری ذات کا
ہویدا ہوا رمز ہر بات کا
یہاں نفی واثبات ذکرِ مدام
یہاں صحبتِ شیخ شرطِ تمام
جوراہ پیمبر سے محظوظ ہے
وہ ہر آفت و شر سے محفوظ ہے

در مدحِ مُرشدؒ

زہے مرشد پاک روشن ضمیر
کہ کشف و کرامت میں ہے بے نظیر
کیا مظہر شاہ عالی جناب
کہ نور ولایت کا ہے آفتاب
کیا شمس دیں وحبیب الله
کہ عرش محبت کا ہے مہر وماہ
پھر اس کو شہادت کا درجہ دیا
بہ اعلیٰ مقام اس کو داخل کیا
کمالات اس کے ہیں معارف اصول
کہ ہے اتباع مجسم رسول
کمال نبوت کے سارے مقام
بہ نور اتباع کے کئے سب تمام

اسی نور سے فیض ظاہر ہوا
کمالاتِ باطن میں ماہر ہوا
عجب مظہر پیشوا جانِ جاں
بہ ظاہر جو شمس و بہ باطن جو جاں
وہ ہے میرزا جانِ جاناں ولی
جگر گوشہ و نور چشم علی
عجب فیض و تاثیر صحبت میں ہے
جو ہر سو وہاں غرق نسبت میں ہے
تو کر شکر حق کا نعیمؔ اللہ
مِلا مرشد پاک مظہر سا شاہ

❦ ❦ ❦

مجھے خاکِ پا ایسے رہبر کا کر
خصوصاً کفِ پائے مظہر کا کر
نہیں ہو سکی مجھ سے اسکی ثنا
کہ ممنون اس کا ہوں بے منتہا
غلامی میں اس کی جو شامل ہوا
گدا گر ہے، شاہوں میں داخل ہوا
مجھے یاد اسکی سے آرام ہے
مجھے شادی و غم سے کیا کام ہے

مجھے بات کہنے کی فرصت نہیں
مجھے دم کے لینے کی طاقت نہیں
مجھے رات دن نیند آتی نہیں
کوئی بات دنیا کی بھاتی نہیں
مجھے روز و شب ہے اسی کا خیال
مجھے گفتگو کی نہیں ہے مجال
مجھے آرزو ہے، نعیمَ اللہ
کروں سُرمہ آنکھوں کا وہ خاکِ راہ

٭٭٭

الٰہی مُریدوں کا یہ سرپناہ
امان و سلامت میں رکھ دیرگاہ
میرا رہنما مظہر ذوالجلال
خدا رکھ مجھے اس کے پاؤں میں ڈال

٭٭٭

خدا آرزو دل کی حاصل کرے
مجھے فیض اسکے میں شامل کرے
کرے عاصیوں کی دعا مُستجاب
کہ ہو اپنے مقصود سے کامیاب
(مثنوی اُردو، قلمی)

اولادِ امجاد حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے تین پسر اور ایک دختر تھیں۔

۱۔ محمد اسماعیل

۲۔ غلام شمس الدین

۳۔ غلام احمد باقی

۴۔ بی بی نجیبۃ النساء عرف امۃ البتول

۱۔ محمد اسماعیل کی ولادت ۱۲۰۴ھ میں ہوئی، آپ نے غلام نجف (۱۲۰۴ھ) ومظہر جہاں (۱۲۰۴ھ) سے سال ولادت نکالا۔ لیکن آپ ہی کی حیات میں ۱۲۰۹ھ میں وہ داغ مفارقت دے گئے۔ محمد اسماعیل کا مزار آپ کے مزار مبارک کے باہر نیچے لوہے کے دروازے سے ملے ہوئے ایک گوشے میں چھوٹے سے تعویذ کی شکل میں پختہ بنا ہوا ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے محمد اسماعیل کی وفات پر اپنے ایک مکتوب میں اس طرح تعزیت فرمائی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ علیٰ کل حال ونعوذ باللہ من حال اھل النار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ علیٰ کل حال ونعوذ باللہ من حال اھل النار

وصلی الله علی خیر خلقه
محمد شفیع الاخیار والا
سرار وعلی اله واصحابه
خیار الاتقیاء والابرار
امابعد۔
فقیر غلام علی عفی عنہ بعد اہدای ہدایای
اسلام بجناب فیض مآب حضرت
مولوی صاحب والامناقب مولوی نعیم
اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ میرساند
باستماع واقعۂ ناگزیر برخوردار محمد
اسماعیل شفعہ اللہ فینا دل سخت کو فتہ
شدہ وعجب تاسف پرامون خاطر
کردیدہ ارادۃ اللہ مالک کل تصرف
درملک خود نمود فرضینا برضائہ وعازمہ
مستودع ہروقت خواست کرفت فسلمنا
لقضائہ انشاء اللہ تعالیٰ صبر وشکیبای
حضرت والدین شریفین آں داغ
سوز جگر ہاراروزی ودراجر وثواب نعم
البدل موہبت شود لکل تلف خلف دعا
ی تضرع پرارای حصول صبر واجر

وصلی الله علی خیر خلقه
محمد شفیع الاخیار والا
سرار وعلی اله واصحابه
خیار الاتقیاء والابرار
امابعد۔
فقیر غلام علی عفی عنہ ہدیہ سلام کے بعد
جناب فیض مآب حضرت مولوی
صاحب والا مناقب مولوی نعیم اللہ
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں
عرض رساں ہے کہ برخوردار محمد
اسماعیل اس عالم فانی سے رخصت
ہوکر عالم باقی کی طرف روانہ ہوگئے،
اللہ رب العزت موصوف کو ہمارا شفیع
بنائے، دل بہت رنجیدہ ہوا۔ اللہ
تعالیٰ کا ارادہ جو آپ کے لئے تھا اس
کا پورا تصرف اپنی ملک میں رکھا
ہے۔ پس ہم سب اس کی رضا وارادہ
پرراضی رہیں۔ یہ معاملہ اسی رب
ذوالجلال کے حوالے ہے جس وقت
چاہے گا اپنی گرفت میں لے لیگا۔

نعم الخلف کردہ شد و باز ہم دریں باب توجہ خواہم نمود والاجابت علی اللہ تعالیٰ۔ ازطرف بندہ بخدمت والدۂ شریفہ آں کباب نمای دلہا کلمات تعزیت وتسلیۃ ظاہر نمایند وازیں باب بخدمت مبارک جرأت تحریر حاجت نیست زیادہ والسلام والاکرام۔(۱)

پس ہم اسکی قضا کو تسلیم کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ حضرت والدین شریفین کے صبر وضبط سے سوز جگر کا داغ مستقل ہو جائے گا۔اور وہ معبود برحق اجر وثواب کو بخشش کا نعم البدل کر دے گا۔ ہر نقصان کے لئے پیچھے آنے والی تلافی تضرع کے ساتھ ایک دعا سے جو حصول صبر واجر کے ساتھ کی جائے گی بعد میں آنے والے کے لئے خوش حالی ہو جائے گی پھر ہم اس معاملے میں توجہ کریں گے اور قبولیت اللہ تعالیٰ پر موقوف ہے۔میری طرف سے والدۂ شریفہ کی خدمت میں دل کو کباب بنا دینے والے صدمہ کو دور کرنے کے لئے غم خواری وتسلی کے کلمات ظاہر کریں اور اس سلسلے میں خدمت مبارک میں کچھ اور تحریر کرنے کی حاجت نہیں ہے۔زیادہ والسلام والاکرام۔

۲۔ غلام شمس الدین کی ولادت کا پتہ نہ چل سکا لیکن یہ بھی ۱۲۰۹ھ میں دارفانی سے دارِ باقی کو رحلت کر گئے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے محمد اسماعیل اور غلام شمس الدین کی وفات پر اپنے مکتوب میں اس طرح تعزیت فرمائی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

مولوی صاحب مشفق ومہربان من سلامت، بعد از سلام سنت الاسلام واشتیاق ملاقات بابرکات۔ بہجت آیات، واضح رائے گرامی ہو، گرامی نامہ شفقت ومحبت سے لبریز، جو مرقوم ہے ماہ ذی الحجہ ۱۲۰۹ھ کے اوائل میں سترہویں محرم ۱۲۱۰ھ کو پہنچا جو صدمۂ انتقال کی خبر دینے والا ہے صاحبزادگان غلام شمس الدین ومحمد اسماعیل کی رحلت کا۔ اس مکتوب جانکاہ نے رنجیدہ کیا ـــــ ان کی والدہ کو تسلی دیں گزرنے والے بعد میں آنے والے متعلقین کے لئے زادِ آخرت اور جانے والے معصوم بچوں کو شافع ومشفع کہا گیا ہے۔

للہ ما اخذ وللہ ما اعطی۔ الخ (۲)

⚘ ⚘ ⚘

۳۔ غلام احمد باقی کی ولادت ۱۲۰۹ھ میں ہوئی، آپ نے درج ذیل قطعہ تاریخ کہی۔

مُردہ(۱) چُوں نونہالِ خُرّم شاد در بساطِ نشاط گوہر سُفت
شد ظہورِ غلامِ احمد شاہ ظلمتِ درد وغم زعالم رُفت
سالِ تاریخِ ایں چو کردم غور
مظہر انبیاء - ملائک گفت
۱۲۰۹ھ

غلام احمد باقی کی ولادت پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنے مکتوب میں اس طرح مبارک باد پیش کیا ہے۔

"نور دیدہ غلام احمد باقی کے نوید تولّد کا خط موصول ہوا ــــــ انشاء اللہ تعالیٰ نام مبارک احمد مرسَل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ خلیفہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ان کو احمد باقی کہہ سکتے ہیں۔

یہ غلام باقی رہ جائے گا، باوجودے کہ فقیر دعا کی اہلیت نہیں رکھتا ہے کیا ہی بہتر ہے کہ کریم مجیب الدعوات اپنے کرم سے گنہ گاروں کی دعا بھی قبول فرماتا ہے، طول بقا کے لئے اور اس فرزند کی برخورداری وسعادت مندی کے لئے دعا کی گئی اور آئندہ بھی دعا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قریب و مجیب ہیں ــــــ

اور یہ غلام احمد باقی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی طرف خلف صالح، صفحۂ روزگار پر باقی رہے گا ــــــ بارك الله فی ما اعطیٰ ــــــ

چند کلمات ماثورہ دعاؤں اور آیت الکرسی کے ساتھ صفحہ کاغذ پر لکھ کر، ملفوف کر کے یہ نیاز نامہ روانہ کر دیا ہے اس کو محفوظ کر کے موم میں غلاف کر کے کپڑے میں سل کر جستہ کے ساتھ غلاف میں رکھ کر غلام احمد باقی کے گلے میں لٹکا دینا چاہئے الخ۔ (۳)

افسوس ۱۲۱۱ھ میں غلام احمد باقی بھی رحلت کر گئے۔

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

غلام احمد باقی کی وفات پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنے درد و غم کا اظہار

---

(۱) غلام شمس الدین کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔

اپنے تعزیتی مکتوب میں اس طرح فرمایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد

والہ واصحابہ اجمعین۔

مولوی صاحب مشفق ومہربان من سلامت۔ بعد از سلام سنت الاسلام واشتیاق ملاقات بہجت آیات، رائے گرامی پر واضح ہو کہ، دو عدد عنایت نامہ۔ ایک مرقوم عشرۂ اخیرہ رمضان ۱۲۱۰ھ دوسرا تحریر کردہ اوائل ربیع الاول ۱۲۱۱ھ شیخ قادر بخش کے ساتھ دونوں گرامی نامے دفعتہً اواخر ربیع الثانی پہنچے، جبکہ دوسرا رقیمہ نور چشم غلام احمد کی رحلت کی خبر دیتے ہوئے لکھا گیا تھا طبیعت کو بہت مکدر اور دل کو بہت غمگین کیا اور آنکھ کو اشک بار کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون ما اخذ وللہ ما اعطی، وکل عندہ لاجل مسمی فلتصبر ولتحتسب فان المحروم من حرم الاجر (الحدیث) (ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں جو لیا، اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا تھا اور سب اس کے پاس موجود ہے۔ موت کے ساتھ نام رکھے ہوئے۔ پس چاہئے کہ صبر کریں اور انعام خداوندی کی امید رکھیں، پس بے شک محروم وہ ہے جو اجر سے محروم ہے الحدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام جو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا تھا، اس طرح کے مصائب جن کا رنج والم اس سے زیادہ ہے کہ تحریر میں مذکور ہو، اسی طرح اجر وثواب وصلوات ورحمت وہدی جو بارگاہ الٰہی سے موعود ہے اس سے زیادہ ہے اگر بیان میں آئے۔ (۴)

۴۔ محبیۃ النساء کی ولادت ۱۲۱۲ھ میں ہوئی۔

بی بی محبیۃ النساء عرف امۃ البتول کے سن شعور پہنچنے سے قبل حضرت والا کا وصال ہو گیا، اس لئے آپ کی اہلیہ محترمہ نے ان کے سن بلوغ پہنچنے پر ان کی شادی حضرت والا کے ہمشیر زادہ حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچی کے ساتھ طے کر کے حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں شادی کا دعوت نامہ بھیجا جسکے جواب میں آپ نے جو مکتوب ارسال فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

۱۔ مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام زوجہ شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صاحبہ مہربان مشفقہ عطوفت نشان سلامت بعد سلام نیاز گذارش می شود عنایت نامہ مشعر تقریر عقد نکاح نور چشمی محبیۃ النساء سلمہا اللہ تعالیٰ در ماہ شوال وطلب ایں فقیر کہ آرزوئے (ازروئے) الطاف ارسال فرمودہ بودند باخبار تقریب مسرت رسانید وایں مژدہ مسرت برمسرت بخشید اللہ تعالیٰ مبارک کند احوال بندہ شنیدہ باشند کہ ضعف خیلے وضعف تواتر مرض وضعف پیری بسیار ناتواں ساختہ رفتن باایں مسجد وزیارت مزار مبارک کہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صاحبہ مہربان مشفقہ عطوفت نشان سلامت ہوں۔

بعد سلام نیاز گذارش ہے عنایت نامہ عقد نکاح نور چشمی محبیۃ النساء سلمہا اللہ تعالیٰ ماہ شوال میں ہونے کو ظاہر کیا اور اس فقیر کی طلب کہ ازروئے الطاف ارسال فرمایا تھا۔ تقریب سعید کی خبر سے متعارف کیا اور یہ مژدہ مسرت برمسرت بخشا اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ بندہ کے احوال سنا ہوگا، کہ ضعف بہت زیادہ اور مرض کا متواتر رہنا اور ضعف پیری نے

برنزدیک است متعذر می شود در چوپالہ اگر بہ زیارت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ می روم کوفتہ شود معذورم حرکت بعیدہ را ہرگز متحمل نہ توانم شد معاف دارند عافاکم اللہ تعالیٰ والسلام۔ (۵)

بہت کمزور کر دیا، اس مسجد تک جانا اور مزار مبارک کی زیارت جو کہ قریب ہے دشوار ہوتی ہے چوپالہ (پالکی جیسی ایک سواری کا نام ہے) میں اگر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کی زیارت کے لئے جاتا ہوں بہت تھک جاتا ہوں۔ معذور ہوں دور تک جانے کا متحمل نہیں ہوسکتا معاف رکھیں، عافاکم اللہ تعالیٰ۔ والسلام۔

❀❀❀

۲۔ مکتوب شاہ غلام علی دہلویؒ بنام زوجہ شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صاحبہ مہربان مشفقہ عطوفت نشان سلمہا اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز التماس می نماید شانزدہم شعبان جواب عنایت نامہ ارسال یافتہ معلوم نیست کہ بخدمت سامی رسیدہ یا نے ایشاں ہزدہم شعبان روانہ بہرائچ شدہ اند اگر اصحاب حضرت مولوی صاحب مرحوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صاحبہ مہربان۔ مشفقہ عطوفت نشان سلمہا اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز فقیر التماس کرتا ہے۔ سولہویں تاریخ شعبان جواب عنایت نامہ ارسال کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ خدمت گرامی میں پہنچا یا نہیں۔ ایشاں (مولوی بشارت اللہ) اٹھارہویں شعبان کو بہرائچ

آں را گرفتہ اند البتہ بہ مطالعہ ساطعہ
رسیدہ باشد بندہ را ضعف بر مزاج
مستولی است نماز خواندن متغیر می شود
بندہ را از شریک شدن در شادی
معذور دارند عذر مسموع است بزیارت
حضرت خواجہ در چوپالہ می روم کوفتہ می
شوم مدتے است کہ در جامع مسجد رفتن
موقوف است طلبیدن میر نقش علی جیو
برائے ہمیں بود کہ بجائے من توجہ
بحال عزیزاں نمایند اللہ تعالیٰ شادی
مبارک فرماید و مقاصد دلی فائز نماید
البتہ معذور دارند و تکلیف فرستادن آدم
برائے طلب فقیر نہ فرمایند۔ والسلام
برخورداری نجیبۃ النساء سلمہا اللہ تعالیٰ
دعا طول عمر خواہند کرد۔ (۶)

روانہ ہو چکے ہیں۔ اگر اصحاب حضرت
مولوی صاحب (شاہ نعیم اللہ) مرحوم
نے ان کو لیا ہے۔ البتہ آپ کو اس کی
اطلاع ہوئی ہوگی، بندہ کے مزاج
میں ضعف غالب ہے۔ نماز پڑھنے
میں تغیر ہو جاتا ہے۔ بندہ کو شادی
میں شریک ہونے سے معذور
رکھیں۔ عذر سنا جائے۔ چوپالہ میں
حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی زیارت کو
جاتا ہوں بہت تھک جاتا ہوں،
مدت ہوئی کہ جامع مسجد میں جانا
موقوف ہے۔ میر نقش علی کو طلب کرنا
اسی لئے تھا کہ میرے بجائے
عزیزوں کے حال پر توجہ کریں، اللہ
تعالیٰ شادی کو مبارک فرمائے
اور مقصد دلی میں کامیاب کرے
البتہ معذور جانیں اور کسی آدمی کو فقیر
کے طلب کرنے کے لئے حکم نہ
دیں۔ والسلام۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے شادی کی مبارک باد پر جو مکتوب لکھا وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اےعصمت پناہ عفت دستگاہ ہمشیرۂ دینی
اہل خانہ حضرت مولوی محمد نعیم اللہ
صاحب بعد از سلام سنت الاسلام
ومزید برکات دارین مطالعہ نمایند خط
شمارسید واحوال معلوم شد باصبر وتوکل
ورضائے عنوان بزرگان زندگانی می
کنند الحمدللہ علی ذلک حق تعالیٰ زیادہ
برتوفیق نصیب کند وہم در دنیا باعزت
وفلاح ورفاح دارد ودر آخرت
بخدمت حضرات عالیات رسول کریم
وپیران عظیم رشید سازد الحمدللہ کہ ایں
جانب ھم بخریت است ودعائے خیر
شمامی کند مولوی بشارت اللہ سلّمہ اللہ
درشاہ جہاں آباد آمدہ اند وبہ جہت
بعضی موانع ہنوز بامن ملاقات نہ
کردہ اند انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات خواہد
کرد نور چشم خود اند وبہ پاکی طینت
وسعادت مندی وشوق کسب علم ظاہر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عصمت پناہ، عفت دستگاہ، ہمشیرۂ
دینی، اہل خانہ حضرت مولوی محمد نعیم
اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بعد از سلام سنت الاسلام ومزید برکات
دارین مطالعہ فرمائیں، آپ کا خط
پہنچا اور احوال معلوم ہوئے۔ صبر و
توکل کے ساتھ ورضاء حق کے ساتھ
بزرگان دین زندگی گزارتے ہیں۔
الحمدللہ علی ذالک حق تعالیٰ زیادہ
توفیق نصیب کرے۔ اور دنیا میں
عزت وفلاح کے ساتھ رکھے اور
آخرت میں حضرات بزرگان رسول
کریم وپیران عظیم کی خدمت میں
رشید بنائے۔ الحمدللہ کہ اس طرف بھی
خیریت ہے اور آں جناب کے لئے
دعاء خیر کرتا ہے۔
مولوی بشارت اللہ سلمہ اللہ شاہجہاں
آباد (دہلی) آئے ہوئے ہیں اور

وباطن دارند وباامور خیر مشغول اند حق
تعالیٰ زیادہ برتوفیق سازد وبہ مراتب
علیا رساند الحمدللہ کہ شادی ایشاں باصبیہ
شما منعقد گشتہ نور چشم مذکور آئینہ الہی
است جل شانہ واز یں بہ ہر کس کدام
می بود، بسیار خوب شد حق تعالیٰ مبارک
کند وباہم موافقت ہائے وفرزندان
رشید مرحمت فرماید ان شاء اللہ تعالیٰ
دعاء خیر درحق ہمہ صاحبان کردہ می شود
بہ سبب بُعد مسافت فقیر از احوال پرسی
وخبرگیری شما تقصیر معذور است ہیچ
خدمت گارے از یں جانہ می آید حق
سبحانہ تعالیٰ برائے شما کافی است ومن
یتوکل علی اللہ فہو حسبہ برنافہمی بعضے
یاران نظر نباید کرد نظر بر فضل الہی باید
داشت ہر کس کہ نیک باید می کند ہر چہ
می کند درحق خود می کند ومولوی غلام علی
صاحب فدائے او اند اللہ تعالیٰ خوش
دارد۔(۷)

بعض موانع کی وجہ سے ابھی مجھ سے
ملاقات نہیں کی ہے انشاء اللہ
ملاقات کریں گے۔ اپنے ہی نور
چشم ہیں اور طبیعت کی پاکی وسعادت
مندی کے ساتھ علم ظاہر وباطن کا شوق
رکھتے ہیں اور امور خیر میں مشغول ہیں
حق تعالیٰ زیادہ توفیق عطا فرمائے
اور بلند مرتبوں تک پہنچائے۔ الحمد للہ
ان کی شادی آپ کی صاحبزادی کے
ساتھ منعقد ہوئی۔ نور چشم مذکور آئینۂ
الہی ہے اور اس سے بہتر کون ہوسکتا
ہے۔ بہت خوب ہے حق تعالیٰ مبارک
کرے اور باہم موافقت وفرزندان
رشید مرحمت فرمائے انشاء اللہ تعالیٰ
دعاء خیر سب صاحبان کے حق میں کی
جائے گی۔

بُعد مسافت کے سبب فقیر احوال پرسی
وخبر گیری سے معذور ہے، کوئی
خدمت گار یہاں نہیں آتا۔ حق سبحانہ
تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے،

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔(سورہ طلاق آیت ۴
اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اسکو کفایت کرے گا۔) بعض احباب کی نافہمی پر نظر نہیں کرنی چاہئے نظر فضل الٰہی پر رکھنی چاہیے جو شخص کہ نیک چاہتا ہے جو کچھ کرتا ہے اپنے حق میں کرتا ہے۔
مولوی غلام علی صاحب (شاہ غلام علی دہلویؒ) اس پر (مولوی بشارت اللہ) پر فدا ہیں۔اللہ تعالیٰ خوش رکھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۲- عصمت پناہ، عفت دستگاہ صالحہ ساجدہ ہمشیرہَ دینی اہل خانہ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

فقیر محمد ثناء اللہ کی طرف سے دعاء برکات دینی و دنیوی وسلام سنت الاسلام کے بعد مطالعہ فرمائیں خط مبارک مع ہنڈوی پانچ روپیہ پہنچا آپ کے لکھنے کے مطابق تین روپیہ مرزا الالن کی والدہ کو اور دو روپیہ صاجزادی صبیہ شریفہ حضرت محمد عابد رضی اللہ عنہ کو پہنچایا۔صاجزادی نے بہت شکر گزاری و دعاء خیر آپ کے لئے کیا۔اور واقعۃً باوجود تکلیف اخراجات اپنے اوپر یاد آوری اہل حقوق آپ کا کام ہے کہ جواں مردوں کا مزاج رکھتی

ہیں۔ دیہات کی آمدنی کے مسدود ہونے کی معلومات سے تشویش لاحق ہے۔ حق تعالیٰ مافات کی تلافی و جمعیت ظاہر نصیب فرمائے۔ خط کے دیر سے بھیجنے کی شکایت جو کہ لکھا تھا بجا ہے۔ لیکن قاصد نہیں بھیج سکا اور ساہو کاروں کی معرفت بغیر ہنڈوی کے نہیں پہنچتا۔ آپ کی جانب سے بھی یہی عذر سننے کے قابل ہے۔

جب نور چشمی کی شادی کر دیا خوب ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک دل بہت خوش ہوا۔ حق تعالیٰ مبارک کرے اور صاجزادی بھی خوش رہے۔ حق تعالیٰ نور چشمی کو آپ کے زیر سایہ عمر ورزق اور مختلف برکات سے بہرہ ور فرمائیں، والدہ مرزا الالن نے ایک رقعہ بنام میر احمد پسر بہادر لکھوا کر اس خط کے ساتھ ملفوف کر کے بھیجا ہے مشارٌ الیہ کو پہنچانا چاہیے۔ میاں پیر علی واللہ بخش و میاں بشارت اللہ و جمیع یارانِ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحبؒ سلام اشتیاق عرض کرتے ہیں۔

میاں (مولوی) بشارت اللہ کہ تحصیل علم کی طرف بہت متوجہ ہیں یہ بجا اور مستحسن ہے کہ کوئی عبادت علم کے حاصل کرنے تک نہیں پہنچتی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادنا کم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر) حق تعالیٰ علم ظاہر و باطن میں کمال و تکمیل تک پہنچائے۔ (۸) والسلام

چوں کہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے صاجزادگان خورد سالی ہی میں داغِ مفارقت دے گئے۔ صرف صاجزادی نجیبۃ النساء یادگار رہیں اس لئے ان کا عقد نکاح آپ کے ہمشیر زادہ حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۱ھ-۱۲۵۴ھ) کے ساتھ ہوا جن سے ایک صاجزادے حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۱ھ ـــ ۱۳۱۶ھ) پیدا ہوئے۔ جو راقم الحروف کے پردادا کے والد ماجد

تھے۔آپ کے قائم مقام اور جانشین ہوئے اور آپ کی خانقاہ شریف میں مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔

راقم الحروف کا سلسلۂ نسب حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ (۱۱۵۳ھ-۱۲۱۸ھ) تک چار واسطوں سے پہنچتا ہے۔جو اس طرح ہے۔

سید ظفر احسن بن سید شاہ اعزاز الحسن بن سید شاہ عزیز الحسن بن سید شاہ نور الحسن بن سید شاہ ابو الحسن نبیرۂ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمہم اللہ ورضی عنہم۔

حواشی

۱۔ مکتوبات قلمی ص ۱۶۴

۲۔ عکسیات ص ۴۵۹

۳۔ ایضاً ص ۴۵۹۔ ۴۶۰

۴۔ ایضاً ص ۴۷۱

۵۔ مکتوبات قلمی ص ۲۲۱

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً۔ ص ۷۲

۸۔ عکسیات ص ۴۹۰۔ ۴۹۱

وصال حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا وصال ۵ رصفر ۱۲۱۸ھ/ ۱۸۰۴ء ۶۵ سال کی عمر میں روز جمعہ نماز عصر کی تیسری رکعت کے سجدے میں ہوا۔ آپ کی تدفین آبائی قبرستان موسوم بہ مولوی باغ (جو گورنمنٹ انٹر کالج بہرائچ کے سامنے واقع ہے) میں ہوئی۔

اس کے بعد آپ کی زوجۂ محترمہ نے قبر کو پختہ کرانے کا ارادہ کیا تو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ سے استفسار فرمایا، جس کے جواب میں قاضی صاحب نے درج ذیل مکتوب ارسال فرمایا۔ (مکمل مکتوب اس کتاب کے عکسیات (ص ۴۹۲ میں دیکھیں)

"برائے پختہ کردن قبر مولوی صاحب نوشتہ بودند، ہمشیرۂ من ایں ہم بدعت است لیکن چوں قبورِ اکثر اولیاء اللہ را مردم پختہ کردہ ایں ہم اگر بکنند از ہماں قبیل باشد، قبر خام را اثر باقی نہ می ماند، فقیر در کمال ضعف ایں قدر کلمات نوشتہ است زیادہ مقدور نوشتن نیست۔" الخ

آپ نے مولوی صاحبؒ کی قبر پختہ کرنے کے بارے میں لکھا تھا۔ ہمشیرۂ من یہ بھی بدعت ہے۔ لیکن جب اکثر اولیاء اللہ کی قبروں کو لوگوں نے پختہ کر دیا ہے اگر اس کو بھی پختہ کر دیں تو اسی قبیل سے ہوگی، کیوں کہ قبر خام کا اثر باقی نہیں رہتا، فقیر نے انتہائی کمزوری میں یہ کلمات لکھے ہیں زیادہ لکھنے کی ہمت نہیں ہے۔

چنانچہ جس نقشہ پر حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے حضرت مرزا مظہرؔ جان جاناں قدس سرہ کے مزار مبارک کی تعمیر کرائی تھی اسی نقشہ کے مطابق آپ کا مزار مبارک اور اس کی چہار دیواری ۱۲۲۶ھ-۱۸۱۱ء میں تعمیر کرائی گئی جو آج تک اسی حالت میں موجود ہے۔ جو

خوبصورت اور اُس زمانہ کے آثار و باقیات میں سے ہے۔ اس کے تین طرف تین تین جالیاں ہیں اور سامنے کی طرف وسط میں ایک دروازہ اور اس کے دونوں طرف ایک ایک جالی ہے۔ مزار مبارک کے اندرونی حصّہ میں آپ کی اہلیہ محترمہؒ کا مزار بھی آپ کے بائیں پہلو میں ہے۔ مزارِ مبارک کا عکس اس کتاب کے عکسیات ص ۶۲۹۔۶۳۰ پر دیکھیں۔

قطعاتِ تاریخِ وصال

مولوی صاحب نعیم اللہؒ در وقتِ نماز	بہرِ سجدہ سرنہاد و کرد رحلت زیں جہاں
سالِ تاریخش چو انورؔ بادلِ غمگین بجُست	ہاتفے گفتہ۔ زسر شد سوئے راہِ حق رواں
	سنہ ۱۲۱۸ھ

دیگر

رحلت نمود مولوی نعیم اللہؒ وقتِ شام	سر را بہ سجدۂ باری نہادہ بہ عشقِ تام
کردم سوال سالِ تواریخ را زغیب	ہاتف بمن بگفت کہ باغِ نعیم دام
	سنہ ۱۲۱۸ھ

دیگر

سالِ ہجری خوب شد تاریخِ اُو	صُبح فوت آمد نعیم اللہ شاہ
سنہ ۱۲۱۸ھ +	۵۸۶= ۱۸۰۴ء
گفتہ ام من خادم درگہ ظفرؔ	قطعِ تاریخ نعیم اللہ شاہ

دیگر

عالم دیں، عارفِ نکتہ شناس	بودہ ای حضرت نعیم اللہ شاہ
گفتمش تاریخ از یثرب بروں	رفت در جنت نعیم اللہ شاہ
	۱۹۳۰ - ۷۱۲
	۱۲۱۸ھ

مادّۂ تاریخ: فروکش فردوسِ بریں = سنہ ۱۲۱۸ھ

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے وصال پر

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا تعزیتی مکتوب

بنام زوجۂ محترمہ (ا) حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

صاحبہ مہربان مشفقہ الطاف نشان عفیفہ الزمان سلمہا الرحمن

بعد سلام سنت الاسلام مطالعہ فرمانید واقعۂ ناگزیر حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دل را بسیار متاسف گردانید افسوس کہ جہان ازیں قسم بزرگان خالی می شود انا للہ و انا الیہ راجعون ہمشیرہ ہا و دیگر اعزہ را جمع نمودہ ختم قرآن مجید بنام آں حمیدۃ الصفات عالی مقامات کرد مزار نمودہ شد حق ایں است کہ ایشاں زندہ اند کہ اصحاب نیک و خلفائے بسیار گذاشتہ اند و فیض ایشاں شائع است راہ صبر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مشفقہ، مہربان، عفیفۂ زمان سلمہا الرحمان۔

بعد سلام سنت الاسلام مطالعہ فرمائیں۔ واقعۂ ناگزیر رحلتِ حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دل کو مغموم و متأسف کیا، افسوس کہ دنیا ان جیسے بزرگوں سے خالی ہوتی جا رہی ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اعزہ و احباب کو جمع کر کے مزار مبارکہ کے پاس حضرت مولوی صاحب مرحوم کے لئے ختم قرآن مجید کیا گیا، حق یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف زندہ ہیں کہ بہت سے خلفاء اور اصحاب

پیش خواہند گرفت و بر اصحاب ایشاں
شفقت خواہند داشت مبادا در پاس
خاطر عزیزان قصورے نمایند مثل بی بی
صاحبہ ما مبادا امر دم متفرق شوند
اوقات بذکر و مراقبہ و تلاوت و درود و
استغفار مشغول دارند و امید است کہ
درحق بندہ بدعا مدد فرمابا شند۔
والسلام
و نور چشمی دعا خواند۔ (۲)

نیک چھوڑ کر گئے ہیں جن سے ان کا
فیض جاری ہے، صبر کا راستہ اختیار
کریں اور مولوی صاحب مرحوم کے
اصحاب کے ساتھ شفقت کا معاملہ
فرمائیں ، ہماری بی بی صاحبہ (یعنی
اہلیہ حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ) کی
طرح احباب و اعزہ کی خاطر داری
میں کوتاہی نہ ہو کہ لوگ منتشر ہو جائیں،
اوقات عزیز کو ذکر و مراقبہ و تلاوت و
درود و استغفار میں مشغول رکھیں،
امید ہے کہ بندہ کے حق میں دعاء خیر
کے ساتھ معاونت فرمائیں گی۔
نور چشمی (۳) (یعنی صاحبزادی
حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ) کو دعا
کہیں۔ والسلام

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے وصال پر

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا تعزیتی مکتوب

بنام شاہ مراد اللہ فاروقی ومولوی کرامت اللہ ومولوی نور محمدؒ وغیرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

برادران دینی ومخلصان یقینی فضائل و
کمالات مرتبت فواضل وحسنات درجت
حضرت مولوی محمد مراد اللہ صاحب و
میاں کرامت اللہ صاحب ومیاں نور محمدؒ
وشیخ محمد ئیس ومیاں اسد علی جیو وشاہ محمدؒ
حسن جیو ودیگر اخوان طریقت مختصان
اخوت سلمہا اللہ تعالیٰ وشرفہم باعلی
درجات الرضا وخصہم بکمال متابعت
المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحبہ وبارک وسلم۔
ازفقیر غلام علی عفی عنہ بعد تحیات
زاکیات وادعیہ کثیر البرکات مطالعہ
فرمایند دیروز ششم ربیع الاول
ازتحریر خاں صاحب اقبال نشان میر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

برادران دینی ومخلصان یقینی، اصحاب
فضائل وکمالات وارباب فواضل و
حسنات حضرت مولوی محمد مراد اللہ
صاحب (۴) ومیاں کرامت اللہ
صاحب (۵) ومیاں نور محمدؒ (۶) وشیخ
محمدؒ ئیس (۷) ومیاں اسد علی جیو (۸)
و شاہ محمد حسن جیو (9) اور دوسرے
اخوان طریقت ومختصان اخوت سلمہم
اللہ تعالیٰ وشرفہم باعلی درجات الرضیٰ و
خصہم بکمال متابعت المصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔
فقیر غلام علی عفی عنہ کی طرف سے
پاکیزہ سلام وکثیر البرکات دعاؤں

بندہ علی خاں صاحب سلمہم اللہ تعالی
واقعۂ ناگزیر صفوۃ الاولیاء زبدۃ الاتقیاء
حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب غفر اللہ
لہ ورفع درجتہ دریافت گردیدہ دل
راسخت متألم ومتأسف گردانید و
ابواب غم واندوہ مفتوح ساخت لیک
باتقدیر چارہ نیست واز صبر گریزنی
آں صاحبان عزیز را لازم است کہ راہ
صبر پیش گیرند و ہرگز جزع و فزع نہ
نمایند انا للہ وانا الیہ راجعون ایں بندہ
ومیر عبدالباقی جیو ومحمد مراد جیو و جمال
الدین جیو ومنشی غلام حسین صاحب راکہ
اینہا ہمشیرہ ہا ہستند وغلام علی خادم
سخت بیمار مشرف برموت است و
دیگر دوستان را جمع کردہ ختم قرآن
مجید کرد بر مزار مبارک و بنام حضرت
مولوی صاحب مرحوم نمودہ حق ایں
است کہ آں حضرت ازیں جہان
انتقال نہ کردہ اند کہ یاران نیک وخلفا
ومجازان بسیار دارند وفیض ایشاں

کے بعد مطالعہ فرمائیں۔کل ۶ ربیع
الاول کو میر بندہ علی خاں (۱۰) سلمہ
اللہ تعالیٰ کی تحریر سے صفوۃ الاولیاء
زبدۃ الاتقیا، حضرت مولوی نعیم اللہ
صاحب غفر اللہ لہ و رفع درجتہ کے
انتقال آخرت کی خبر معلوم ہوئی، اس
واقعہء ناگزیر نے دل کو سخت صدمہ
پہنچایا اور اس پر غم و اندوہ کے
دروازے کھول دیئے، لیکن
تقدیر الٰہیہ سے صبر کے سوا اور کوئی
چارہ نہیں، آں صاحبان عزیز کو لازم
ہے کہ صبر اختیار کریں اور جزع و
فزع سے پرہیز کریں انا للہ وانا الیہ
راجعون، اس بندہ نے میر عبدالباقی
ومحمد مراد جیو و جمال الدین جیو و منشی
غلام حسین صاحب اور غلام علی خادم جو
سخت بیمار ہیں اور دوسرے
دوستوں کو جمع کرکے ختم قرآن کیا اور
حضرت مولوی صاحب مرحوم کو بخشا۔
حق یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب

جاری است لیک افسوس در یاران
حضرت صاحب وقبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مثل ایشاں کسے نہ ماند قاضی صاحب
پیر فانی شدہ اند بہ سبب قضا گرد ایشاں
حلقہ مراقبہ بسیار کم است و بہ سبب
اختلافات بسیار کہ در تعمیر مقبرہ شریفہ و
ہنوز ناتیار است درمیان آمدہ پیش
بندہ نیز اجتماع نہ شد محمد مراد جیو فرتوت
شدہ اند علم وعمل در کار است
برائے رشد طریقہ میاں عبدالباقی
صاحب دردرس علم فارسی و مکتب
داری اشغال داشتہ اند و دارند ذات
کثیر البرکات حضرت مولوی صاحب
مرحوم بود کہ رواج طریقۂ شریفہ می
کردند واشاعت فیوض ایں خاندان
عالی می فرمودند ایشاں بہ جنت رفتند
رضینا باللہ یفعل مایشاء
ویحکم مایرید امید است کہ در
بارۂ ایں فقیر بدعا مدد فرما باشد۔
والسلام

مرحوم ومغفور نے اس جہاں سے
انتقال نہیں فرمایا کہ بہت سے
یاران نیک وخلفا ومجازین رکھتے ہیں
جن سے اُن کا فیض جاری ہے لیکن
افسوس حضرت صاحب وقبلہ (حضرت
مرزا مظہر جانجاناںؒ) کے یاران و
اصحاب میں اُن کے جیسا کوئی باقی
نہیں رہا، قاضی صاحب (قاضی ثناء
اللہ پانی پتیؒ) پیر فانی ہوگئے، محکمہ قضا
کی ذمہ داریوں کے سبب اُن کے
پاس مراقبہ کے حلقے بہت کم ہوتے
ہیں، مقبرہ شریفہ کی تعمیر کے سلسلے
میں جواب تک نامکمل ہے بہت
سے اختلافات پیدا ہوگئے، جس کے
سبب بندہ کے پاس بھی کوئی اجتماع
نہ ہوسکا، محمد مراد جیو پیر فرتوت ہوگئے
ہیں، طریقہ کی رہنمائی کے لئے علم و
عمل کی ضرورت ہے۔ میاں
عبدالباقی صاحب علم فارسی کے درس
ومکتب داری میں اشتغال رکھتے

جاری است لیک افسوس در یاران حضرت صاحب وقبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثل ایشاں کسے نہ ماند قاضی صاحب پیر فانی شدہ اند بہ سبب قضا گرد ایشاں حلقہ مراقبہ بسیار کم است و بہ سبب اختلافات بسیار کہ در تعمیر مقبرہ شریفہ و ہنوز ناتیار است درمیان آمدہ پیش بندہ نیز اجتماع نہ شد محمد مراد جیو فرتوت شدہ اند علم وعمل درکار است برائے رشد طریقہ میاں عبدالباقی صاحب در درس علم فارسی و مکتب داری اشغال داشتہ اند و دارند ذات کثیر البرکات حضرت مولوی صاحب مرحوم بود کہ رواج طریقۂ شریفہ می کردند و اشاعت فیوض ایں خاندان عالی می فرمودند ایشاں بہ جنت رفتند رضینا باللہ یفعل ما یشآء ویحکم ما یرید امید است کہ در بارۂ ایں فقیر بدعا مدد فرما باشد۔

والسلام

مرحوم ومغفور نے اس جہاں سے انتقال نہیں فرمایا کہ بہت سے یاران نیک وخلفا ومجازین رکھتے ہیں جن سے اُن کا فیض جاری ہے لیکن افسوس حضرت صاحب وقبلہ (حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ) کے یاران و اصحاب میں اُن کے جیسا کوئی باقی نہیں رہا، قاضی صاحب (قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ) پیر فانی ہوگئے، محکمہ قضا کی ذمہ داریوں کے سبب اُن کے پاس مراقبہ کے حلقے بہت کم ہوتے ہیں، مقبرہ شریفہ کی تعمیر کے سلسلے میں جو اب تک نامکمل ہے بہت سے اختلافات پیدا ہوگئے، جس کے سبب بندہ کے پاس بھی کوئی اجتماع نہ ہو سکا، محمد مراد جیو پیر فرتوت ہوگئے ہیں، طریقہ کی رہنمائی کے لئے علم وعمل کی ضرورت ہے۔ میاں عبدالباقی صاحب علم فارسی کے درس ومکتب داری میں اشتغال رکھتے

در دل جوئی و پاس خاطر عاطر زوجۂ شریفہ ایشاں سر گرم باشد۔

والسلام (۱۱)

ہیں، حضرت مولوی صاحب مرحوم (یعنی حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی) کی ذات والاصفات تھی کہ طریقۂ شریفہ کو رواج دیتے تھے اور اس خاندان عالی کے فیوض و برکات کی اشاعت فرماتے تھے وہ عازم جنت ہوئے، رضینا باللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔ (ہم اللہ کے ساتھ راضی ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔) امید ہے اس فقیر کی دعاء خیر سے مدد فرمائیں گے۔

زوجۂ شریفہ (اہلیہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ) کی دل جوئی میں سر گرم رہیں۔ والسلام

مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

بنام زوجہ محترمہ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عصمت پناہ عفت دستگاہ ہمشیرۂ دینی اہل خانہ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب رحمہ اللہ بعد از سلام سنت الاسلام مطالعہ نمایند الحمد للہ علی کل حال و اعوذ باللہ من حال اہل النار فقیر از دہم ذیقعدہ تا امروز کہ ہزدہم ذی حجہ است .بمرض بواسیر و انواع امرضہ سخت بیمار است و عمر ہشتاد و یکسال رسیدہ از چہار پائی برخاستن نمی توانم توقع زندگی نیست حق تعالیٰ عاقبت بخیر کند ــــــ

و برائے پختہ کردن قبر مولوی صاحب نوشتہ بودند ہمشیرۂ من اینہم بدعت است لیکن چوں قبورِ اکثر اولیاء اللہ رامردم پختہ کردہ ایں ہم اگر بکنند از

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عصمت پناہ، عفت دستگاہ، ہمشیرہء دینی، اہل خانہ حضرت مولوی نعیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد از سلام سنت الاسلام مطالعہ فرمائیں۔

الحمد للہ علی کل حال و اعوذ باللہ من حال اہل النار۔ فقیر دسویں ذی قعدہ سے آج تک کہ اٹھارہویں ذی الحجہ ہے مرض بواسیر اور دوسرے سخت امراض میں مبتلا ہے اور عمر اکیاسی سال پہنچ چکی ہے، چار پائی سے اُٹھ نہیں پاتا، زندگی کی امید نہیں ہے، حق تعالیٰ انجام بخیر فرمائے۔

اور مولوی صاحب (حضرت شاہ نعیم اللہؒ) کی قبر پختہ کرنے کے بارے میں لکھا تھا، ہمشیرہ من یہ بھی بدعت

ہماں قبیل باشد قبر خام را اثر باقی نمی ماند فقیر در کمال ضعف ایں قدر کلمات نوشتہ است زیادہ مقدور نوشتن نیست۔ (۱۲)

ہے۔ لیکن جب اکثر اولیاء اللہ کی قبروں کو لوگوں نے پختہ کر دیا ہے اگر اس کو بھی پختہ کر دیں تو اسی قبیل سے ہوگی، کیوں کہ قبر خام کا اثر باقی نہیں رہتا، فقیر نے انتہائی کمزوری میں یہ کلمات لکھے ہیں زیادہ لکھنے کی ہمت نہیں ہے۔

حواشی

۱۔ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کی زوجہ شریفہ کا نام ''بی بی راج رانی'' تھا۔ حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچیؒ کی اولاد امجاد میں سے تھیں۔ بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں۔ آپ کے نام حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مکتوبات اس کتاب میں مطالعہ کریں۔ بی بی صاحبہ کی وفات ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے پہلو میں ہے۔

۲۔ مکتوبات (قلمی) ص ۲۲۲

۳۔ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کی صاجزادی کا نام ''بی بی عجیبۃ النساء عرف امت البتول'' تھا۔ ان کا عقدِ نکاح آپ کے حقیقی بھانجے حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے ساتھ ہوا جن سے ایک صاجزادے حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ پیدا ہوئے۔

۴۔ شاہ مراد اللہ فاروقیؒ، حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کی وفات ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۴۸ سنہ میں ہوئی۔ مزار مراد علی لین، اکھاڑہ کریم اللہ شاہ، متصل رائل ہوٹل (باپو بھون) لکھنؤ میں ہے۔

۵۔ مولوی کرامت اللہ، حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے خلیفہ تھے۔ ۷ محرم ۱۲۴۲ سنہ میں وفات ہوئی۔ درگاہ پیر جلیل لکھنؤ میں مزار ہے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ''مقامات مظہری'' کے اُردو ترجمہ ص ۴۲۲، حاشیہ ۱۰۸، میں مولوی کرامت اللہ کو مولوی نعیم اللہ بہرائچی کا بیٹا لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ نے لکھا ہے:

"از یاران فقیر معرفت آگاہ برخوردار کرامت اللہ و مولانا مولوی بہاء الدین صاحب سلمہما اللہ کہ در اہتمام ایشاں ایں کتاب (بشارات مظہریہ) تصنیف می شود قوت ارشاد قوی و تاثیر عظیم دارند" (بشارات مظہریہ ورق ۱۲۷)

۶۔ مولوی نور محمد، حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ کے خلیفہ تھے۔ ان کا مزار درگاہ پیر جلیل لکھنؤ میں ہے۔

۷۔ شیخ محمد یٰس ایضاً

۸۔ اسد علی ایضاً

۹۔ شاہ محمد حسن ایضاً

۱۰۔ میر بندہ علی خاں ایضاً

۱۱۔ مکتوبات (قلمی) ص ۷۷

۱۲۔ عکسیات ص ۴۹۲

کتابیات

فارسی کتب

شاہ نعیم اللہ بہرائچی	بشارات مظہریہ	عکس نسخۂ خطی، انڈیا آفس لائبریری، لندن
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	معمولات مظہریہ	مطبع نظامی کانپور، ۱۲۷۵ھ
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	انفاس الاکابر	مطبع اسدی لکھنؤ ۱۲۹۱ھ
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	رقعات کرامت سعات	مطبع فتح الاخبار، کول (علی گڑھ) ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	خودنوشت سوانح حیات	مخطوطہ
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	مکتوبات قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی	مخطوطہ
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	مکتوبات مرزا مظہر جان جاناںؒ	مخطوطہ
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	رقعات میرزا مظہرؔ حصہ اوّل	مخطوطہ
	مکتوبات	مخطوطہ
مولوی غلام یحییٰ	رسالۂ کلمات الحق	مخطوطہ
شاہ غلام علی دہلوی	مقامات مظہری	مخطوطہ
شاہ غلام علی دہلوی	لطائف خمسہ معروف بہ مقامات مظہری	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء
شاہ عبدالغنی مجددی	ضمیمہ مقامات مظہری	مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء

ابوالخیر محمد بن احمد مرادآبادی	کلمات طیبات	مطبع مطلع العلوم مرادآباد ۱۳۰۳ھ
عبدالرزاق قریشی	مکاتیب میرزا مظہرؔ	علوی بک ڈپو، محمد علی روڈ بمبئی ۱۹۶۶ء
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں	لوائح خانقاہ مظہریہ	آفریشیا پرنٹنگ پریس، ناظم آباد کراچی ۱۹۷۵ء
مفتی غلام سرور لاہوری	خزینۃ الاصفیاء جلد اول	مطبع ثمر ہند، لکھنؤ ۱۲۹۰ھ ۱۸۷۳ء
مفتی غلام سرور لاہوری	گنجینۂ سروری معروف بہ گنج تاریخ	مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۴ھ
شاہ ابوسعید مجددی	رسالۂ ہدایت الطالبین	مخطوطہ
شاہ ابوالحسن بہرائچی	حالات حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ	مخطوطہ
شیخ احمد ابوالخیر مکی	ہدیۂ احمدیہ	مطبع انتظامی کانپور ۱۳۱۳ھ
شاہ رؤف احمد مجددی	مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی	مطبوعہ ترکی، ۱۹۷۶ء

اُردو کتب

ڈاکٹر خلیق انجم	مرزا مظہرؔ جان جاناں کے خطوط	مکتبۂ برہان، اردو بازار دہلی ۱۹۶۲ء
عبدالرزاق قریشی	میرزا مظہرؔ جان جاناں اور اُن کا اُردو کلام	ادبی پبلشرز بمبئی، ۱۹۶۱ء

عبدالرزاق قریشی	میرزا مظہر جان جاناں اور اُن کا کلام	مطبع معارف دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۷۹ء
ڈاکٹر تبارک علی	مرزا مظہر جان جاناں ان کا عہد اور اردو شاعری	ثمر آفسیٹ پرنٹرز، دہلی ۱۹۸۸ء
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	تاریخ دعوت وعزیمت (حصہ چہارم)	مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء، لکھنؤ ۱۹۹۵ء
شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی	مقامات خیر	شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی ۱۹۸۹ء
ڈاکٹر رام بابو سکسینہ	مرقع شعرا (نگارخانہ شعرائے اُردو)	مطبع دھومی مل دھرم داس دہلی ۱۹۵۶ء
ڈاکٹر رضوان الدین خاں	قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور انکی تفسیر مظہری کا تحقیقی مطالعہ	مقالہ برائے پی ایچ ڈی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
جمیل احمد شرق پوری لاہور	ماہنامہ نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر حصہ اول)	مکتبہ نور اسلام شرقپور لاہور ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء
شاہ نعیم اللہ بہرائچی مترجم مولانا محمود عبدالستار بھولے پوری	معمولات مظہریہ	مطبوعہ ۲۰۰۷ء لکھنؤ
شاہ غلام علی دہلوی مترجم محمد اقبال مجددی	مقامات مظہری	اُردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع دوم ۲۰۰۱ء
شاہ عبدالغنی مجددی مترجم محمد اقبال مجددی	ضمیمہ مقامات مظہری	اُردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع دوم ۲۰۰۱ء

شاہ رؤف احمد مجددی مترجم محمد نذیر رانجھا	درالمعارف	خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ الفتح پبلی کیشنز، راولپنڈی، پاکستان ۲۰۱۰ء
محمد نذیر رانجھا	تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خاں)	جمعیۃ پبلی کیشنز، وحدت روڈ، لاہور، ۲۰۱۰ء
مولوی رحمان علی مترجم محمد ایوب قادری	تذکرہ علماء ہند	پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، ۱۹۶۱ء
ڈاکٹر رام بابو سکسینہ مترجم مرزا محمد عسکری	تاریخ ادب اردو	مطبع تیج کمار لکھنؤ ۱۹۸۶ء
نواب سید نور الحسن خاں (ابن سید صدیق حسن خاں قنوجی)	مجموعہ رسائل در ملفوظات حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی	مطبوعہ
مولوی ابوالحسن مانکپوری	آئینہ اودھ	مطبع نظامی کانپور، ۱۳۰۳ھ
شاہ نعیم اللہ بہرائچی	مثنوی اُردو	قلمی
مرزا سنگین بیگ مترجم ڈاکٹر شریف حسین قاسمی	سیرُ المنازل	غالب انسٹیٹیوٹ، نئی دہلی ۱۹۸۲ء
شاہ رؤف احمد مجددی مترجم محمد نذیر رانجھا	مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی،	خانقاہ سراجیہ مجددیہ، کُندیاں، ضلع میانوالی، پاکستان ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء

مولانا غلام محی الدین قصوری مترجم اقبال احمد فاروقی مقدمہ وحواشی محمد اقبال مجددی	ملفوظاتِ شریفہ (شاہ غلام علی دہلوی)	مکتبۂ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور ۱۹۷۸ء
سرسید احمد خاں	آثار الصنادید	اُردو اکادمی، دہلی، ۲۰۰۶ء
عبدالرزاق قریشی مترجم ڈاکٹر محمد عمر	مکاتیب میرزا مظہرؒ	خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء
شاہ نعیم اللہ بہرائچی مترجم مولانا رحیم الدین احمد طربؔ دہلوی	معمولات مظہریہ (مخزنِ حقیقت)	مطبع رضوی دہلی ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء
مولانا رحیم الدین احمد طربؔ دہلوی	ضمیمہ معمولات مظہریہ (ضمیمۂ ہدایت)	مطبع رضوی دہلی ۱۳۱۵ھ
مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی	الواح الصنادید حصہ دوم	مولانا آزاد اکیڈمی، گلی گڑھیا، بازار مٹیا محل، جامع مسجد دہلی، ۱۹۹۱ء
مولوی محمد عالم شاہ فریدی دہلوی	مزارات اولیائے دہلی	کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل، کھاری باولی، دہلی بارسوم
	رسالہ برہان دہلی، مارچ ۱۹۸۴ء	
	رسالہ آج کل نئی دہلی دسمبر ۱۹۷۸ء	

رسالہ معارف اعظم گڑھ
مئی ۱۹۶۸ء

مؤلّف کی دیگر نگارشات

- سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)
- خطبۂ استقبالیہ (مطبوعہ)
- تعارف کتاب ”معمولات مظہریہ“ (مترجم اردو) (مطبوعہ)
- آثارِ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ (کتاب حاضر)

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

عکسیات

فہرست عکسیات

۷۷	اختتامیہ بر ''رسالہ در حالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ''، بخط مصنف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ	۵۷۸
۷۸	''مقاماتِ مظہری'' کا اصل نسخہ جس میں حضرت مظہرؒ کے خلیفہ ''مُلّا تیمور'' کے حالات کے بعد حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خود نوشت حالات بخط مصنف یعنی حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ	۵۸۰
۷۹	''مقاماتِ مظہری'' کے اصل نسخہ پر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے دست مبارک کا حاشیہ۔ جو مقاماتِ مظہری کے مطبوعہ کسی نسخے میں نہیں ہے۔	۵۸۱
۸۰	ٹائٹل ''معمولاتِ مظہریہ'' (فارسی) مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۷۵ھ	۵۸۲
۸۱	وصیت نامہ حضرت مظہرؒ، مطبوعہ در معمولاتِ مظہریہ (فارسی) مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور ۱۲۷۵ھ	۵۸۳
۸۲	قطعاتِ تاریخ شہادت حضرت مظہرؒ از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، مطبوعہ در معمولاتِ مظہریہ (فارسی) مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور ۱۲۷۵ھ	۵۸۴
۸۳	خاتمۃ الطبع ''معمولات مظہریہ'' (فارسی) مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۷۵ھ	۵۸۵
۸۴	ٹائٹل ''انفاس الاکابر'' (فارسی) مطبوعہ مطبع اسدی، لکھنؤ ۱۲۹۱ھ	۵۸۸
۸۵	خاتمۃ الطبع ''انفاس الاکابر'' (فارسی) مطبوعہ مطبع اسدی، لکھنؤ ۱۲۹۱ھ	۵۸۹
۸۶	ٹائٹل ''رقعات کرامت سعات'' (فارسی) مطبوعہ مطبع فتح الاخبار، کول (علی گڑھ) ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۴ء	۵۹۰

۸۷	صفحہ اوّل "رقعات کرامت سعات" (فارسی) مطبوعہ مطبع فتح الاخبار، کول (علی گڑھ) ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء	۵۹۱
۸۸	صفحہ آخر "رقعات کرامت سعات" (فارسی) مطبوعہ مطبع فتح الاخبار، کول (علی گڑھ) ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء	۵۹۲
۸۹	اردو سائنس بورڈ، لاہور، سے شائع شدہ "مقاماتِ مظہری" (مترجم اُردو) کے دوسرے ایڈیشن ۲۰۰۱ء کے اوراق۔	۵۹۳
۹۰	عکس مزارِ مبارک حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ	۶۲۹
۹۱	مزارِ مبارک کا اندرونی منظر	۶۳۰

(۱) عکس مکتوب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

(۲) عکس مکتوب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

عکس مکتوب حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ

(۳) عکس مکتوب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

(۴) خودنوشت مکتوب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

نمبر شمار (۴) کا بقیہ

(۵) نقل مکتوب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ بخط حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

(٦) نقل اخلاص نامہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بخط حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

خدای عزوجل آن فهیم طریقه احمدیه را در سلوک استقامت
داشته انواع فیوض در سلوک حق مفتوح دارد
از فقیر ولی الله عفی عنه بعد سلام واضح آنکه مولوی
ثناء الله با رقیمه کریمه رسیدند موجب مسرة گردید
قصد ارجاعت بسبب بعض اسباب که شرح آن
بسطی می‌خواهد اتفاق افتاد توقع آنست که در
اوقات مرجوعه دعای سلامت از آفات ظاهره و باطنه
در حق این ضعیف و فرزندان و متعلقان بتوجه
می‌آورده باشند والسلام

(۷) خود نوشت مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

نمبر شمار (۷) کا بقیہ

نمبر شمار (۸) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین کہ ربوا
و سود در شہر کلکتہ و بنگالہ و لکھنو و شاہجہان اباد
و در عمل نصاری و ملک پنجاب کہ در تصرف کفار
سکھان است اگر مسلمانان از قوم نصاری و کفار ہندو در معاملہ
بگیرند جائز ہست یا نی بینوا توجروا جواب سود
گرفتن از حربیان در عمل آنہا نزد طرفین جائز است قال فی الہدایہ
ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافا لابی یوسف رحمہ اللہ
والشافعی رحمہ اللہ لہما الاعتبار بالمستامن منہم فی دارنا ولنا قولہ
علیہ السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالہم
مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا
اذا لم یکن فیہ غدر بخلاف المستامن منہم لان مالہ صار محظورا بعقد الامان
انتہی و جائیکہ حکم و عمل کفار باشد و مسلمان بدون امان گرفتن از انہا
سکونت نتوانند کرد دار الحرب است علی اصح التفاصیل لیکن وجوب ہجرت
در دار الحرب وقتی ہست کہ کفار را از اجرای احکام شرع و اقامت رسوم
موقرہ شرعیہ مثل اذان و جمعہ و جماعت و اعیاد ممانعت نمایند واللہ

(۱۱) استفتا بخط حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ وحضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

مشاہدہ افعال شنیعہ اینہا مثل بت پرستی و شرب خمور و لحم خنزیر
علی الاعلان واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمد اسحاق باذن شاہ
عبد العزیز صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نمبر شمار (۱۱) کا بقیہ

نمبر شمار (۱۳) کا بقیہ

خرچ مبلغهای اعزای که نزد فقیر رسیده بودند

نمبر شمار (۱۳) کا بقیہ

چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت که زوجه بزرگی دو منزل حویلیها
در ملک خود داشت بعد فوت آن بزرگ در حویلی کلان عرس او را مدفون شده بود چند سه
هر دو حویلیهای مملوکه خود بلا بدستگیری هنود رهن کرده مبلغ دیگر نقد گرفت آن هنود بعد
زر نقد حال زر نقد که در رهن آن هر دو حویلیها داده بود هر دو حویلیها را مقفل ساخته از زیارت
زائران و مخلصان آن بزرگ مانع و مزاحم شد ناچار مخلصان آن بزرگ متفق شده عزیزی را
با چند کس پیش زوجه آن بزرگ فرستادند و گفتند که اگر زوجه مذکوره هر دو حویلیها را خود
بنام ما مخلصان وقف فرمایند پس ما تمام مخلصان و مریدان هر دو حویلیهای مذکوره از رهن خلاص نموده
تعمیر مزار مبارک آن بزرگ کرده در تصرف خود داریم و هر که از ما بمیرد در آن مدفون گردد
آن عزیز مسطور پیش آن عفیفه رفته در حضور شهود عدول تمام و کمال حویلیهای مذکوره را
بنام مخلصان آن بزرگ وقف کنانیده بر مزار مبارک آن بزرگ آمده بهم مخلصان اطلاع کرده
مبلغهای کثیر از آنها طلبیده چند ماه در انجا ماند هر دو حویلیهای مذکوره را از دست آن هنود
فک رهن نموده بعد از آن هر دو حویلیها را شکسته تعمیر مزار مبارک بطور خود نموده
بعد از آن مبلغ از مخلصان آن بزرگ ابر اسپرده بمکان خود باز آمد بعد مدت

(۱۵) ایک فتویٰ

زوجۂ آں بزرگ مسطور بر مزار مبارک آمدہ اند از راہ خجّگی ایں را بیکے از پسر ہائے آں بزرگ سپردہ

فوت کرد و حالا پسر زادہ ہا میگویند کہ زوجۂ آں بزرگ اینجا را بما ہبہ کردہ و غیر از ما

ہر کس را از مخلصان آں بزرگ درینجا دفن کردن نخواہیم داد و دخل ہم نخواہیم داد

بلکہ مانع و مزاحم از زیارت مزار مبارک اند با آنکہ شرائط وقف کہ در شرع شریف

ہر گز جمع است بگواہی شہود عدول و دوام دفن میت و تسلیم حکم قاضی بر صحت آں وقف

پس درینصورت ہبہ بعد وقف صحیح با شرائط مذکورہ درست است یا نہ و بطلان

وقف بعد صحت آں جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب

بعد وقف ہبہ روا نیست چہ الوقف لا یملک ملکیت واقفہ نماند

کہ ہبہ روا کردہ و از ہبہ مذکورہ بطلان وقف نمیشود واللہ اعلم

کتبہ احمد ابو الرحیم عفی اللہ ذنوبہ و کفر عنہ سیّاٰتہ

اجاب [illegible]

ظہور اللہ عفی عنہ

نمبر شمار (۱۵) کا بقیہ

(۱۶) مکتوب شیخ محمد مراد و شیخ غلام علی خورد

پس جمیع سه شرط صحت وقف

در شرع ... مصطفوی صلی الله علیه وسلم

معقول و شریعت مقبول است والسلام

نمبر شمار (۱۶) کا بقیہ

نقل خط مرزا عبداللہ عرف مرزا لالن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبزادہ عالی دودمان قبلہ دو جہان حضرت شاہ حسام احمد صاحب سلمہ الرحمن

از فقیر مرزا عبداللہ عرف مرزا لالن بعد از عرض قدمبوسی واضح باد نوازشنامہ در ماتم
جدہ صاحبہ مغفورہ ورود فرمود بندہا غلام و کنیز جناب حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ و فرزندان آنحضرت اند یقین است کہ آنقدر اندوہ از ہمین رسیدہ باشد
در فقیر کوہ بلا افتادہ است اما غیر از صبر و شکیب چارہ نیست انا للہ و انا الیہ راجعون
دیگر معروض میدارد کہ اخوند ملا اسلم صاحب کہ از شاہجہان آباد تشریف آوردند بفقیر شکایت کردند
و گفتند کہ من از وطن سفر پانصد کروہ رنج برداشتہ و تنخواہ خرج شدہ برای زیارت مبارک حضرت ایشان
شہید رضی اللہ عنہ بدہلی رسیدہ بودم و میخواستم کہ مدتی بر مزار مبارک معتکف باشم و نماز با و
ذکر انجا کردہ برکات از انجا بردارم چون انجا زمانی سکونت ندارند و بندوبست نشان نیست [illegible]
میسر شد بیت [illegible] و زود تر شاہجہان آباد را فوت کردم در غصہ مرا [illegible] زیارت میسر شد الحمد
بعجلت تمام ازینجہت ناکام بوطن برگشتم و جماعہ از معتقدان حضرت ایشان مستعدان ہستند کہ اگر بعبادت و
سکنی زمان از انجا موقوف شود خانقاہ حضرت ایشان مشتمل برکاہا دیگر حضرات اولیا مرتب شود

(۱۸) نقل خط مرزا عبداللہ عرف مرزا لالن (پسر مرزا شاہ علی متبنّٰی حضرت مظہرؒ)

بسم الله الرحمن الرحیم

وبه نستعین

بعد حمد و صلوة فقیر عبدالله معروف غلام علی عفی عنه گذارش می‌نماید که از مبارک

حضرت پیر و مرشد من خلاف وصیت شریفه در این جای تنگ واقع شد پس فقیر این

مکانات [illegible] چاه و حجره‌ها باگرد و حویلی از سر نو خرید و برای مسکن خود تعمیر نمودم

و دو حویلی خورد شکسته هم خرید کردم در اینصورت اقرار صحیح معتبر می‌نمایم در حالیکه اقرار صحیح

در شرع شریف جایز باشد و وصیت واجب الادا میکنم که این مکان برای اقامت ارادتمندان

و مخلصان خود لله فی الله سبحانه وقف کردم که در اینجا سکونت نموده حلقه ذکر و مراقبه و درس

علم کرده باشند و از مخلصان من حضرت حافظ ابوسعید پیرزاده صاحب و مولوی بشارت الله

صاحب پیرزاده بهرایچ سلمهما الله لیاقت دارند که بهر دو امر مذکور قیام نمایند این است

مظنون من در حق این دو بزرگوار جعلهما الله للمتقین اماما و از جناب الهی امیدوارم که این

ظن من در حق این هر دو بزرگوار راست باشد امین هر که از این هر دو بزرگ خواهد باشد دو

بزرگ خواهند برای ترویج طریقه پیران من باستعانت تمام در این مکان مبارک [illegible]

نمایند یا در ظاهر و باطن خواهد رسید و کان حقا علینا نصر المومنین [illegible]

للتاکید اقرار جایز الشرع میکنم که این مکان مبارک و حویلی مسکن من و دو حویلی شکسته و این

حجره‌ها ملک کسی نیست وقف است والوقف لایملک ولایباع ولایوهب الله تعالی

این وقف را قبول فرماید و در ظاهر و باطن این دو بزرگ متوسلان طریقه شریفه ما را

مدد نماید عدم وصیت مبارک برای دفن در این مکان تنگ برای جوار زنان و اطفال بوده است

همچنین [illegible] و تخلیه [illegible] وقف بودن [illegible] همین است که اینجا

زنان و غافلان باشند تاریخ کتابت [illegible] مبارک هجری هزار و دو صد [illegible] آخره

(۱۹) اصل تولیت نامہ خانقاہِ مظہریہ دہلی (المعروف بہ درگاہ شاہ ابوالخیرؒ، بازار چتلی قبر، دہلی)

بنام حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ وحضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

هو

حضرت مولوی بشارت الله

اینجا پیران ماست

(۲۰) خانقاہِ مظہریہ دہلی سے متعلق حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ کے نام حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے دستِ مبارک کی ایک خاص تحریر

(۲۱) خود نوشت مکتوب حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۲۱) کا بقیہ

(۲۲) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۲۳) کا بقیہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

[illegible]

(۲۴) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

(۲۵) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۲۵) کا بقیہ

نمبر شمار (۲۶) کا بقیہ

نمبر شمار (۲۷) کا بقیہ

(۲۸) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۲۹) کا بقیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

(۳۰) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام زوجۂ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۳۱) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام زوجۂ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلام علی احمدی ۱۲۱۵

سلمہ ربہ

عالیجناب رانی صاحبہ مشفقہ مہربان سلمہا

بعد سلام و دعا واضح باد رقیمہ کریمہ رسید مندرجہ

واضح شد نوشتہ اند کہ یک دیہ برای خورد مساکین

[illegible] و حالت مسلمانان و درویشان

مقرر کردہ شد اللہ تعالیٰ این نذر شما قبول فرماید

و زیادہ از این توفیق شما کناد بعدہ والسلام

(۳۲) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام زوجۂ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بسم الله الرحمن الرحیم از فقیر عبد الله عرف غلام علی احمدی [illegible]

بخدمت شریف عالیجناب [illegible] صاحب مشفقه مهربان

سلامت برسد

نمبر شمار (۳۲) کا بقیہ

(۳۳) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۳۳) کا بقیہ

نمبر شمار (۳۳) کا بقیہ

نمبر شمار (۳۳) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی صاحب عالی مراتب والا مناقب حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ

(۳۴) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۳۴) کا بقیہ

(۳۵) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۳۵) کا بقیہ

نمبر شمار (۳۶) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۳۷) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سلامت السلام علیکم و رحمۃ اللہ

(۳۸) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۳۸) کا بقیہ

(۳۹) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۳۹) کا بقیہ

هو

بعد حمد و صلوة معلوم نمایند که مقامات و اصطلاحات [illegible]

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی [illegible]

[illegible]

(۴۲) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۴۲) کا بقیہ

(۴۳) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام میر سید محمد خاں

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

نمبر شمار (۴۳) کا بقیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

(۴۴) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام میر سید محمد خاں

بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible]

(۴۵) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام میر سید محمد خاں

نمبر شمار (۴۵) کا بقیہ

(۴۶) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام منشی محمد اسحاق خاں

نمبر شمار (۴۶) کا بقیہ

(۴۷) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام منشی محمد اسحاق خاں

نمبر شمار (۴۷) کا بقیہ

(۴۸) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام منشی محمد اسحاق خاں

نمبر شمار (۴۸) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۴۹) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام شاہ عباس صاحب

نمبر شمار (۴۹) کا بقیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

(۵۰) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام میر حسن صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵۱) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام میر محمد امین خاں

نمبر شمار (۵۱) کا بقیہ

(۵۲) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام حافظ محمد علی صاحب

نمبر شمار (۵۲) کا بقیہ

(۵۳) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام بندہ علی خاں

بسم الله الرحمن الرحیم

عنایت مهربان صاحبزاده ولایت نسب نجابت حسب خواجه محمد حسن سلمهم الله تعالی

[illegible]

(۵۴) مکتوب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ بنام خواجہ محمد حسن صاحب

(۵۵) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵۶) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۵۶) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵۷) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۵۷) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵۹) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۶۰) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

وله تعالی والنا له الحدید ان اعمل سابغات وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر

نمبر شمار (۶۰) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(٦١) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (٦١) کا بقیہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۶۲) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۶۲) کا بقیہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

(۶۳) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۶۳) کا بقیہ

(۶۴) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۶۴) کا بقیہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

(٦٦) استفتا بخط حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

نمبر شمار (۶۶) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

جواب

(۶۷) استفتا بخط حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

اگر کسے قرآن خواند و ثواب آن بکسے بخشد و موروث اگر کند
یا بوارث او مبلغے بدہد یا کسے را تعلیم قرآن و یا علم
دینی کند و مبلغ باستاد بدہد یا کسے با آیات قرآن یا
ادعیۂ دیگر کہ در شرع خواندن آن اعمال جائز یافتہ باشد
و از کفریات نبود یا خط بر مریض یا لدیغ بخواند و مریض شفا
او را مبلغ بدہد یا طبیب علاج مریض کند و مریض بعد
شفاء او را چیزے بدہد این مبلغ یا اینہا گرفتن جائز باشد و یا نہ

جواب

صورت مذکورہ بر چند وجہ است آنکس کہ قرآن خواندہ است
و ثواب آن بکسے بخشیدہ است اگر سابق پیش از
خواندن شرط گرفتن مبلغ نکردہ است و وقت خواندن ہم
مانیت نخواندہ است کہ مبلغ بدست من خواہد آمد و در مقصود
او را ثواب خواندن قرآن ہم خواہد شد و انشاء اللہ تعالیٰ ثواب او
بموہوب لہ خواہد رسید چنانچہ احادیث صحیح عمل الخیر و حدیث
سقایہ ام سعد وغیرہ بران دلالت دارند و خوردن مال مذکور ہم
او را جائز و حلال باشد و ہمچنین در تعلیم قرآن و خواندن دعا
و افسون بر لدیغ و بیمار و معالجہ طبیب مریض را اگر
بلا شرط اخذ مال و بے نیت طمع اخذ مال خالصاً للہ باشند

(۶۸) استفتا بخط حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

موجب ثواب نیست و هم خوردن مال بود جائز است چنانچه حدیث
که احمد و ابوداؤد از خارجه بن الصلت از عم او روایت
کرده اند که گفته آمدیم از نزد رسول صلی الله علیه وسلم پس
رسیدیم بر قبیله از عرب پس آنها بما گفتند که نزد ما دیوانه
ایست در زنجیرها اگر نزد شما دوائی یا افسونی باشد گفتیم
آری بست آنها دیوانه را نزد ما آوردند پس مردی سوره فاتحه
تا سه روز صبح و شام خواندیم آن دیوانه هوشیار شد آنها بما
مزدی دادند پس گفتیم که ما نمی گیریم که تا که از رسول صلی الله علیه وسلم
سوال بکنیم لیکن گرفتیم و از رسول صلی الله علیه وسلم سوال کردیم
آنحضرت فرمود بخورید دیگران مزد افسون باطل میخورند شما مزد افسون
حق خورده اید این حدیث صریح است که اینجا شرط گرفتن
مزد نبود بلکه اراده گرفتن هم نبود چنانچه انکار کردن آنها
از گرفتن مزد دلالت دارد و همچنین در تعلیم علم اگر شرط
باشد و بعد تعلیم بنیت اخذ مال نباشد و شاگرد با استاد چیزی بدهد
یا مرید به پیر خود مالی بگذراند گرفتن مال معلم را و پیر را
از مرید قبول مال و هدیه جائز است و ثواب تعلیم هم از مسلم
رسول کریم صلی الله علیه وسلم که مدینه علم و مفیض فیوض ظاهر
و باطن بود بدین قبول هدیه میفرمودند و اضعاف آن به اصحاب
میخورند و اگر شرط اخذ در میان نباشد لیکن این شخص قرآن
بنیت خوانده و بکسی بخشیده که عوض [illegible]
مرا چیزی خواهند داد درین صورت او را ثواب خواندن قرآن
هیچ نخواهد شد بلکه قبول ثواب نخواهد شد موهوب له را
ازینجا ثواب خواهد رسید قال الله تعالی من کان یرید حرث
الآخرة نزد له فی حرثه ومن کان یرید حرث الدنیا نؤته منها

نمبر شمار (٦٨) کا بقیہ

وما له فی الآخرة من نصیب وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی فمن کان
هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله ومن کان هجرته
الی دنیا یصیبها او امرأة ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه
این حدیث از عمر ابن الخطاب مرویست لیکن درینصورت
اگر کسی او را اخلاق بلا اشتراط داده است او را اگر فتنی جایز
و حلال است و همچنین اگر کسی تعلیم علم دینی بکند باینی
نیته که شاگرد مرا خلق خواهد داد درینصورت او را ثواب
تعلیم هیچ نخواهد شد بلکه احتمال عذاب است در صحیح مسلم
از عبدالله بن مسعود مرویست که رسول فرمود صلی الله علیه وسلم
اول کسی که روز قیامت برایشان حکم کرده خواهد شد سه کس
خواهند بود یکی شهید و دوم عالم که علم آموخته و دیگران را
خوانانیده سیوم مرد جواد بر یک حقتعالی نعمت مالی خود
بیان خواهد فرمود و خواهد پرسید که شما در راه من چه عمل کردید
شهید خواهد گفت که در راه تو کشته شدم و عالم خواهد گفت
که علم آموختم و دیگران را خوانانیدم و قران در راه تو خواندم
جواد خواهد گفت که در راه تو زر مال دادم حقتعالی هر سه را

نمبر شمار (۶۸) کا بقیہ

خواہد غرض خود شما در وقع گفتید چنکہ تو ... آنکہ
تو را مردم بہادر گویند و علم آموختی برای آنکہ ترا مردم
عالم و قاری گویند و زرہا دادی برای آنکہ ترا مردم جواد
و سخی گویند همچنان گفتہ شد پس امر کردہ شد تا کشندہ
در دوزخ اندازند و ابو داؤد استخراج و از عبادہ بن صامت
رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ گفتم یا رسول اللہ مردی
بکمانی ہدیہ کردہ است از جملہ آنہا کہ قرآن و کتابت آموختم
و آن کمان چندان مال نیست برای کمان در راہ خدا
تیر اندازی بکنم حضرت فرمود کہ اگر میخواہی کہ ترا طوق
از آتش دادہ شود آن کمان را قبول کن و از زعم این فقیر محل
این حدیث آن است کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نور
باطن در یافتہ باشند کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ را
وقت تعلیم علم خطرہ بخاطر گذشتہ باشد کہ این کس
مرا کمان خواہد فرستاد یا فرمایش کمان نمودہ باشند
و اگر نہ این حدیث اگر بر ظاہر خود باشد معارض قبول ہدایای
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ بتواتر معنوی رسیدہ نمیتواند شد
اینہم کہ گفتہ شد در تعلیم قرآن و علوم دینیہ کہ عبادة محضہ است
جاری است و لہذا علماء و مشایخ را باید کہ از اسا... گردان

نمبر شمار (۶۸) کا بقیہ

و مریدان در دادن علم در طریقه صحیح طمع و توقع خدمت جانی
و یا مالی بخاطر نیارند زیرا اگر اینها از خود بکنند سعادت ایشانست
لیکن سوای علوم دینیه مثل منطق و طب و حساب و غیرها مدرسان اگر
اگر بنیت اخذ مال خوانیده شود که موجب اجر نمی‌شود
مضایقه ندارد و همچنین افسون خواننده و یا طبیب بنیت
اخذ مال عمل کنند و مریض بعد شفا اینها را چیزی بدهد
که اینها را عند الله ثواب نباشد لیکن گرفتن مال جائز است
و اگر کسی شرط کرده قرآن بخواند یا اجوره مقرر کرده
تعلیم علم و یا تعلیم قرآن کند یا اجوره مقرر کرده بر تعویذ
و یا مریض افسون خواند و او شفا یابد یا طبیب
اجوره مقرر کرده علاج مریض بکند و او شفا یابد
و یا کسی از مصاحبان بادشاه مردی را بگوید که کار تو
از بادشاه کنانیده میدهم اینقدر مبلغ از تو خواهم گرفت
اینهمه اجاره‌ها فاسد اند گرفتن مبلغ مرسوم اجاره‌ها جائز نیست
چرا که اجاره در شرع عبارة از عقد علی المنافع بعوض است
و لا یصح حتی یکون المنافع معلومة والاجرة معلومة
کذا فی الهدایة و شرط دیگر اجاره شرط است که منفعت مقدور
التسلیم باشد یعنی موجر قادر باشد بر رسانیدن منفعت
بمستاجر و چون حصول شفا بعد افسون یا بعد علاج طبیب
در اختیار خدا است در اختیار طبیب و افسون گر نیست
پس این اجاره فاسد است و همچنین حصول علم شاگرد را
موقوف ... بلکه موقوف بر قوت استعداد شاگرد

نمبر شمار (۶۸) کا بقیہ

از فطانت و بس قوۃ حافظہ و صحت جثہ و زبان
پس ایں اجارہ ہم جایز است مگر آنکہ علمای متاخرین
اجرہ دادن بر تعلیم قرآن و علوم دینی بنابر ضرورۃ
جایز داشتہ اند تا علم ضایع نشود و آنچہ در صحیح بخاری
از ابن عباس مرویست کہ جماعتی از صحابہ بر دہی
گذشتند مردی از آن دہ آمد و گفت کہ کسی از شما
افسون خوان ہست زیرا کہ مردی مار گزیدہ
مردی از آن صحابہ رفت و بر وی سورہ فاتحہ خواند
و شرط گرفتن بزہا پس شفا یافت آن مار گزیدہ
پس آورد آن مرد بزہا را بسوی اصحاب پس صحابہ
آن را مکروہ داشتند و گفتند کہ تو بر کتاب اللہ مزد گرفتی
تا آنکہ آمدند در مدینہ و گفتند یا رسول اللہ این کس بر کتاب اللہ
مزد گرفتہ رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ان احق ما
اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ و فی روایۃ اصبتم اقسموا
واضربوا لی معکم سہما فقیر گوید شاید کہ این حدیث منسوخ شدہ
یا آنکہ آن صحابہ مار گزیدہ فاتحہ خواندہ شرط گرفتن بزہا
نکردہ باشد مردم دہ بلا شرط نوبت دادہ باشند لفظ قراءۃ الفاتحہ
الکتاب [illegible] بزعم خود گفتہ باشد یا بطریق مجاز گفتہ باشد
و در تعلیم غیر علوم دینی اگر شرط تعلیم کردہ باشد اجارہ فاسد است
لیکن اگر بطریق نوکری خرج در ماہہ یا بوجہ مقرر کنانند مضایقہ
ندارد و ہمچنین اگر مصاحب بادشاہ از کسی شرط کند و
اجارہ مقرر کند بجا شرط گرفتن این مبلغ کار تو از بادشاہ

[illegible]

نمبر شمار (۶۸) کا بقیہ

کنانیده میدهیم اگرچه ان کار مباح باشد یعنی اجاره فاسد است
که حاکم مبلغ رشوة و حیله جواز که فقها اند مبلغ اجرت
که خود را از وی نوکر یکروزه یا ده روزه مثلا مقرر کنند و در اول روز
کار وی از بادشاه کنانیده وبه قال فی المحیط الرشوة علی
انواع فذکرنا فقال و نوع منها ان یهدی الرجل الی رجل مالا
لیسوی امره فیما بینه و بین السلطان و یعینه فی حاجته فان کان
حاجته حراما لا یحل من الجانبین الاخذ والاعطاء وان کان
مباحا فان کان قد اشترط انه انما یهدی الیه لیعینه عند السلطان
لا یحل الاخذ وهل یحل الاعطاء تکلموا فیه فمنهم من قال یحل
ومنهم من قال لا یحل والحیلة فیه ان یستاجره صاحب الحادثة
یوما الی اللیل لیقوم بعمله وان لم یشترط لکن انما یهدی الیه
لیعینه عند السلطان فقال عامة المشائخ لا یکره اخذه و
قیل یکره کذا نقل عن ابن مسعود رضی الله عنه

نمبر شمار (۶۸) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۶۹) استفتا بخط حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

مع مُہر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ وحضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ

نمبر شمار (۶۹) کا بقیہ

نمبر شمار (٦٩) کا بقیہ

(۷۱) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام زوجۂ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۷۱) کا بقیہ

(۷۲) مکتوب حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بنام زوجۂ حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۷۲) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونستعینہ والصلوۃ علی رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت مولوی صاحب مشفق مکرم و معظم من
مولوی محمد نعیم اللہ صاحب سلمہم اللہ تعالی
از ینصوب محمد دلیل اللہ مظہر بعد
لوازم نیاز و اشتیاق ملاقات کہ شیوہ
نیازمندان است مطالعہ فرمایند احوال
این نیازمند تا حالت تحریر نیازنامہ
کہ چہارم محرم الحرام است مقرون بحمد و
شکر است و صحت و سلامتی ہمہ اشخاص
باطینۃ آن مقبول حضرت ایشان مدام
از و سبحانہ و تعالی خواہان و جویانست

(۷۳) مکتوب مولوی دلیل اللہؒ (پسر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۷۳) کا بقیہ

(۷۶) مکتوب میر عبدالباقیؒ (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۷٦) کا بقیہ

(۷۷) مکتوب میر عبدالباقیؒ (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

نمبر شمار (۷۷) کا بقیہ

(۷۸) مکتوب میر عبدالباقیؒ (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۷۸) کا بقیہ

(۷۹) مکتوب میر عبدالباقیؒ (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۷۹) کا بقیہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

(۸۰) مکتوب میر عبدالباقیؒ (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۸۰) کا بقیہ

۹- دستخط میر عبدالباقی خلیفہ حضرت مظہر، ص ۴۲۷

(۸۱) دستخط میر عبدالباقیؒ

۱۰ تحریر میر عبد الباقی مذکور، ص ۴۱۱

(۸۲) تحریر میر عبد الباقیؒ

(۸۳) مکتوب شیخ محمد مراد (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

(۸۴) مکتوب شیخ محمد مراد (خلیفہ حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

بعد حمد و صلوات
از فقیرزاده خاک رشاه علی
بخدمت حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالی
بعد سلام سنت اسلام واضح
رای سامی باد که بتاریخ هفتم
شهر محرم الحرام بوقت یک پاس
شب گذشته چندی اشخاص ملاعنه
از در درآمده گوته تفنگچه بشکم
حضرت صاحب مغفور شهید گذرانیده
رفتند لیکن زخم کاری نصیب شده
بعد تا سه روز بقید حیات
ماندند آخر الامر بتاریخ دهم ماه مذکور

(۸۵) مکتوب شاہ علی (متبنّٰی حضرت مظہرؒ) بنام حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ

هو

حضرت صاحب مشفق کرم فرمای نیازمندان سلامت

بعد ادای نیازمندی مکشوف ضمیر منیر میگرداند
هرچند خیر و عافیت مزاج مبارک زبانی کرامت قدر
رای کیول رام معلوم میگردد باوصف آن
دل نگرانی دارد اگر بارقام این نوید یاد و شاد
شود بعید از مخلص نوازی نیست از روزیکه احباب
باطراف تشریف برده اند ازانجا که بسیر تشریف داشتن
ذات مبارک درین شهر خیر و برکت و خوبی حال و مآل
متیقن است همه وقت دل خواهان و آرزومند

(۸۶) مکتوب مجد الدولہ بہادر بنام حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

هو

حضرت صاحب مشفق کرم فرمای نیازمندان سلامت

شفقت نامه در جواب رقیمه نیاز معرفت رای گرامی مقرون

رای کیول رام پرتو ورود افکنده بمژده صحت و

استقامت مزاج کرامت امتزاج مسرت اندوز

ساخت مژده دوم که عبارت از تشریف

غنوی در این شهر مسرت بر مسرت افزود حق

جل و علا زود آنجناب را قرین عافیت در دولتخانه

برساند و انتعاش نیز بدریافت صحبت بابرکت

آن قبله سعادت جاودان نماید یک بود

یارب کم شود بهره ور دیده بیدار چو گوش

بمطالعه ساطعه حضرت صاحب مشفق کرم فرمای نیازمندان میرزا جان جانان صاحب دام ارشادهم فائز باد

(۸۷) مکتوب مجد الدولہ بہادر بنام حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

الله

حضرت صاحب مشفق کرم فرمای نیازمندان سلامت

بعد اظهار مراسم نیاز و اشتیاق ملاقات
فایض البرکات مکشوف ضمیر منیر می دارد
که حالات وقت ظاهر است محتاج
بگذارش نیست درین اوقات از الوف دلداشتی
آن مشفق در شهر از مغتنمات است مخلص برای
انتظام کارهای ملک شاهی و رفاه خلق الله
و حصول نیکنامی و ادای حقوق ولی نعمت
که خدمت جهت بسته است درین امور
متوقع توجه دل و دعای آن کرم فرما نسبت
به رفاه خلق الله و امنیت ملک و رونق

بگرامی مطالعه حضرت صاحب مشفق کرم فرمای نیازمندان حضرت مرزا جان جانان صاحب دام ظلهم

(۸۸) مکتوب مجد الدولہ بہادر بنام حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

(۹۰) مکتوب مولانا خالد شہر زوری کردیؒ

(۹۱) مکتوب مولانا خالد شہر زوری کردیؒ

(۹۲) مکتوب مولانا خالد شہر زوری کردیؒ

نمبر شمار (۹۲) کا بقیہ

(۹۵) مکتوب مولوی کرم اللہ محدثؒ

نمبر شمار (۹۵) کا بقیہ

(۹۶) مکتوب مولانا غلام محی الدین قصوریؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۹۶) کا بقیہ

(۹۷) مکتوب سید متقی (والد ماجد سر سید احمد خاں) بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۹۷) کا بقیہ

(۹۸) مکتوب شیخ جلیل الرحمٰن (خلیفہ شاہ غلام علی دہلویؒ) بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

(۹۹) مکتوب شیخ جلیل الرحمٰن (خلیفہ شاہ غلام علی دہلویؒ) بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۹۹) کا بقیہ

(۱۰۰) مکتوب پیر محمد پناہ عطا (سلون، ضلع رائے بریلی) بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۱۰۰) کا بقیہ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم
من الفقير إلى الله تعالى زين ابن المرحوم السيد عثمان الحسني إلى حضرة الجناب
العالي الرفيع والمآب العالي المنيع صفوة الفضلاء الكاملين وخلاصة
أهل المعرفة واليقين الشيخ الأوحد والمرشد الأمجد مولانا وعزيزنا
مولوي بشارة الله صاحب أطال الله بقاه وشيد في معاقد العز مرتقاه بجاه
سيدنا محمد خاتم رسله وأنبياه وبعد إهداء شريف السلام عليكم ورحمة الله
وبركاته على الدوام الذي عرف به جنابكم الشريف أولا السؤال عنكم وعن كافة من
من يلوذ بكم أرجو الله سبحانه بمنه وكرمه أنكم في تمام صحة وسرور آمين ثم إن سألتم
عنا فلله الحمد والمنة بخير وعافية ونعمة من المولى كافية مقيمين في المدينة
المنورة قائمين لكم بوظيفة الدعاء وكافة المؤمنين بنيل المرام على التمام
في الدارين وشفاعة سيد الكونين هذا والمرجو منكم أن لا تخرجونا
من خاطركم العاطر في أوقاتكم المباركة وبلغوا سلامنا إلى جناب
عبد الباقي خان وإلى ميندو خان وإلى عبد الله بيك وإلى فقير محمد خان
وإلى كافة من يسأل عنا ومن طرفنا يسلم عليكم أولادنا السيد عثمان
وإخوانه كثير السلام ولا زلتم في أرفع المراتب في الدارين بجاه سيد الكونين
وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم حرر يوم السبت ١٥ في محرم

سنة ١٢٧٠

(۱۰۱) مکتوب زین ابن المرحوم السید عثمان الحسنی بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچی

نمبر شمار (۱۰۲) کا بقیہ

بجناب فیضمآب قدوة العارفین زبدة الواصلین عالم علوم ربانی کاشف اسرار سبحانی حضرت مولوی

[illegible]

(۱۰۳) مکتوب ولی اللہ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

(۱۰۴) مکتوب نا معلوم الاسم بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۱۰۴) کا بقیہ

شعار
اخلاص
چه فدوی
مقدار
ذره بی
نشان
بی نام و
وبنده

اخوی عباد فقیر نامراد کمترین اخلاص کیشان

چاکر دولت و مخلص بلا اشتباه عبید و تا کیش و درویش خیر اندیش

عرض بان قطب دوران روحی فداه می رساند که من خاک کف پای

سگ کوی کسی ام که او خاک کف پای سگ کوی تو باشد

وای منبع کرامات ای مخزن دقائق ارشاد بتو ختم شد نبوت بمصطفی

مقصود این حقیر همین است دائما که خدا نصیب کند مرا قدم بوسی شما

قربان تو شوم نزد شما مخفی نیست که این حقیر مهجور از خدمت دور

در نا اهلیت مشهور از خدمت حضرت مولانا خالد قدس سره

ماذون شده در دار الاسلام هرات اقامت نموده است

امید که این ناچیز را بلطف از توجهای محروم نه مانند

الدعائی احمد هندی سیالکوتی

(۱۰۵) مکتوب احمد ہندی سیالکوٹی بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

(١٠٦) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۱۰۶) کا بقیہ

(۱۰۷) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۱۰۷) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۰۸) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۱۰۸) کا بقیہ

(۱۱۰) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

(۱۱۲) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

بسم الله الرحمن الرحیم

(۱۱۴۳) مکتوب حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ بشارت اللہ بہرائچیؒ

نمبر شمار (۱۱۳) کا بقیہ

(۱۱۴) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

نمبر شمار (۱۱۴) کا بقیہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۱۵) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

نمبر شمار (۱۱۵) کا بقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۱۶) مکتوب حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ بنام حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

نمبر شمار (۱۱۶) کا بقیہ

بسم الله الرحمن الرحیم

(۱۱۷) مکتوب حضرت شاہ عبدالغنی مجددی مہاجر مدنیؒ بنام حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ

۱

به عنایت فرجام مآل بخصائل حمیده ومحبان قدیمی شاه ابوالحسن صاحب ادام الله نعیمه علیکم

از احقر العباد محمد عمر احمدی کان الله له عوضاً عن کل شیء بعد سلام

سلامت انجام وضوح مرام باد الحمد لله که صحت دارم و در رعایت فیت سامی

شکر گذارم نامه تودد ختامه موصول مطالعه فقیر شد باد از آن خبر

ارتحال میان نصیر الله جیو غفر الله له باوجود ظهور ملال انفصال

با استرجاع و دعای مغفرت نموده شد چه بجز رضای الهی در قضای

شاهنشاهی انسان را چاره نیست دیگر ... نوی سامی هم

ملالی بخاطر فقیر راه یافت دعا کرده می شود که او سبحانه با فضال خود

(۱۱۸) مکتوب حضرت شاہ محمد عمر مجددیؒ بنام حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ

آثار مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ از فقیر محمد مظہر احمدی کان اللہ لہ برادر عزیز مولوی ابوالحسن صاحب سلام
خیر انجام و دعاء حصول مقاصد و حسن ختام مطالعہ نمایند مکتوب
مرغوب محبت اسلوب رسیدہ فرحت بار رسانید جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا
و بموجب تحریر شما عمل کردہ شد و فاتحہ سلامتی و دعا ہا نمودہ شد
حق تعالیٰ قبول کند و بترقیات ظاہری و باطنی برساند و محبت این
طائفہ زائد گرداند کہ سرمایہ سعادت دنیا و آخرت است رزقنا
اللہ تعالیٰ و ایاکم ذلک بجاہ حبیبہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۱ محرم ۱۲۹۹ از مدینہ منورہ

(۱۱۹) مکتوب حضرت شاہ محمد مظہر مجددیؒ بنام حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ

بسم الله الرحمن الرحیم نحمد الله جل وعلا ونصلی علی رسوله وحبیبه
سید المرسلین وعلی آله وصحبه التقی

مصدر کمالات صوری و معنوی جناب مولوی ابوالحسن صاحب دام افضالکم

بعد تسلیم مع التکریم گذارش است عنایت نامه نامی و صحیفه
گرامی که بنام کمینه در دولت ان بلکه خاکپای ایشان محمد معصوم کان الله له
ارسال فرموده اند رسید سرمایه افتخار و مسرت گردید
نعمت عظمی و موهبت کبری که بزرگان این دودمان
دلربائی هیچمدان محمد معصوم را از کمال الطاف خویش تذکار و یاد کرده
دلها شاد کنند الحمد لله علی ذلک الله تعالی شما و یاران را بر سنت سنیه
و طریقه انیقه مشایخ عظام استقامت تامه و وصول بمقصد اسنی
عنایت فرماید امید که از دعا و توجهات خویش این روسیاه
و فرزندانم را امداد و مستفیض باشند اشتیاق ملاقات از حد جناب
محقق لیکن موقوف است بر حکم گاه گاه از خیریت مزاج [illegible]
و مسرور مستفیض باشند کتاب بشارات مظهریه نسخهای آنها دستیاب
چگونه نزد من خواهد بود کتاب مقامات سعیدیه مؤلفه حضرت شاه محمد مظهر رحمه الله
بوده است کتابی است که طبع شده بود حالا نایاب است اگر بدستم افتاد روانه
خدمت خواهم کرد والسلام جمعه ۹ رجب ۱۳۱۳ھ [illegible]

(۱۲۰) مکتوب حضرت شاہ محمد معصوم مجددیؒ بنام حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ

باسمہ سبحانہ

مشفقکم

جامع الفضائل والکمالات حضرت مولوی ابوالحسن صاحب دام

بعد سلام والتماس دعوات طیبات گذارش صحت فقیر تا وقت تحریر مع

جمیع متعلقان صغیر و کبیر از عنایت حضرت رب قدیر بصحت و عافیت بودہ۔

صحت و سلامتی ذات ستودہ صفات ان شاء اللہ مع جمیع متعلقان و دوستان

از حضرت حق جل علیٰ مسئول حرم قطعہ صحیفہ گرامی تکمی مورخہ ۲۰ رمضان

در ۱۶ شوال رسید فرحت ہای کثیرہ ازین یاد آوری ہا بخشید۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا و اوصلکم مقاصد دنیا و آخرت۔ چونکہ فقیر در آخر ماہ رجب

حرکت سفر کردہ بود و در آخر شوال مراجعت وطن روی داد لہٰذا در تحریر

اجوبہ بتعویق افتاد عفو فرمایند۔ و از ادعیہ دافعیہ حصول مقاصدم

(۱۲۱) مکتوب حضرت شاہ محمد معصوم مجددیؒ بنام حضرت شاہ ابوالحسن بہرائچیؒ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

و حسن ختام امداد میفرمودہ باشند عزم مراجعت حرمین شریفین
مع اہل و عیال درین روزہا بدل مصمم و راسخ گشتہ الله تعالی بایں تمنای طلبی
از فضل و کرم خویش فائز المرام گرداند وطن غالب آنکہ در عرصۂ دو سہ ماہ
باشد از آن بزمین ہندوستان بسر بردہ روانگی آن دیار برکت آثار
بوقوع آید۔ بشرط زندگی اگر بفرزند ثانی میان نور الحسن صورت ملاقات
در آنجا روی خواہد داد از اشتیاق سامی در ارسال اخبار خیریت تاکید
خواہم نمود بفرزندان سامی مولوی ابو محمد و حافظ ابو المکارم سلام و دعا بر
از فرزندان ام حافظ ابو الشرف و حافظ ابو الفیض سلام قبول فرمایند
عزیزی میان ابو الخیر در خانقاہ دہلی بگوشۂ انزوا خزیدہ اند عاقبت
او و شما بخیر باد۔ والسلام راقم محمد معصوم گاہ الله ۲۸ شعبان ۱۳۰۳ھ

نمبر شمار (۱۲۱) کا بقیہ
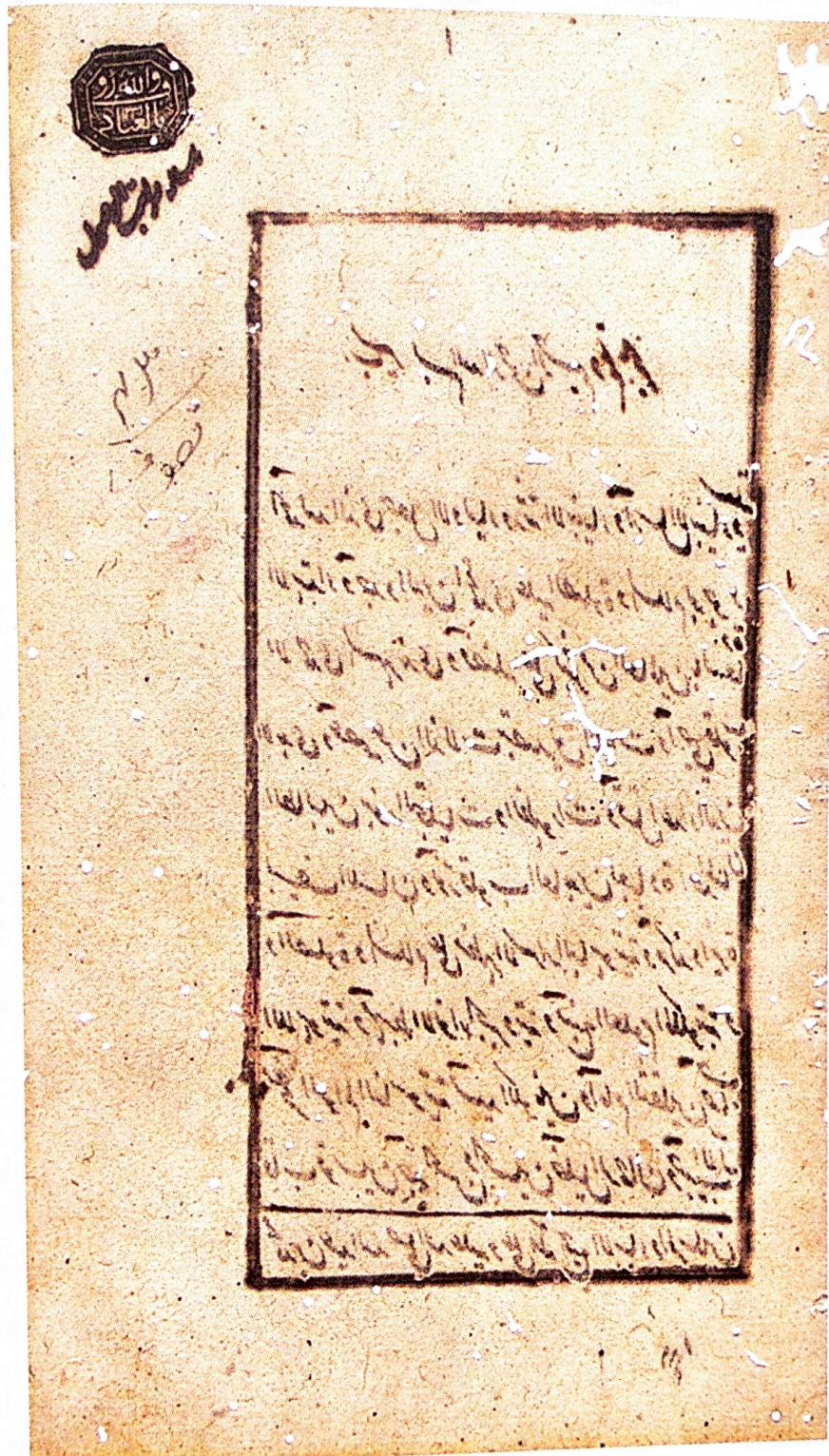
(۱۲۲) رسالہ ''مراتب الوصول'' کے اصل نسخے کا

ابتدائی صفحہ مع مُہر مصنف

حضرت شاہ رؤف احمد مجددیؒ

۱

ربِّ یسّر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

الحمد للہ الذی جعل الاولیاء ورثۃ الانبیاء وارسل الانبیاء وسیلۃ
الاہتداء وجدد الدین المحمدی علیہ الصلوۃ والسلام بوجود
الاحمدی السرہندی وفضلہ علی کثیر من العالمین بالسعادۃ
الابدی وعصمہ عن الذلات بتصدیق الایات واحیی قلوب
الطالبین بنور التجلیات والظہورات وقتل اعداء الدین
بسیف اللسان ونور قلوب العابدین بعبادۃ اللہ المنان
والصلوۃ والسلام علی مظہر الاسرار الہاہوتیۃ ومرکز دایرۃ
اللاہوتیۃ ومہبط الانوار الجبروتیۃ ومنبع العلوم الملکوتیۃ و
مظہر العوالم الناسوتیۃ سید الکونین وامام الثقلین صاحب
قاب قوسین جد الحسن والحسین خلیل الرحمان وحبیب الالہ
محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ جمیع الانبیاء والمرسلین

(۱۲۳) رسالہ ''مراتب الوصول'' کے اصل نسخے کا صفحہ اوّل بخطِ مصنف

۲

وآله الطاهرين واصحابه الاصدقين والاولياء والصالحين رضوان

عليهم اجمعين اما بعد ميگويد فقير رئوف احمد متخلص برأفت

مجددي نسباً و طريقةً عفي عنه که چون بعضي از احباء برادران

ديني استدعا آوردند که براي ما رساله در بيان سلوک مقامات

طريقهٔ انيقهٔ مجدديه بنويسي که **نظم للمؤلف**

آن قبلهٔ سالکان آگاهی — وآن کعبهٔ رهروان عرفان

آن مشعل محفل ولایت — وآن شمع مجالس هدایت

آن مهر سپهر حسن خوبی — وآن ماه سمای بی عیوبی

آن زیب وسادهٔ سعادت — زینت ده جادهٔ عبادت

آن قطب جهان غوث عالم — قیّوم زمان و فخر آدم

آن مقبل رب و سرور رب — رب ثمر نخیل یثرب

آن دافع قحط و مظهر قسط — قطع مرض روان رابطه

موسوم باسم بندهٔ حق — معلوم بعلم فیض مطلق

غیاض حقایق الٰهی — دریای فیوض لاتناهی

غواص محیط علم و عرفان — دردانهٔ بحر حسن و احسان

(۱۴۴) رسالہ ''مراتب الوصول'' کے اصل نسخے کا صفحہ دوم بخط مصنف

طیار عروج لامکانی — سیار ریاض بی‌نشانی

کشاف دقایق ولایات — دانای حقایق و کمالات

محبوب جناب کبریائی — شاهنشه ملک پارسائی

عبد الله و حبیب دو عالم — در وی شده این دو وصف دایم

بحر کرم و عطا و رافت — در صدف محیط رحمت

محیی سنن و مجدد دین — دریای علوم و کوه تمکین

فیضش ز کرامت و خوارق — برشد بمعارف و مشارق

حضرت مولانا و مرشدنا المسمی بعبد الله و المعروف بغلام علی شاه قدسنا الله تعالی باسراره السامی ترا تسلیک فرموده اند بنویس لهذا با وجود عدم فرصت و رقت جید بعبارت دل پسند تحریر نمودم و زبان را بطوالت کلام نکشودم و مرتب ساختم این رساله را بر یک مقدمه و هفده وصول و یک خاتمة الکتاب. و بجای فصل لفظ وصل ثبت نموده که مناسب مقامات قرب الهی است و موسوم گردانیدم این رساله را بمراتب الوصول والله الهادی الی سبیل القبول مقدمه در ترغیب جمعیت نمودن

(۱۲۵) رسالہ ''مراتب الوصول'' کے اصل نسخے کا صفحہ سوم بخط مصنف

رب یسر بسم الله الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

الحمد لله العظیم شانه الجلیل برهانه حمدا اطیبا اضعاف ما حمده جمیع خلقه کما ینبغی لمجده
لا احصی ثناء علیه هو کما اثنی علی نفسه فهو الحامد والمحمود ما عرفناه حق معرفته وما عبدناه
حق عبادته ما عبادتنا وتسبیحنا لولا تقصیها وعنایته الا اعادة ابتداء ولکن
تسامله لا یصدر الا من مرتبة الوجوب کما ینبئه قوله علیه السلام فقد ما حمد
مال الله بعطی والصلوة والسلام علی حبیبه الذی اصطفاه نبیا وادم بین الماء
والطین و بدء الخلق بنوره وجعله اصلا للمرسلین والاتکا المحض وعلی آله
واصحابه الذین هم معادن فصوص الحکم والفتوحات ومخازن جواهر الکلم و
الفیوضات اما بعد فیقول افقر عباد الله محمد ثناء الله النقشبندی المجددی حبب الله
الجلیل من الحذر حضرت شیخ مرشد العلما والربانیین وقبلة السادات الصمدانی
شمس الدین حبیب الله مرزا جانجانان العلوی الدهلوی فواید جلیلة مادة کتاب النجاة
عن طریق الغوات من مصنفات للامام الربانی والعالم الصمدانی فردوس عباد الله
الغنی حضرت [illegible] فرخشاه بن خان زمان رحمه الله حضرت محمد سعید من المعطی الربانی
والقیوم الصمدانی صاحب الالهام والحالات مجدد الالف الثانی حضرت شیخ احمد
الفاروقی النقشبندی رضی الله عنهم اجمعین مربوط در بیان بعضی از الفاظ
صوفیه در بعضی از معانی که زبان زد ایشان است [illegible] ارد قانی حقیقت
محمد عن العثمانی رضی الله و حضرت [illegible] طالبان ازان مستغنی شوند

(۱۲۶) ملخص "کتاب النجات عن طریق الغوات" کے اصل نسخے کا

صفحہ اوّل بخطِ مصنف

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

۱

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله سيد المرسلين محمد وعلى آله واصحابه اجمعين

اما بعد این رساله‌ایست مختصر در ذکر بعضی از حالات و مقامات و معارف و واردات

در بیان بعضی از اعمال و احوال کبرای دین متین و ذکر
طریقه نقشبندیه مجددیه رحمة الله علیهم مخفی نیست که صحابه کبار
و ائمه اهل بیت اطهار رضی الله تعالی عنهم بادراک شرف صحبت
رسول خدا صلی الله علیه وسلم باعلی مقامات قرب الهی رسیده اند
و باقصی مراتب شهود و احسان مشرف گردیده و از تجلیات اسما
و صفات گذشته بتجلیات ذاتیه فائز شده اند و بیمن صحبت مقدس
تصفیه قلوب و تزکیه نفوس و تهذیب اخلاق نقد حال ایشان بود
و در اعمال و احوال کمال اتباع حضرت مصطفی داشتند صلی الله علیه وسلم
اما کثرت نوافل عبادات و ترک مالوفات ازین اکابر دین مرئی
نیست مگر بعضی ازان پیشوایان صراط مستقیم رضی الله تعالی عنهم
اجمعین کثرت عبادات و ریاضات داشتند چنانچه امیر المومنین
حضرت عثمان در کعبه ختم قران مینمودند و امیر المومنین حضرت علی مرتضی
هزار رکعت نماز ادا میفرمودند رضی الله تعالی عنهم اجمعین و با اینهمه
علو درجات قرب خدا مقصد از نور خرق عادات چندان نبودند
که کثرت این امور از مقتضیات علو مقامات نیست از وجوه دیگر
بظهور می آید و از حالات و واردات مقامات عالیه ایشان تعبیر

(۱۲۷) ابتدائیہ بر ''رسالہ در حالات ومقامات حضرت مجدد الف ثانیؒ''

بخط مصنف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

۲۱۹

رسالہ بغایۃ متین نوشتہ اند و رسالہ در رد اعتراضات بر کلام
والد ماجد خود تحریر نمودہ اند دو مرتبہ بشرف زیارت حرمین شریفین
دریافتہ اند و از جناب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم عنایات بسیار
دیدہ سلوک باطن و مقامات طریقہ احمدیہ از برادران خود حضرت
محمد سعید و حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما حاصل نمودہ باستقامت
بر اتباع سنت و کثرت عبادت و تعمیر اوقات و ارشاد طالبان
در علم ظاہر و باطن بسر می بردند حضرت ایشان محمد معصوم بر ایشان
تفضلات بسیار داشتند و مخطوف انوار نسبت نقشبندیہ مجددیہ
و مغلوب غلبات نسبت جذبیہ بودند در شہود خود استہلاک
تمام داشتند محمد اورنگ زیب بخدمت ایشان نیز رسیدہ و صحبت
مراقبہ داشتہ بلکہ بسیار نیاز ایشان نمودہ چنانچہ می گفتند الملک اللہ
دار الملک یعنی وفات ایشان ہزار و نود و شش بست و ہفتم
جمادی الثانی است ذکر خلفاء حضرت مجدد و خلفاء حضرت محمد معصوم و حضرت محمد سعید
و اولاد و احفاد و خلفاء ایں کبرا بسط میخواہد دیگر عزیزان مصدر آں شدہ اند از حصول
سعادت ایں کم نصیب الحمد درین رسالہ تحریر یافتہ کہ خاتمہ ساختہ والحمد للہ علی ذلک
والسلام والصلوٰۃ علیٰ رسولہ و آلہ و صحبہ اجمعین

(۱۲۸) اختتامیہ بر ''رسالہ در حالات و مقامات حضرت مجدد الف ثانیؒ''

بخط مصنف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

بافیض عام ظاهر و باطن او انتساب دارد ملا جلیل بصحبت حضرت ایشان سنین
سالها کسب انوار باطن نمود و نسبت باطن تا بکمالات رسانیده اند بار بتعلیم
طریقه یافت بسیار سعی وقت خوش دارد و بهر که خدا خواست طریقه مشغولی باطن
کنعه بذکر الهی دلش را زنده ساخته ملا عبد الله رحمه الله علیه بعلاوات
مروی بود در صفی حال اما همین صحبت حضرت ایشان از ارباب حضور و آگاهی
گردید چند روز با ملا نور محمد صحبت داشت و بوطن خود رفته بکثرت ذکر و مجاهده
در احوال قلبی ترقی پیدا کرد طالبان بسیار بروی جمع آمده بتوجهات او جمعیت
و حضور فایز شدند بعد انتقال وی برادرش که از خدمت شریف اجازت
تعلیم طریقه رسیده بود صحبت حلقه ذکر گرم داشت وی نیز در بعب حباب سپرده
بزرگی را قایم مقام خود گذاشت و مردم بوی رجوع دارند ملا تیمور طریقه
از حضرت ایشان گرفته بمقام فنای قلبی رسیده احوال حضور و آگاهی القدسیه
خود ساخت و با ملا محمد نور محمد صحبت داشته در وطن خود در ریاضات شاقه اختیار نمود
و بحفظ نسبت باطن جهد بلیغ فرمود در نسبتش ذوق و شوق و استغراق پیدا
شد و مرجع طلاب گردید مردم بسیار بر داشت او انابت نمودند و کفار شیفته
تاثیرات کرم باطن بمشاهده گردیده اسلام آوردند و بارها نیز او مشغول طریقه
در پیش دارند افغانیان از صحبت کیرای او از اهل سنت و جماعت گردانیده
مشغول خدا ساخت طالبان حرارت شوق در صحبت ملا نسیم از جمعیت و طاعات
حظی نیافته بخدمت وی رجوع آورده بمقصود رسیدند الحمد لله علی ذلک از
اصحاب حضرت ایشان الاولیاء ملا ابراهیم شاه اعظم الله ملا سیف الدین

(۱۲۹) ''مقاماتِ مظہری'' کے اصل نسخے کا صفحہ

آثارِ مرزا مظہر جانِ جاناںؒ

و محمد خان و خواجه محمد عمر و خواجه یونس و شیخ قطب الله بن شیخ محمد امین بن شیخ غلام حسن
و دیگر اعزه بمقامات قرب امتیاز یافته و از ماسوا بر تافته اند رحمة الله
علیهم اجمعین راقم این اوراق فقیر عبد الله معروف بغلام علی عفی عنه نسبش
به امیر المومنین علی مرتضی کرم الله وجهه از طرف محمد بن حنفیه رحمة الله
علیه میرسد نام من بعلی علی مرتضی نهاده اند و آبا من علما و فضلا بوده اند پدرم عالم
حافظ مجاهده در طریق خدا داشت و از خاندان قادریه حظی وافر و احوال
نیک مناسب بعالم ارواح و کشف عالم مثال هم رسانیده بودند والده من حظی
از علم ظاهر و کیفیت نسبت باطنی از طریقه قادریه داشت طفل بودم که در آغوش
درویشی [illegible] بصحبت واعظان میرسیدم منکشف شد که این کودک
درویش می شود پانزده ساله بودم که شغل خاندان شطاریه از بزرگی اخذ
نمودم ضروریات علم دین از فقه و حدیث و تفسیر خوانده ام و علم حدیث از فرزندان خدمت
حضرت شاه ولی الله محدث سند دارم بیست و دو ساله بودم که بجذبه الهی شرف
ارادت بخدمت حضرت ایشان در خاندان قادریه دریافتم پانزده سال از [illegible]
برکات توجهات و صحبت شریفه نموده ام اجازت تعلیم طریقه بنده را مرحمت فرمودند
که حضرت خواجه نقشبند قدس الله سره العزیز بعضی از متعلقان اصحاب خود را اجازت
نموده اند که در اجتماع اهل فقر امید حصول برکات است بفیض صحبت حضرت ایشان
کیفیات و حالات و واردات بسیار یافته ام و واقعات نیک مشاهده نموده
در ابتدا [illegible] در دل من ترددی بود در واقعه دیدم که
حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه در جائی تشریف دارند و در مکانی دیگر

حضرت

(۱۳۰) ''مقاماتِ مظہری'' کے اصل نسخے میں خودنوشت

حالات بخطِ مصنف — حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

عند ارباب سلوک است مراد از بعثت پیغمبر نسبت ترقی از مقام صبر کرده بمقام
رضا که فوق جمیع مقامات است رسیده و بر جای پیغمبر صبر بوده [illegible]
نزد ارباب درآمده و در رسائل این ادب مع الرب [illegible] رسیده طلب صفت
آداب پوشیده که اوست شوق از اداء ادب است یعنی به جمیع هوای نفس خود که
رعایت صبر چندین ساله باشد نکرد بلکه برضای حق تعالی رجوع نمود الحمد لله
که حق تعالی بداد تخلب رسیده با وجود پیغمبری ظاهر حال اخفای آن منظور
داشته اثبات صبر او فرموده و کفی انا وجدناه صابرا نعم العبد انه اواب و [illegible] حضرت
شیخ اکبر رحمه الله در فص ایوبی میفرمایند لا تحبس النفس عن الشکوی الی
الله [illegible] حضرت ایوب علیه السلام شکوه بسوی غیر کرده بمناجات او ندای حق
حال خود نموده پس شکست صبر نموده چرا این تنبیه بتوانند شد اگر چون این
ولی بجناب الهی نیز در جناب زاری نکرده [illegible] شاده صبران ولی
بر صبر این نبی باقی است و اینجا مقصود دفع فضل ولی است بر نبی و آن
ولی بیچاره که از مذاق کمالات نبوت و عبدیت و کمال مقام رضا خبر ندا[شته]
از غلبه سکر ولایتیه بیهوده گفته در آن معذور بوده والسلام مکتوب پانزدهم
در بیان ذکر جهر [illegible] نموده فتوی بحرمت داده اند بعضی از محدثین اثبات مشروع
ذکر جهر کرده و در [illegible] بر ضعی افتاده اند و هر دو فریق براه افراط و تفریط
رفتند و از صحبت الصادقین [illegible] و این مقام تفتیش میخواهد و محاکمه [illegible]
دانست که معنی لفظ ذکر که در عبارات [illegible] ذکر در آیت [illegible] در شرع
ذکر لسانی است بی ضمیمه آگاهی قلب و این معنی از اعتبار ساقط است

(۱۳۱) ''مقاماتِ مظہری'' کے اصل نسخے پر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

کے دستِ مبارک کا حاشیہ؛ جو مطبوعہ کسی نسخے میں نہیں ہے۔

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضل خالق دو جہان و آفرینندۂ زمین و آسمان و بوسیلۂ ہدایت مدار ارشاد طالبین

معمولات مظہریہ محبوب العارفین

باہتمام ہیچمدان محمد عبد الرحمن تربیت یافتہ برادر معظم مغفور محمد مصطفی خان مبرور

در مطبع نظامی واقع کانپور سنہ ۱۲۷۵ مطبوع گردید
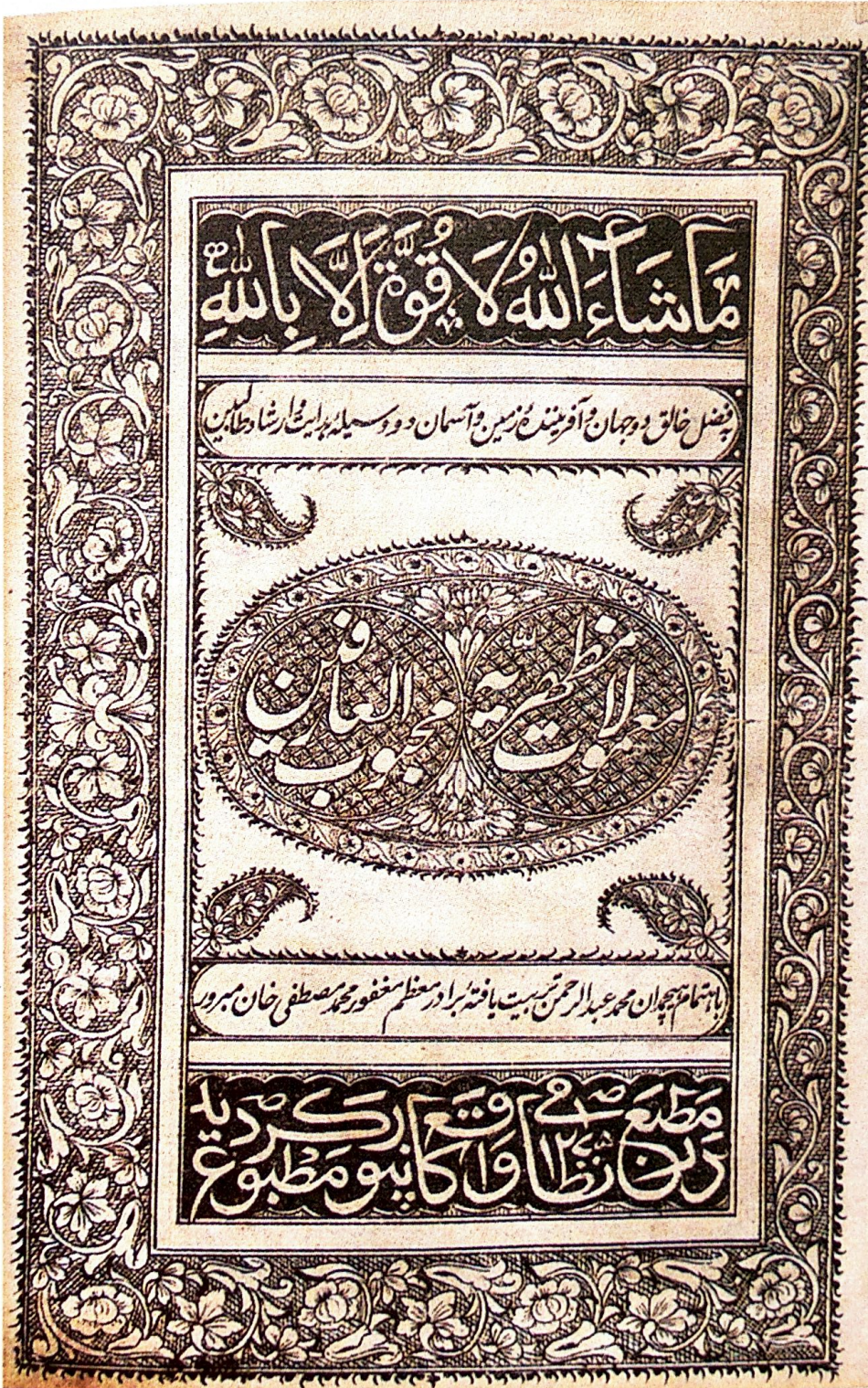
(۱۳۲) ٹائٹل ''معمولاتِ مظہریہ'' (فارسی) مطبوعہ مطبع نظامی، کانپور، ۱۲۷۵ھ

۱۴۴

تکملہ

ہر چند این نسخہ متبرکہ صورت اختتام یافت لیکن مرکوز باطن چنان بود کہ تا از نظر کیمیا اثر قدوۂ ارباب معانی خلاصۂ کتاب ہمہ دانی مولانا مولوی ثناء اللہ پانی پتی و دیگر خلفای حضرت ایشان رضی اللہ عنہم نگذرد و بزیور صاد مُحلّی نشود قابل قبول و شایان اعتماد ارباب اولی الابصار نگردد اتفاقاً فقیر را در ہزار و دو صد و پنج ہجری سفر شاہ جہان آباد برای تعمیر مزار مبارک حضرت ایشان دامنگیر حال شد و در اثنای راہ چون عبور بپانی پت افتاد این نسخہ در خدمت کثیر البرکت حضرت مولوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم گذرانید ایشان بنظر تصحیح مطالعہ فرمودہ این عبارت بدستخط خاص در آخر آن نوشتند کہ در عشرۂ اولی ماہ رمضان مبارک سنہ ۱۲۰۵ ہجری این نسخہ متبرکہ بمطالعہ فقیر حقیر محمد ثناء اللہ پانی پتی در آمد بسیار محظوظ و ملتذ ساخت یتیدر در قائلہ جزاہ اللہ خیراً تر قیم این نسخہ مشعر کمال محبت بجناب حضرت
اسم فاعل از التذاذ یعنی لذت و مزہ یابندہ
ایشان و حضرات عالی درجات بشارت معیہ است در حق مصنف این بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأ مع من احب رواہ الشیخان فی الصحیحین عن انس و ابن مسعود رضی اللہ عنہما بعد از ان فرمودند کہ حضرت ایشان در آخر حیات این وصیت نامہ بفقیر نوشتہ دادہ بودند داخل کتاب نمودن
یعنی حضرت میرزا جانجانان
مناسب تر است کہ برای یاران مفید خواہد شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر جان جانان محمدی مجددی در حالتی کہ اقرار سفر بحکم شرع صحیح و معتبر باشد وصیتی چند باحباب کہ اخذ طریقہ از فقیر کردہ اند میکنم کہ در تجہیز جنازہ و دفن فقیر دقیقہ از سنت فرو نگذارند و بعد از ان دکانی بر مزار من نچینند کہ در حین حیات ہم ازین عادات بر کنار بودم یکی از بندگان خدا بودم و نام خدا بہ بندگان او تعلیم می نمودم دگر پس و پیش ازین روزی چند منکوحہ من از من در خواستہ بود کہ تدبیر امور اخروی خود را برای او واگذارم و درین باب خطی نوشتہ بدہم تا بعد من مخلصان من با او مخالفت نہ نمایند و در ہر جا کہ خواہد

۱ چونکہ خوش کرد بمزید ... اللہ تعالی او را جزای خیر دہد
۲ مرد باید کہ باشد ... دوست دارد او را
۳ دکان چیدن اشارہ بجا ... تا بر کسی کہ خواہد فرود گرد حاصل نکو مزار بر ... مردم از عرس ... نمایند چنانکہ عادات بنای زمان ... فرود ...

(۱۳۳۳) وصیت نامہ حضرت مظہرؒ، مطبوعہ در معمولات مظہریہ

۱۴۵

مرا بخاک سپارد و من ہم اینمعنی را باقرار زبانی قبول کردہ بودم اما دران ایام آن مستورہ قطعۂ زمینی
در ملک خود نداشت الحال یک منزل حویلی خرید کردہ است و من بجان ازان بقعہ بیزارم اگر خواہد کہ مرا در آنجا
مدفون سازد بر دوستان فقیر بحکم حق دوستی واجبست کہ ہرگز تجویز نہ نمایند بعد ازین در ہر جا کہ میسر آید
مرضی او مرعی دارند و بیرون ترکمان دروازہ مناسب ست و این مستورہ بنا بر عارضۂ سوداد در طول
عمر ناسازیہا بسیار با فقیر کردہ چنانچہ مخفی از اعزہ نیست اما من ازان ہمہ عفو کردم و بحرمت آنکہ او را
با خدای تعالی و رسول او صلی اللہ علیہ وسلم محبتی بلکہ بانست کہ بر من ثابتست مخلصان مرا پس از من
بقدر مقدور رعایت و فا و بجوئی او لازمست و مخلصان مرا ہمین وصیت جامعہ کافیست کہ تا دم اخیر
در اتباع سنت بکوشند و مقصود حقیقی غیر از حق تعالے و متبوع واجب الاتباع غیر از رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ندانند و از رسوم درویشان متعارف و اختلاط با دنیاداران در اجتناب و احتراز
باشند و از شغل علوم دینی خود را معذور ندارند الھم وفقھم انتھی باز فرمودند کہ فقیر تاریخ شہادت
حضرت ایشان کہ در گریہ و عزیزی در مضمون حدیث یافتہ فقیر این ہر دو او رد و قطعہ تضمین نمودہ نیز درینجا
درج باید کرد کلامہ الشریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر محمد ثناء اللہ در پانی پت بود کہ خبر شہادت حضرت ایشان رضی اللہ تعالی عنہ شنید بیقرار و پریشان شد و دماغ
آن نداشت کہ فکر تاریخ شہادت کند لیکن در ہمان بیقراری از غیب این آیہ بر دل ریخت اولئک مع الذین انعم اللہ
فقیر گمان برد کہ شاید درین تاریخ برآید چون حساب کرد تاریخ است بعد چندی ہر چند در شعر مہارتی ندارم برای این تاریخ قطعہ موزون
کرد گو نزد شعرا بلیغ نباشد قطعۂ اولی آنحضرت میرزای مظہر ٭ جانِ جانان حبیب اللہ ٭ شمس دین
بود و قطبِ ارشاد ٭ فرزند رشید حضرت شاہ ٭ در وصفِ کمال او زبان لال ٭ دست عقل و خیال
کوتاہ ٭ آن تابع سنت پیمبر ٭ انگشتِ شہادتِ ید اللہ ٭ غواص بحارِ بطن معنی ٭ از رمز مقطعات آگاہ

(۱۳۴) قطعاتِ تاریخِ شہادت حضرت مظہرؒ از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

مطبوعہ در معمولاتِ مظہریہ

۱۴۶

زاطرافِ جہان مریدِ حق را + بُد عقبہ عالیش گذرگاہ + از دستِ نظیرِ ابن ملجم + زخمی برداشت بر تہیگاہ +
از حبِ رسول و یارِ غارش + کینہ نگرفتہ زان علی جاہ + آن شب کہ صباح بود عاشور + با ابن رسول گشت
ہمراہ + تاریخِ شہادتش ازان شد + اولٰئکَ مَعَ الَّذِینَ انعَمَ اللّٰہ + قطعۂ ثانیہ یعنے شہید کربلا
۱۱۹۵
آن قبلۂ اربابِ تقی عاش حمیدا + وان قدوۂ اصحابِ صفا مات شہیدا + مجموعہ ہر دو صفت سالِ
وفاتش + مظہر رضی اللہ لقدکان سعیدا + عاش حمیدا مات شہیدا انتہی چون در دہلی رسیدم مجمع کمالات
۱۱۹۵
صوری و معنوی حضرت شاہ غلام علی سلمہ اللہ العلی بعد مطالعۂ این تدوین این فقرہ در آخر آن نوشتند
شہد بما تشرح بہ المؤلف سلمہ اللہ من البشارۃ المعینۃ فقیر غلام علی عفی عنہ و سید السادات سید عبد الباقی
این کتاب را باین فقرۂ معظم معزز و مکرم ساختند استفاد بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ من اولہ الی
آخرہ عبد الباقی عاصی غفر اللہ لہ و برگزیدۂ ارباب یقین حضرت شاہ قطب الدین این گوہر بیان
از دامان زبان الہام ترجمان افشاندند کہ این نسخہ را بآب زر باید نوشت بالجملہ این نسخہ قبول خاطر جمیع
اکابر این طریقہ گردیدہ الحمد للہ علی ذلک حالا این نسخہ باتمام رسیدہ و قابل قبول و شایان اعتماد اہل فکر گشتہ
خدای تعالی این نسخہ را از برکت نظر درویشان این خانقاہ عالیجاہ مقبول خاص و عام بندگان درگاہ الا اللہ گرداند
بحرمۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین آمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہ اما بعد اقل الانسان عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان
خادم خادمان خاندان حضرات عالیہ نقشبندیہ بخدمت نظارگیان این چارچمن فیض بیکران عرضہ
میدہد کہ این گوہر بی بہا و خزینۂ بی انتہا از حضرت پیر و مرشد برحق جناب مولانا ابو الحسن صاحب
خلیفۂ حضرت شاہ مراد اللہ صاحب تغمدہما اللہ بغفرانہ باحقر رسید یعنی جناب ممدوح بنفس نفیس خود اینہ متوجہ

(۱۳۵) خاتمۃ الطبع ''معمولاتِ مظہریہ''

۱۴۷

شد و این نسخهٔ متبرکه را بتصحیح رسانیده وصیت فرمودند که از خدمت طبع این کتاب مستطاب مقتبس انوار
فیوضات و برکات از حضرات این طریقه سلالة الاطیاب باید شد و باین ذریعه ذخیره اندوز سعادت عظمیٰ
باید گردید حتی که باشتیاق انطباعش منتظر وقت بودند که یک ناگاه سررشتهٔ انفاس مستعارشان از هم گسیخت
و در ماه شعبان ۱۳۰۲ داخل روضهٔ جنان شدند انا لله و انا الیه راجعون تاریخ وفات جناب شان
که در عالم توزع بال و تشتت حال از زبان مقال بعرصهٔ شهود رسیده درین مقام ثبت می شود و هو هذا قطعه

مقتدایم ابوالحسن حنفی	نقشبندی و صاحب ارشاد	ماهِ شعبان یکم سه شنبه بود
شد وفاتش چو در نصیرآباد	بر زبان لا الٰه الا الله	برورِ خلد رختِ حل کشاد
شاکرِ خسته از سرِ حیرت	مرشدم رفت گفت سال معاد ۱۳۰۲	

الحاصل درین انقلاب که عجب العجاب توان گفت بسبب نقل و حرکت از جای بجای بیشتری
از اسباب این خاکسار دستخوشِ تلف و اتلاف گردید لاکن از حسن اتفاق جزو دانی که این نسخه در آن
بود از دستبردِ تضییع محفوظ ماند درین نزدیکی بخیال وجوب امتثال امر عالی پیر و مرشد مطلق با وصف
فقدان اسباب طبع و انطباع و انتشار لوازمهٔ آن ببدرقهٔ تاییدات ارواح این حضرات بابرکات
طبع کلیل را بر طبع این نسخهٔ جلیل برگماشتم و بحول و قوت الٰهی در ماه متبرک صیام ۱۳۰۲ هجری از زیور انطباع
سبکدوش گردیدم اکنون چشمداشت از ارباب نظار که متتبع آثار اخیار و ابرار بوده اند آنست که
هرگاه از مطالعه و مشاهدهٔ این نسخهٔ مشحون الافاضه مستفید شوند بدعا حسن خاتمهٔ احقر هم لب و زبان را تکلیفی فرمایند
مادهٔ تاریخ طبع این جلیل الفوائد که از گریبان فکر این متفکر الاحوال سر زده است با انضمام چند اشعار
مناسب مقام حلیهٔ تحریر در بر می کشد امید است که از چشم قبول مقبلان ملحوظ و از رد منکران محفوظ باشد نظم

حبذا مرحبا تعالی الله	جلوهٔ فیض ماه رمضان است	طبع شد این کتاب معمولات
کاندرو ذکرِ جانِ جانانست	از تصانیف شه نعیم الله	کان علیم رموزِ پنهانست

(۱۳۵) ایضاً

۱۴۸

بہرِ افیضِ عامِ شمس الدین
نظم کردن نہ حدِ امکانست
نسخۂ باعثِ شفای علیل
ز آتشِ عشق سینہ بریانست
شرح از حالِ زارِ خود چہ کنم
در حقیقت کمالِ عریانست
لطفِ حق دستگیرِ من بادا
کہ نجاح و فلاح خواہانست
در حقِ من دعای خیر کند
کہ شرفیابِ قربِ رحمانست
سالِ طبعش نوشتن است ضرور

سور دلِ لطف و فیضِ سبحانست
یا قسم این خزینۂ مکنون
از پئی اہلِ درد درمانست
باشد او را طہارتِ باطن
کہ ورا انتہا نہ پایانست
اینقدر ہست با نکوکاران
در چنین جا کہ جوشِ طوفانست
ہر کہ چیند گلی ازین گلزار
کین نہ دشوار بلکہ آسانست
ہر کہ احسان کند بحقِ کسی
گرچہ شاکر بسی پریشانست
جانِ جانانست قلبِ ایمانست
۱۲۶۸

وصفِ آن مظہرِ جمال و کمال
کہ بہ برخِ حیات شایانست
باید آن کس مذاقِ آن کو را
کہ وضوئش ز چشمِ گریانست
این حقیر از لباسِ زہد و ورع
دستِ امیدِ من بدامانست
ہست معروضِ شاکرِ خستہ
کز برای ہمین گلستانست
ہست ارشادِ احمدِ مختار
اجرِ او بر خدای منانست
از لبِ زاہد آمد این آواز

قطعۂ تاریخ طبع این کتاب برکت مآب نتیجۂ خامۂ شیخ اشرف علی اشرف

ز حالِ میرزا مظہر کتابی
بسنگِ طبع چون شد نقش مرغوب
رقم زد اشرفِ خستہ سالش
طلسمِ معرفت گنجینۂ راز ۱۲

قطعۂ تاریخ طبع از جناب سید واحد علی خان صاحب [illegible] متخلص

مرزا مظہرِ جانِ جانان
سیفِ زبانِ اہلِ تصوف
گشتہ عیان از معرفتِ او
رفعتِ شانِ اہلِ تصوف
میر نعیم اللہ در حالش
حسبِ نشانِ اہلِ تصوف
گر در قم بی‌شل کتابی
روح و روانِ اہلِ تصوف
سالِ طبعش گفت سروشی
راحتِ جانِ اہلِ تصوف

و برای اکتساب مزید سعادت و حصول ازدیادِ برکت بحکم شوق و استدعای خدا آگاہانِ معرفت گزین رسالہ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ مسمی بہ محبوب العارفین ضمیمۂ این مجموعہ ہدایت طالبین نمودہ شد فقط

(۱۳۵) ایضاً

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

الحمد للہ این ہر دو رسالہ در معرفت عرفان [illegible] اند بل علم سلوک را دو قالب جانی

انفاس الاکابر

و

انوار الضمائر

از تصانیف عارف اسرار الٰہیہ کاشف انوار جبروتیہ مولانا محمد نعیم اللہ قدس سرہ السامی

در مطبع اسدی حلیۂ انطباع پوشید
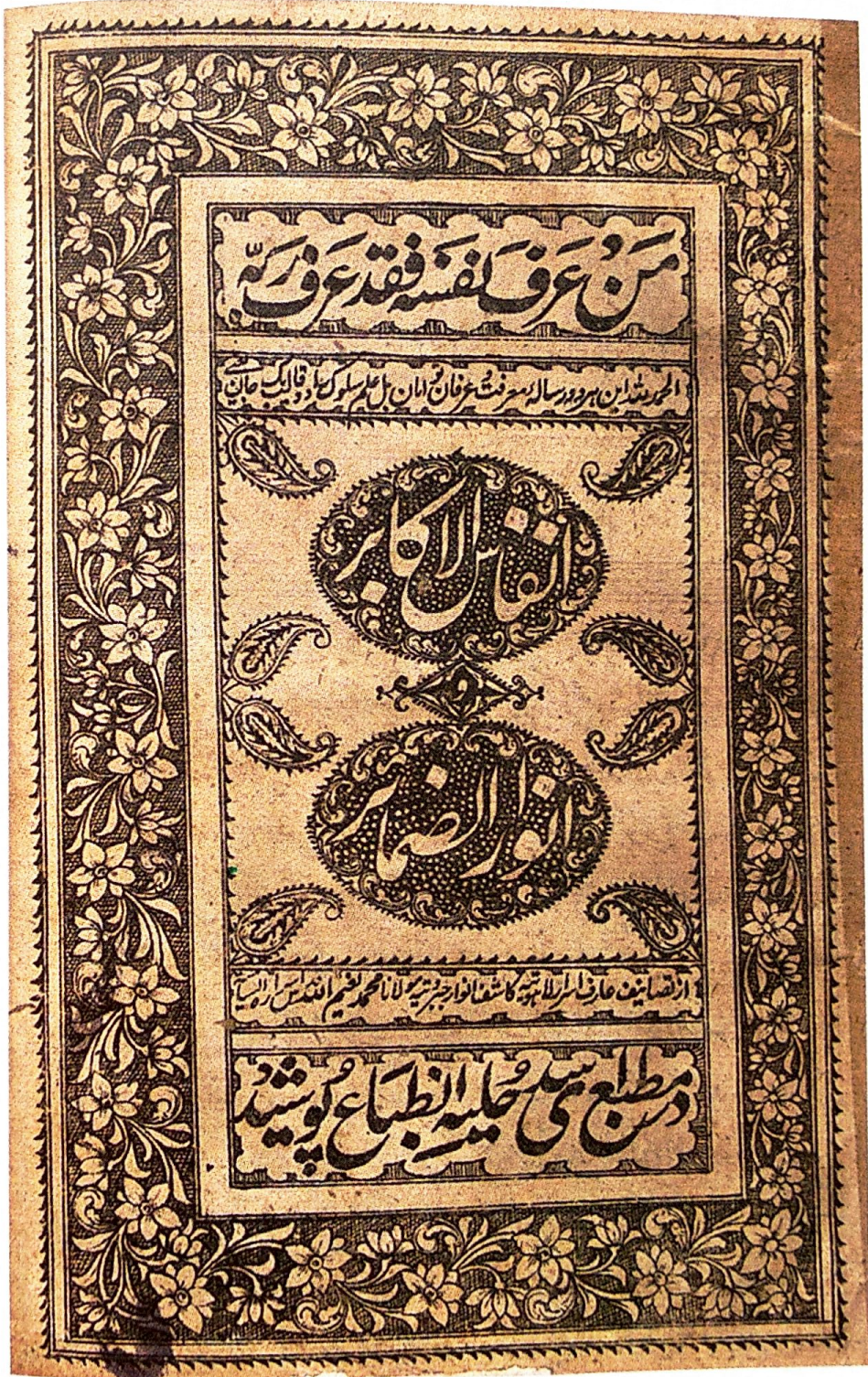
(۱۳۶) ٹائٹل ''انفاس الاکابر'' (فارسی) مطبوعہ مطبع اسدی، لکھنو، ۱۲۹۱ھ

۵۴

خاتمۃ الطبع دلپسند نتیجۂ فکر بلند محب الفقرا محبوب دلہا مجموعۂ احسان حافظ محمد عبد الستار خان

ستایشی کہ دیدہ ران تبیان نسنجد و بنیا بینشی کہ در مقیاس قیاس نگنجد لائق خداوندیست کہ کمند آرای عارفان بلند نظر بکنگرۂ قصر منیع جلالش نتواند
رسید و طائر اوہام صوفیانِ معانی منظر بہوای اوج گرای کمالش نتواند پرید ٭ اگر بچشم حقیقت ملاحظہ رود در ہر صورت جلوۂ نورش پیدا ست
و در ہر فرد جمال مہرش ہویدا اینجا کیست کہ درمیان آید و زبان بحمدش کشاید شعر کہ جہان صورتست و معنی دوست ور بمعنی نظر کنی
ہمہ اوست ٭ و صلوات غیر معدود و ثنا حضرت صاحب مقام محمود کہ اگر گوہر شب چراغ وجود باجودش از پردۂ احدیت روشن نگردیدی فردی از
شبستان عدم بعرصۂ وجود نخرامیدی شعر تا جمع امکانی و وجوب نوشتند دو مورد متعین نشد اطلاق اسم رب و بر آل و اصحاب کبارش کہ
نجوم آفتاب ہدایت اند ٭ و سفینۂ قلزم نجات و شفاعت بعد ازین بندۂ گنہگار محمد عبد الستار ستر اللہ عیوبہ و غفر لہ ذنوبہ بر ارباب
انوار اصحاب دقائق و بر ذہن ارباب حقائق وا می نماید کہ سودایم ہمہ حال متعلق احوال درویشانست و سویدایم ہمہ وقت
مستمد انفاس متبرکۂ ایشان و درین شک نیست کہ صحبت اولیای کامل روح را تریاق فاروق و نفس را سم قاتل ست اما دریافت
چنان صحبت اکسیر خاصیت از عالم کبریت احمر و لعل ابیض نایابست و از نظر طلاب در حجاب آن البتہ ملاحظۂ کلام سراپا الہام ایشان
تاثیری در بواطن استعداد مواطن ناتنی میگردانند ٭ و مو کشان بجادۂ استفادہ کیفیت مذاق معرفت میرسانند ازینجاست کہ گفتہ اند
شعر در سخن پنہان شدم مانند بو در برگ گل میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا بنا بران بنا علیہ سودای تلاش کلمات طیبہ و شوق ملاحظۂ
ملفوظات قدسیہ در دلم پیچید و ختی کو بحکم من جد وجد این ہر دو رسالہ بتوجہ خاص و توسل مورث اختصاص عارف باللہ شاہ وزیر علی شاہ
خلیفۂ شاہ غلام رسول قدس سرہ بہم رسید یکی مسمی بہ انفاس الاکابر و دیگری موسوم بہ انوار الضمائر کہ ہر کلمہ اش طالب صادق را
ما لا ینحل تواند کشود ٭ و ہر جملہ اش مرید را بجای مرشد کامل تواند بود چرا نباشد کہ مولفش مرشد یگانہ ہادی زمانہ صوفی کامل عالم عامل
عارف باللہ مولانا مولوی محمد نعیم اللہ رحمہ اللہ کہ از تالیف معمولات خانقاہ شمسیہ مظہریہ در چار دانگ عالم اظہر من الشمس
و ابین من الامس بودہ اند ٭ و ابواب فیضان ہدایت و عرفان بر روی طالبان کشودہ الحال بنظر افادۂ طالبین و بغرض
نفع رسانی متلاشیین این ہر دو قالب یک جان را در مطبع اسدی واقع لکھنؤ اوائل شہر محرم الحرام سنہ ۱۳۱۹ ہجری در قالب
طبع در آوردہ امید وارم کہ ہر گاہ از سیر این گلشن بیخزان سراپا معارف و عرفان حظی از ذوق و شوق بر دارند ٭ بدعاء
مغفرت و خاتمہ بالخیر این فقیر را یاد آرند

(۱۳۷) خاتمۃ الطبع ''انفاس الاکابر''

(۱۳۸) ٹائٹل ''رقعات کرامت سعات'' (فارسی)

مطبوعہ مطبع فتح الاخبار'' کول ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلٰوۃ بر ضمائر اولی الابصار پوشیدہ نماند کہ این نسخہ بے نظیر فیض اکسیر مخبر کبریا
رسالہ در خلاصہ بکار زبدۃ الوصایا ماخوذ و مستفاد از انوار مشکوٰۃ رقعات فیوض آیات
قدوۃ اولیاء زمان سلطان عارفان جہان قطب الاقطابی سیدی مرشدی حضرت
میرزا جان جانان شہید رضی اللہ تعالی عنہ بجہت نفع خاص و عام خصوصا برای
استفادہ و استرشاد فرزندی رشیدی برخوردار غلام احمد باقی اطال اللہ عمرہ
زاد قدرہ الی یوم التناد فقیر نعیم اللہ بہرائچی غفر اللہ لہ و لوالدیہ بنور توفیق بر جامع
این تدوین کہ دلیل حصول دولت مقصود طالبان طریقہ و متضمن بر فوائد کثیرہ و نصائح
بلیغہ است موفق شدہ تا ہر کہ بسعادت مطالعہ و دولت ملاحظہ این رسالہ دریابد انوار
رشد و ہدایت بدیدہ بصیرت معاینہ و مشاہدہ نماید واللہ الموفق والمعین مقدمہ
در ذکر وصیت نامہ آن حضرت کہ در آخر حیات بمولانا مولوی شاہ اللہ باقی کہ از جملہ خلفا
ایشان اند نوشتہ دادہ بودند و حضرت مولانا آن را قیمہ الفقیر عنایت فرمودند خلاصہ آن

(۱۳۹) صفحہ اوّل "رقعات کرامت سعات"

سید المرسلین و مرافقت صلی اللہ علیہ وسلم فی اعلیٰ العلیین آمین رب العالمین سبحانہ و تعالیٰ
الرزاق ذو القوۃ المتین سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ
رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین
بحمد اللہ این مکتوبات کمالات مظہر فیوض کہ ریختۂ قلم فیض توام حضرت
شمس الدین حبیب اللہ میرزا مظہر جانجانان شہید رضی اللہ عنہ در
تاریخ چہارم محرم الحرام ۱۲۷۱ ہجری مطابق بیست و ششم ستمبر ۱۸۵۴ع
در مکان فیض مکان مولوی محمد نصر اللہ خان صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڈھ
واقع فتح باغ از محلات کول باہتمام عثمان خان خورجوی طبع شد

کاتبہ العبد الفقیر الی اللہ الکریم
محمد رحیم مہر سنزی
عفا اللہ عنہ ولوالدیہ

واضح باد کہ این رسالہ سواد فیض بغایت مصدر فیض محمدی مظہر کرم سرمدی
میرزا عبد الغفار بیگ خورجوی فرزند ارجمند صوفی با صفا مقبول بارگاہ کبریا
شیخ لاثانی در طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جناب فیضمآب میرزا
عبد الغفور بیگ صاحب مجددی نقشبندی رضی اللہ عنہ حاصل شد حق تعالیٰ از
جمیع اخوان طریقہ از فیضان محمدی مجددی بخشد آمین یا رب العالمین

(۱۴۰) صفحہ آخر ”رقعات کرامت سعات“

مقاماتِ مظہری

بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی :

"اس وقت حضرت میرزا جان جانان کی مثل دنیا کے کسی اقلیم اور شہر میں نہیں ہے ..... شاید مرحومین میں بھی نہ ملے ، بلکہ زمانے کے ہر حصے میں ایسے عزیز الوجود لوگ کم ہوتے ہیں ۔"

(مقامات مظہری ۲۸۵ ، انفاس الاکابر ۲۲)

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

غلام علی دہلوی ، شاہ

مقامات مظہری (احوال و مقامات ، ملفوظات و مکتوبات

حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء ...) لاہور :

اردو سائنس بورڈ ۲۰۰۱ء

۷۰۴ ص

۱۔ مظہر ، جان جانان ، میرزا

۲۔ سلطنت مغلیہ

۳۔ تصوف ــــ ہندوستان

ا۔ محمد اقبال مجددی ، مترجم

اا۔ عنوان

۹۲۲.۹۷

(۱۴۱) اُردو سائنس بورڈ ، لاہور سے شائع شدہ "مقاماتِ مظہری"

(مترجم اُردو) کے دوسرے ایڈیشن ۲۰۰۱ء کے اوراق

مقاماتِ مظہری

احوال و ملفوظات و مکتوبات

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ

۱۱۱۱ھ / ۱۷۰۰ء — ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

تحقیق و تعلیق و ترجمہ
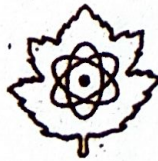
محمد اقبال مجددی

اردو سائنس بورڈ
299 - اپر مال، لاہور

(۱۴۱) اُردو سائنس بورڈ، لاہور سے شائع شدہ ''مقاماتِ مظہری''

(مترجم اُردو) کے دوسرے
ایڈیشن ۲۰۰۱ء کے اوراق

سلسلہ مطبوعات نمبر 175

طبع دوم : 2001ء

قیمت : -/300 روپے

ناشر

محمد اکرام چغتائی

ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ

299- اپر مال، لاہور

ISBN - 969 - 477 - 055 - 6

مطبع : میو آرٹ پریس، 48 لوئر مال، نزد سیشن کورٹ، لاہور

فہرست

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۶

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۷

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۸

۹

عکسیات شامل مقاماتِ مظہری
(یہ تمام عکسیات کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں)

۱۔ دیوانِ مظہر خریطہ، جواہر، طبع اول، مطبع مصطفائی کانپور، ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء، ص ۱۲۴ *

۲۔ خود نوشت تحریر حضرت مظہر یعنی مکتوب بنام قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مملوکہ حضرت زید ابوالحسن دہلی (بشکریہ عبدالرزاق قریشی مرحوم)، ص ۱۲۹

۳۔ خود نوشت مکتوب حضرت مظہر بنام اخوند ملا نسیم (از لوائح خانقاہ مظہریہ)، ص ۱۴۷

۴۔ دو وقف نامے متعلقہ خانقاہ حضرت مظہر، مملوکہ جناب پروفیسر منظور الحق صدیقی (راولپنڈی)، ص ۱۵۲، ۲۰۵

۵۔ عکس تحریر حضرت شاہ غلام علی دہلوی، (حاشیہ بشارات مظہریہ، قلمی نسخہ برٹش میوزیم)، ص ۱۷۴

۶۔ مقاماتِ مظہری، طبع اول، مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۹ھ، ص ۱۷۶

۷۔ پاکستان و ہند کا وہ نقشہ جو حضرت میرزا مظہر کی شہادت سے اٹھارہ سال بعد ۱۷۹۸ء میں فرینکلن نے شائع کیا، (مابین ص ۲۱۲، ۲۱۳) ماخوذ از History of the Reign of Shah Aulum, London, 1798.

---

* اس فہرست میں شامل صفحات کے نمبر "مقاماتِ مظہری" کی اشاعت ہذا کے مطابق ہیں۔

۱۲

۸۔ حضرت مظہر کے خلیفہ اخوند ملا نسیم کی دو مہریں (مخزونہ خانقاہ نور محل ۔ اوچ۔ دیر)، ص ۴۲۷

۹۔ دستخط میر عبد الباقی خلیفہ حضرت مظہر، ص ۴۱۱

۱۰۔ تحریر میر عبد الباقی خلیفہ حضرت مظہر،
(ماخوذ از مآل الکمال مولفہ میر عبد الباقی، قلمی، مخزونہ کتب خانہ نور محل مذکور)، ص ۴۱۱

۱۱۔ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مخزونہ خانقاہ نور محل، اوچ، دیر)، ماخوذ از لوائح خانقاہ مظہریہ، ص ۲۵۹

۱۲۔ گنبد مزارات چوترہ حضرت مظہر، تعمیر ۱۴۰۰ھ، ص ۱۵۲

۱۳۔ مزارات مرشد و مرید یعنی حضرت مظہر و مولف مقامات مظہری (حضرت شاہ غلام علی، ماخوذ از کتابچہ سرہند طبع ترکی)، ص ۱۵۲

۱۴۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی مسجد، ص ۱۵۷

۱۵۔ (بائیں جانب) مزار حضرت سید نور محمد بدایونی مرشد حضرت مظہر، ص ۲۲۰

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

تقریظ

از

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی مجددی، سجادہ نشین درگاہ حضرت مظہر، دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ و آلہ وصحبہ

"مقامات مظہری" حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی تالیف ہے، یہ مبارک، اور مستند کتاب فارسی میں ہے۔ ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس کام کی توفیق جناب محمد اقبال صاحب مجددی کو دی۔ آپ گورنمنٹ ایم، اے، او، کالج، لاہور میں تاریخ کے لیکچرار ہیں۔ آپ نے صرف ترجمہ ہی نہیں کیا ہے بلکہ مفید حواشی اور مقدمہ لکھ کر کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر کثیر دے:

جہاں میں تو کار نکوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا

ابوالحسن زید فاروقی دہلوی
حال وارد لاہور

دو شنبہ ۲ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ
۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء

۱۲

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

نقشِ ثانی

مقاماتِ مظہری کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۲ء کو اردو سائنس بورڈ نے طبع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے غیر معمولی پذیرائی نصیب ہوئی ۔ اب احباب و قارئین کے اصرار پر اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے ۔

اس دوران مواد کی جمع آوری اور علمی تحقیقات کی غرض سے طویل سفر کیے ۱۹۸۶ء میں انگلستان ' ۱۹۸۹ء کو ہندوستان اور اس کے بعد ایران جا کر وہاں کے کتب خانوں سے استفادہ کیا اور اہل علم و دانش سے ملاقات کے مواقع ملے ۔ ان اسفار میں مقاماتِ مظہری کا مسودہ ہمراہ رکھا اور اس کے حواشی پر تصحیحات و اضافات کرتا رہا ۔ ان مہمات میں جدید اور نو دریافت مآخذ و مراجع سے کماحقہ استفادہ کیا ۔ ۱۹۸۲ء کے بعد سلسلہ مظہریہ سے متعلق کئی اہم کتابیں بشاراتِ مظہریہ ' معمولاتِ مظہریہ اور کمالاتِ مظہریہ مرتب کیں اور ان پر حواشی و تعلیقات کا سلسلہ اب تک جاری ہے ۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء) کے احوال و معارف پر مشتمل ایک کتاب مقاماتِ معصومی کا خطی نسخہ مرتب کیا جس پر سات سو صفحات کے تعلیقات جداگانہ کتابت ہوئے اسی طرح اس پر مفصل مقدمہ لکھ کر گیارھویں صدی ہجری / سترھویں صدی عیسوی کے علمی ' عرفانی اور معاشرتی پس منظر میں حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کی شخصیت اور ان کی تحریک احیائے دین کا جائزہ لیا ۔ جو بذاتِ خود ایک ضخیم کتاب کے مساوی ہے ۔

اس دوران حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۲ء) خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ باقی باللہ کے احوال و افکار پر ایک نو دریافت مآخذ زاد المعاد ایڈٹ کیا اور پاکستان و ہند کے علماء و مشائخ ' مورخین و سلاطین پر تقریباً سات سو مقالات لکھے ' جن

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

میں سے بعض پاکستان کے موقر رسائل میں اور باقی دانشنامہ شبہ قارہ (تہران ۔ ایران) میں شامل ہیں ۔ برطانیہ میں مرتب ہونے والی

Socio-Cultural and Intellectual Atlas of the Muslims of South Asia

میں پاکستان و ہند کے علماء و صوفیہ کی تصانیف ' ملفوظات ' مکتوبات اور تذکروں میں موجود ایسے اشارات جن سے دور وسطیٰ کی معاشرت اور ان کی علمی سرگرمیوں کی عکاسی ہوتی ہے ' کی تخریج کرکے پاکستان کی نمائندگی کا شرف حاصل کیا ۔ گویا اس قسم کے وقت طلب امور میں مصروفیت مقامات مظہری کے نقش ثانی کی تیاری میں تاخیر کا سبب بنی ۔

اردو سائنس بورڈ کے موجودہ ڈائریکٹر جنرل اور ہمارے ملک کے نامور محقق جناب محمد اکرام چغتائی کا شکریہ ادا کرنا میرے لیے واجب ہے جن کی خصوصی توجہ سے اس کتاب کی اشاعت ثانی عمل میں آئی ۔

محمد اقبال مجددی

دارالمورخین ۔ لاہور

۲۹ رمضان ۱۴۱۹ھ / ۱۸ جنوری ۱۹۹۹ء

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

(طبع اول)

۱۹۶۴ء کے آغاز کی بات ہے جب پہلی مرتبہ مجھے مخدومی مولوی شمس الدین مرحوم (تاجر کتب نادرہ، لاہور) کے ذاتی کتب خانہ میں مقامات مظہری کے طبع اول کا نسخہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ راقم اس وقت ہائی سکول کا طالب علم تھا، کتاب کی ورق گردانی سے اس کے اصلی مطالب کا ادراک نہ کرسکا۔ لیکن مرحوم کے انتقال ۱۹۶۸ء تک کئی مرتبہ اسے دیکھا اور پڑھا تو اس وقت سے اس کتاب کے صاحب سوانح حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور ہماری معاشرتی تاریخ میں اس شخصیت کا نقش دل و دماغ پر گہرا ہوتا چلا گیا۔

یہاں تک کہ مرحوم کی صحبت کے اثر سے راقم نے سلسلہ نقشبندیہ کی تاریخ اور اس کے افکار و اثرات کا وسیع پیمانے پر جائزہ لینا شروع کیا اور اس سلسلے کے بے شمار مآخذ نظر سے گزرے تو اس کتاب کی انفرادیت و اہمیت کا اندازہ ہوا۔

۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں اس کا اردو میں ترجمہ شروع کردیا۔ مختلف موانع کی وجہ سے یہ کام کئی مرتبہ رک گیا۔ طویل علالت اور پھر حواشی اور مقدمہ نے بھی بہت وقت لے لیا۔ بحمد للہ اب کام مکمل ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

اس سلسلے میں چند امور کی وضاحت کرنا لازم ہے:

(۱) اس ترجمہ میں ہر ممکن فارسی متن کے مطالب کی ترجمانی کی گئی ہے۔

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۱۸

(۲) القاب اور دعائیہ جملوں کو بدلا نہیں گیا۔
(۳) تصوف کی اکثر اصطلاحات کا ترجمہ نہیں کیا گیا ، بلکہ آخر میں ان اصطلاحات کی ایک مختصر فرہنگ لگا دی گئی ہے۔
(۴) حواشی کو بے جا طول نہیں دیا گیا اور نہ ہی ان حاشیوں میں بے محل اقتباسات دیے گئے ہیں ، بلکہ مطبوعہ مراجع کی فقط نشاندہی کردی گئی ہے اور غیر مطبوعہ مآخذ کے اقتباسات دیے گئے ہیں۔
(۵) حواشی میں صرف غیر معروف شخصیات کے نہایت مختصر حالات دیے گئے ہیں۔ مشہور اصحاب کا صرف زمانہ حیات ہی لکھا گیا ہے۔
(۶) ترجمہ میں قوسین میں صفحات کے نمبر مقامات مظہری فارسی طبع اول کے مطابق ہیں۔

اظہار تشکر :

جن اصحاب نے اس کام میں علمی تعاون اور رہنمائی کی ان کا شکریہ ادا کرنا بھی میرا فرض ہے۔ ان بزرگوں میں خانقاہ حضرت مظہر کے سجادہ نشین حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ (دہلی) جنہوں نے نہ صرف میری درخواست پر اس ترجمہ پر ایک تقریظ لکھی بلکہ کئی مغلق مقامات کو سمجھنے میں بھی تعاون فرمایا۔

کتاب میں شامل احادیث کی تخریج کے سلسلے میں ونسنگ کے معجم سے مدد لینے کے باوجود راقم اصل متون حدیث سے تقابل کے لیے مولانا عبدالحکیم شرف قادری اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوا۔ ان حضرات نے بلا تردد تعاون کیا۔

حضرت سید شرافت نوشاہی سے کئی اہم معلومات حاصل ہوئیں۔ معروف شاعر جناب نظیر لدھیانوی سے مقامات مظہری میں شامل فارسی اشعار کو سمجھنے میں بہت مدد ملی۔ جناب مرزا غلام قادر سے نہ صرف بعض توضیح طلب مقامات کی وضاحت کے سلسلے میں رجوع کیا گیا بلکہ انہوں نے حضرت شیخ اکبر ابن عربی کے اقوال کی تخریج میں خاص رہنمائی فرمائی۔ اسی طرح دوست عزیز جناب اکرام چغتائی نے اس سلسلے کے کئی یورپین مآخذ سے مطلع کیا۔ اردو زبان و ادب کے معروف محقق جناب مشفق خواجہ

۱۹

کے کتب خانہ سے کئی نادر خطی تذکروں کے روٹوگراف سے استفادہ کیا ۔ ڈاکٹر اختر امرتسری صاحب کے کتب خانہ سے کئی اہم کتابیں ملیں ۔

مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور جناب ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے علمی تعاون اور مسلسل حوصلہ افزائی نے مہمیز کا کام کیا ۔

مرکزی اردو بورڈ کے مہتمم طباعت جناب فضل قادر فضلی کی فنی مہارت اور مثالی محنت سے یہ کتاب جدید ترین زیور طباعت سے آراستہ ہوئی اور عزیز دوست جناب محمد عالم مختار حق کی دقیق پروف ریڈنگ نے اسے بہت حد تک اغلاط سے پاک کر دیا ۔

اللہ تعالیٰ ان معاون اصحاب کو جزائے خیر دے ' آمین !

محمد اقبال مجددی

دار المورخین ۔ لاہور

۱۵ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

۲۱ اپریل ۱۹۸۱ء

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

مقدمہ

نوشتہ

محمد اقبال مجددی

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

حضرت مظہر کا سیاسی اور سماجی ماحول

حضرت مظہر جان جاناں کا عہد سیاسی اعتبار سے پاک و ہند کی تاریخ کا بڑا پر آشوب دور ہے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو وسیع و عریض مغلیہ سلطنت کا آفتاب لب بام آچکا تھا۔

اولوالعزم مغل سلاطین اور مجاہد کبیر اورنگ زیب کی اولاد شمشیر و سناں کو فراموش کر کے لہو و لعب میں ڈوب چکی تھی۔

اورنگ زیب نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ وہ:

صلح اور خوشی سے سلطنت کو تین حصوں میں تقسیم کرلیں۔

بعض مورخین نے اسے اورنگ زیب کی غلط فہمی اور اسی بنیاد پر اسے زوال سلطنت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ لیکن حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد پروفیسر نظامی کی اس رائے سے مکمل اتفاق کیے بغیر چارہ نہیں:

> یہ وصیت حالات کے گہرے مطالعہ اور اپنے بیٹوں کی صلاحیتوں کے صحیح جائزے پر مبنی تھی۔ اس کی دوربین نگاہوں نے ان طاقتوں کو ابھرتے ہوئے دیکھ لیا تھا جن کا استیصال ایک مرکز سے قطعاً ناممکن تھا۔ لیکن اس کے تنگ نظر اور خود غرض جانشینوں نے اس وصیت کی طرف توجہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ طاقت جو تین مرکزوں میں تقسیم ہو کر مخالف قوتوں کو دبانے میں صرف کی جاسکتی تھی، آپس میں لڑ کر ختم ہوگئی (۱)۔

اورنگ زیب کی وفات ۱۷۰۷ء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک کبھی مسلسل اور کبھی

نوٹ: توضیحات و حواشی ہر باب کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۲۴

غیر مسلسل تخت نشینی کی جنگوں نے سیاسی نظام کو متزلزل کردیا ۔ اس پر مزید ستم یہ ہوا کہ بادشاہوں کے ذاتی کردار نے حالات کو بد سے بدتر بنا دیا ۔ جس سے ملک دشمن طاقتیں تیزی سے ابھرنے لگیں اور اپنے استحکام کے لیے یہ باغی قوتیں ہر طرف لوٹ مار کرکے نہ صرف بے چینی میں اضافہ کرتی رہیں بلکہ عوام کو اقتصادی مسائل سے الگ نپٹنا پڑا ۔

مسلم اور مسلم حکومت کی دشمن اقوام (۲) مرہٹے ' جاٹ ' سکھ اور انگریز ان حالات سے بھرپور فائدہ اٹھاتے رہے ۔ ان کی سیاسی کارروائیوں سے حکومت کو ناقابل تلافی ضعف یقیناً پہنچا ' لیکن ان کی حرکات سے عوامی زندگی جس طرح متاثر ہوئی اس کی مبالغہ کی آمیزش سے پاک تصاویر کی جھلک دیکھنا مقصود ہو تو حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت مظہر کے مکتوبات کے علاوہ اس دور کے ملفوظات کا بغور مطالعہ لازم ہے ۔

یہ تو ملک اور حکومت کی دشمن وہ قوتیں تھیں جن کو کبھی ماضی میں مرکزی حکومت کی طرف سے نقصان پہنچا تھا یا انہیں دبانے کی کوشش کی گئی اور اب مرکز کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس کا بدلہ لے رہی تھیں ' لیکن خود مغل دربار میں موجود امراء جن کے آبا و اجداد پر مغل سلاطین مسلسل نوازشات کی بارش کرتے رہے تھے ۔ اب ان کی اولاد ہی حکومت کی جڑیں کاٹنے میں شب و روز مصروف نظر آتی تھی ۔

دربار میں موجود پارٹیوں میں سے ایرانی اور تورانی جماعتیں خاص طور سے افسوس ناک حد تک خود غرضی کا مظاہرہ کر رہی تھیں ۔ ایک طرف تو دربار میں ان کی گروہ بندی ہوتی تھی تو دوسری طرف یہی امراء بیرونی طاقتوں سے سازباز بھی کرتے تھے ۔ جس کی وجہ سے سماج اور سیاست کا ہر گوشہ ان کی شاطرانہ چالوں سے متاثر ہوتا تھا ۔ جس کے مسموم اثرات محلات سے لے کر جھونپڑوں تک محسوس ہوتے تھے ۔ جادو ناتھ سرکار نے متاخر سلاطین مغلیہ کے دور کی تاریخ کو انہی جماعتوں کی چشمک کی تاریخ قرار دیتے ہوئے ان امور سے اتفاق کیا ہے (۳)۔ علمائے تاریخ نے سیاسی جماعتوں کے کردار اور ان کے نتائج پر مستقل کتابیں تالیف کی ہیں (۴)۔ جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جماعتیں کسی بھی مخلص امیر کو پس منظر سے منظر میں نہیں آنے دیتی تھیں ۔

ان حالات میں جو بیرونی حملے ہوئے ان میں نادر شاہ اور احمد شاہ درانی کے

۲۵

حملوں سے پیدا شدہ نتائج سے ہم نے اسی مقدمہ میں بحث کی ہے۔ ان کے اثرات سے ملکی، سیاسی اور معاشی بدحالی کے علاوہ حکومت دشمن طاقتوں کو ابھرنے کے مواقع ملے، صوبائی خود مختاری کے رجحانات میں استحکام پیدا ہوا اور مرکزی حکومت کی بے بسی نہ صرف عوام پر ظاہر ہوگئی بلکہ درباری اور درباروں سے باہر حکومت کرنے کے عزائم رکھنے والے گروہ سیاسی اقتدار کے حصول کے لیے کوشش کرنے لگے۔

چنانچہ سعادت علی خان نے اودھ، علی وردی خان نے بنگال اور نظام الملک نے دکن میں آزادانہ حکومتوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ پنجاب میں سکھوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا۔ مرہٹوں کے عروج کی یہ انتہا تھی کہ انہوں نے مختلف علاقوں میں اپنے گورنر مقرر کرنا شروع کر دیے تھے۔ ۱۷۶۰ء کو ان کا دہلی پر قبضہ ہوگیا۔ ان حالات میں حکومت کچھ بھی نہ کر سکی۔

ان حالات میں احمد شاہ درانی کے ہاتھوں پہنچنے والے نقصانات کا پورا علم ہونے کے باوجود علمائے اسلام نے اسے ہندوستان پر حملہ کر کے یہاں کے عوام کو "کفار مرہٹوں" سے نجات دلانے کی دعوت دی۔ جس کے نتیجے کے طور پر پانی پت کے میدان میں اڑھائی ماہ تک (یکم نومبر ۱۷۶۰ء سے ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء) درانی اور مرہٹوں کے مابین مسلسل خون ریز جنگ میں مرہٹوں کو شکست فاش ہوئی (۵)۔

اگر سلطنت مغلیہ میں تھوڑی سی بھی جان ہوتی وہ جنگ پانی پت کے نتائج سے فائدہ اٹھا کر اپنے اقتدار کو دوبارہ قائم کر سکتی تھی لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ مغلیہ سلطنت اس وقت ایک بے روح جسم کی مانند تھی۔ جنگ پانی پت کا اصل فائدہ فاتحین جنگ پلاسی نے اٹھایا (۶)۔

ان حالات میں مسلمانوں کی حالت بہت ابتر ہوگئی تھی اور ہر صوبے کے مسلم عوام نہ صرف معاشرتی بے چینی محسوس کرتے تھے بلکہ ان کو اپنا مذہب بھی خطرے میں نظر آتا تھا۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ ابو سعید حسنی کو لکھتے ہیں:

> یہ حالت بھی عجیب حالت ہے۔ کافر سکھوں، مرہٹوں اور جاٹوں کے مسلمانوں کے شہروں پر غلبہ پا جانے، ان کے مالوں کو لوٹنے اور ان کو بے عزت و بے آبرو کرتے رہنے کی وجہ سے

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۲۶

آرام و آسائش خواب و خیال ہوگئی - چنانچہ فقیر اپنے متعلقین کے ساتھ مراد آباد منتقل ہوگیا ہے ' اور دو آبے کا سارا علاقہ ان مفسدوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے زیر و زبر ہو رہا ہے (۷)۔

جس دو آبے کی تباہی کا اس خط میں ذکر کیا گیا ہے کتب تاریخ سے ۱۷۶۴ء میں اس علاقے کے دار الحرب ہونے کا ثبوت ملتا ہے (۸)۔

حضرت مظہر کے خلیفہ اجل قاضی ثناء اللہ پانی پتی ' جنگ و جدل کے مرکز پانی پت سے مسلمانوں کے زوال سے لے کر ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء تک کے حالات کا نہایت بصیرت افروزی کے ساتھ جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> کفر کے غلبہ سے دل تنگ ہے - ہندوستان میں مدت مدید سے اسلام ضعیف ہوگیا ہے۔ "روافض کے تفوق " ' " آسیب سکھاں " ' " تسلط مرہٹہ " ' " کفر کی رسوم کے ظہور " اور " مسلمانوں کی مغلوبی " تو بہت ہی افسوس کی بات ہے - (ان حالات میں) بادشاہ اسلام اور مسلمانوں کے لشکر میں جہاد اور اعلاء کلمۃ الحق کی توفیق نہیں ہے - چند بار احمد شاہ درانی ہندوستان میں آیا لیکن اس کا کوئی "بندوبست " نہ ہوسکا - (نتیجہ یہ ہوا کہ) لاہور اور سرہند پر سکھوں کا قبضہ ہوگیا - حضرات کے مزارات کو بہت نقصان پہنچا - سنا ہے کہ شاہ زمان جہاد کے ارادہ سے اس طرف آرہا ہے - خدا کرے کہ کفار ذلیل اور اسلام کا غلبہ و عزت ظہور میں آئے (۹)۔

حضرت مظہر حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دراصل ان شہروں پر خدا کا غضب ہے:

> شہر کے لوگوں کا حال ... کہاں تک لکھوں ' خدا اس شہر سے اپنا غضب اٹھا لے کیوں کہ امور سلطنت میں کوئی نظم و نسق باقی نہیں رہا (۱۰)۔

ان حالات میں راسخ العقیدہ صوفیہ نے اصلاح و تربیت کے باقاعدہ جامع پروگرام کے تحت اس مایوسی اور قنوطیت کے دور میں جو اقدام کیے ان کا ذکر الگ " صوفیہ کا کردار " کے تحت کیا جا رہا ہے -

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

۲۷

ان حالات میں حضرت مظہر تو ایک ایک عہدہ دار امیر کے حالات سے باخبر تھے (۱۱) اور اقتصادی بدحالی کے اس انتہائی مایوسی کے زمانہ میں بھی ان امراء کے ساتھ مالی تعاون کے خواہش مند نظر آتے ہیں (۱۲)۔ ان سیاسی حالات سے براہ راست (۱۳) اثر قبول کرنے کے بعد آپ اور آپ کے مخلصین کے اصلاحی کارناموں کی تفصیلات کا اس کتاب میں مطالعہ کرتے وقت حضرت مظہر کا یہ قول پیش نظر رہے:

> اللہ تعالیٰ نے مجھے عقل کامل اور اصابت رائے عطا فرمائی ہے، امور سلطنت اور انتظام مملکت کا تدبر اور ہر کسی کے حالات کے مطابق ہم اچھے طریقے سے اسے تعلیم دے سکتے ہیں۔ اس لیے اس وقت کے امراء مجھ سے مہمات کے سلسلے میں صلاح و مشورہ لے کر عمل کرتے ہیں (۱۴)۔

بادشاہوں کی حالت:

حضرت مظہر نے اورنگ زیب عالمگیر سے لے کر شاہ عالم ثانی تک گیارہ (۱۵) بادشاہوں کا زمانہ پایا۔ ان سب کے حالات زندگی اور سیاسی نشیب و فراز میں ان کا کردار بیان کرنا بذات خود ایک ضخیم کتاب کا متقتضی ہے۔ لیکن ان میں سے بعض ایسے سلاطین جن کے عہد کے حوادث نے عوامی زندگی کو براہ راست متاثر کیا ان کا کردار صرف اس لیے بیان کیا جارہا ہے تاکہ قارئین اس عہد میں راسخ العقیدہ علماء و صوفیہ کی معاشرتی اصلاح کی کوششوں کو بخوبی سمجھ سکیں۔

اورنگ زیب کی وفات ۱۷۰۷ء سے لے کر ۱۷۱۹ء تک بارہ سالوں میں چھ مرتبہ تخت نشینی کے لیے جنگیں ہوتی رہیں۔ اس خانہ جنگی نے جہاں سیاسی خلا پیدا کیے وہاں ناقابل تلافی اقتصادی بحران بھی پیدا کیا۔ ان مسلسل تخت نشینی کی جنگوں کے نقصانات کا کسی نے بھی ازالہ کرنے کی کوشش نہیں کی، بلکہ اورنگ زیب جیسے زاہد اور مجاہد بادشاہ کی اولاد اپنے اجداد کے عمل کے بالکل مخالف اور مستقبل کے خدشات سے بے پروا ہو کر عیش کوشی اور تسہل پسندی کی زندگی گزارنے لگی۔

عیش و عشرت میں جو سرمایہ اڑ رہا تھا وہ ان مذکورہ جنگوں کے علاوہ تھا۔ جہاندار شاہ طبعاً عیش پسند تھا۔ لال کنور نام کی ایک عورت میں اسے نہ صرف دلچسپی پیدا

۲۱۰

مکتبہ نبویہ لاہور سے ۱۹۷۸ء میں طبع ہوا۔

۶۲۷۔ محمد مظہر: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، ص ۴۴۔

۶۲۸۔ زید، ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر، دہلی ۱۳۹۲ھ، ص ۸۴۔۸۵۔

۶۲۹۔ مکتوب مولانا زید بنام محمد اقبال مجددی (مورخہ ۲ فروری ۱۹۷۸ء)

۶۳۰۔ ان ملفوظات اور مکتوبات پر الگ الگ عنوانات سے اسی مقدمہ میں لکھا جا چکا ہے۔

۶۳۱۔ غلام علی دہلوی: مقامات مظہری۔ طبع اول فارسی، ص ۱۷۔

۶۳۲۔ مولانا بہرائچی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: مقامات مظہری (فصل خلفای حضرت مظہر)۔

۶۳۳۔ ملفوظات شریفہ حضرت شاہ غلام علی (ص ۲۳) پر مقدمہ لکھتے وقت ہمیں خود اس حقیقت کا علم نہیں تھا۔ اب تقابلی مطالعہ کے بعد ابھی اس غلطی کا احساس ہوا ہے کہ "مقامات" تو "بشارات" پر مبنی ہے نہ کہ معمولات مظہریہ پر۔

۶۳۴۔ مخطوطات فارسیہ نمبر ۲۲۰۔ .Or

۶۳۵۔ بشارات ورق ۱۴۲۔ ا۔

۶۳۶۔ ایضاً، ورق ۱۴۶۔ ب۔

۶۳۷۔ بہرائچی: بشارات مظہریہ، قلمی نسخہ انڈیا آفس، ورق ۲۔ ا

۶۳۸۔ ایضاً، ورق ۱۸۲۔ ب

۶۳۹۔ عبدالرزاق قریشی مرحوم اپنے مقالہ بشارات مظہریہ (حال معارف اعظم گڑھ، مئی ۱۹۶۸ء) میں اس کے سال تصنیف کے تعین کے سلسلے میں خاصے الجھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، مقالہ کی ابتداء میں انہوں نے اس کا سال تالیف ۱۲۱۸ھ اور سال کتابت ۱۲۰۷ھ لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب تالیف ہی ۱۲۱۸ھ میں ہوئی ہو اس کی کتابت ۱۲۰۷ھ میں کیسے ہوسکتی ہے۔

۶۴۰۔ سال اختتام اس طرح پر تحریر ہے: "ختم تحریر این کتاب رسالہ مقامات بروز چہار شنبہ دہم محرم الحرام ۱۲۰۷ھ"۔ اسے سال کتابت سے زیادہ سال تحریر یا تکمیل کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے، ممکن ہے سال تکمیل و کتابت ایک ہی ہو۔

۶۴۱۔ طبع دوم میں طابع کی طرف سے دو خاتمے ملتے ہیں۔ طبع دوم کے صفحات کے نمبر اشاعت اول ۱۲۷۵ھ سے مختلف ہیں۔

۶۴۲۔ کتاب کی اس اشاعت کے محرک و مرتب محمد بیگ بن مرزا رحیم بیگ نقشبندی نے اپنے ابتدائیہ میں وضاحت کی ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو لطائف خمسہ المعروف بہ مقامات مظہری کے نام سے موسوم کیا، (ص ۲)۔

۶۴۳۔ عربی قواعد کے مطابق اس نام کی ترکیب ہی غلط ہے۔ یعنی قواعد کے مطابق یہ نام "مقامات مظہریہ" ہونا چاہیے تاکہ موصوف اور صفت وصف تانیث میں یکساں ہوں۔

۶۴۴۔ رافت رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ اردو ترجمہ طبع لاہور، ص ۱۳۵۔
یقیناً حضرت رافت نے قواعد کے مطابق اسے "مقامات مظہریہ" کے نام سے موسوم کیا ہوگا۔ "جواہر علویہ" کا جو ترجمہ ہمارے پیش نظر ہے ہمارے خیال کے مطابق وہ خاصے محرف خطی نسخے پر مبنی ہے۔ اس لیے اس کے مترجم نے اس کا نام مقامات مظہری ہی تحریر کیا ہے۔

۶۴۵۔ کتاب مقامات مظہری کی اشاعت کے محرک نے اسے بھی معمولات مظہری ہی لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف مرزا محمد بیگ قواعد کو ان ناموں کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے۔ چونکہ یہ نام بہت معروف ہوگیا ہے اس لیے ہم نے اسے بدلنا مناسب نہیں سمجھا۔

۶۴۶۔ لطیفہ ہفتم، ص ۱۱۵۔۱۲۱۔

۶۴۷۔ قلمی نسخہ مقامات مظہری مملوکہ جناب اسد نظامی (موضع ۱۱۴ تحصیل خانیوال ضلع ملتان) اور دوسرا خطی نسخہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں محفوظ ہے۔

مقاماتِ مظہری

اردو ترجمہ

نمبر شمار (١٤١) کے مسلسل اوراق

مقاماتِ مظہری

[۲] الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد حقیر عبداللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ کہتا ہے یہ رسالہ، صاحب کمالات و معارف دستگاہ حضرت مولوی نعیم اللہ (۱) کی کتاب (۲) مستطاب کا ملخص و انتخاب ہے جو انہوں نے سیدنا و مرشدنا مطلع انوار الطریقۃ منبع اسرار الحقیقۃ مقتداء ارباب یقین و عرفان شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا جان جانان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے خلفاء کے حالات پر لکھ کر مخلصین کے دل اور آنکھوں پر بڑا احسان کیا ہے ۔ میں نے اس کتاب کے بعض مطالب اس رسالہ میں شامل کیے ہیں اور ان کے علاوہ بھی جو کچھ یاد تھا، اس میں اضافہ کیا ہے ۔ تاکہ یہ میرے لیے سعادت کا سرمایہ بن سکے ۔ واللہ ولی التوفیق ـــــــ مجھے اس رسالہ کی تالیف میں تردد تھا کہ ایسا نہ ہو کہ ان اوراق کا لکھنا آنحضرت (میرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ) کی مرضی کے خلاف ہو لیکن میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت (میرزا مظہر) میرے مکان میں تشریف لائے ہیں اور (کتاب مذکور کے مصنف) مولوی نعیم اللہ بھی حاضر ہیں ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ہم تمہیں اس رسالہ کی تحریر کی اجازت دیتے ہیں اور دعائے خیر کرتے ہیں ۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آنحضرت نے مجھے اس رسالہ کی تالیف کی اجازت دے دی ہے ۔ اس (خواب) سے میرا تردد اطمینان قلب میں بدل گیا ۔ اور امید ہے کہ میرا یہ عمل قبول ہوگا " ما قل و کفی خیر مما کثر و الہی " (یعنی جو چیز تھوڑی اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لہو و لعب میں مبتلا کرے) ۔

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

حواشی

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمہ و فصل ۱۷ کتاب ہذا۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ طریقہ نقشبندیہ کی اجمالی تاریخ کے مآخذ کے لیے دیکھیے حواشی فصل ہذا۔

۴۔ مولف اپنی دوسری کتاب ایضاح الطریقت میں لکھتے ہیں:

حاصل ایں طریقہ شریفہ دوام حضور و دوام آگہی است و حضرت ذات الٰہی سبحانہ، بالتزام عقیدہ صحیحہ موافق اہل سنت و جماعت و اتباع سنت نبویہ۔

۵۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر۔ ۱/۱۱۴ باب ۳۷ دار المعرفت، بیروت۔
متن مقامات مظہری میں "تعبد ربک" ہے۔ دیگر متون حدیث صحیح مسلم (ایمان ۵۷)، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل میں بھی یہ حدیث اسی طرح ہے۔
ملاحظہ ہو:
ونسنک: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، لیڈن ۱۹۳۶ء، طبع عکسی جدید ۱/۴۶۷۔

۶۔ اسرار توحید سے وحدت الوجود کے اسرار و رموز مراد ہیں۔

۷۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار (ف ۸۲۲ھ/۱۴۲۰ء) کے اجداد میں سے بعض افراد کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے بھی تھا۔ ان کے آبائے کرام کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: علی کاشفی: رشحات، ص ۲۰۷۔۲۲۰۔

۸۔ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ)، بہ ابتداء میں توحید وجودی اور عمر مبارک کے آخری حصہ میں توحید شہودی کا انکشاف ہوا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ کا اس سلسلے میں ایک اہم قول حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی زبانی نقل کیا ہے:

"حضرت خواجہ ما قدس اللہ تعالیٰ سرہ چند گاہ مشرب توحید وجودی داشتند و در رسائل و مکتوبات خود آں را اظہار می فرمودند اما آخرکار حق سبحانہ و تعالیٰ بکمال عنایت خویش از آں مقام ترقی ارزانی فرمودہ بہ شاہراہ اندا ختہ از ضیق ایں معرفت خلاصی داد میاں عبد الحق کہ یکے از مخلصان ایشانند نقل کردند کہ پیش از مرض موت ایشان بیک ہفتہ فرمودہ اند کہ مرا بہ عین الیقین معلوم شد کہ توحید کوچہ ایست تنگ، شاہراہ دیگر است" (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، دفتر اول حصہ دوم ۹/۴۳)۔

۹۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ چشتی اور قادری سلسلہ سے بھی

منسلک تھے۔ آپ کے والد ماجد فصوص الحکم کے بہترین مدرسین میں [illegible]۔ (ز۔ ک۔ زبدۃ المقامات و حضرات القدس)۔

۱۰۔ سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کا قول ہے:

طریقہ ما از نوادر است عروۃ الوثقیٰ است چنگ در ذیل متابعت سنت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) زدہ ایم و اقتداء بہ آثار صحابہ کرام او نمودہ،
(انیس الطالبین بحوالہ مقدمہ احمد طاہری عراقی بر رسالہ قدسیہ مطبوعہ تہران ۱۹۷۰ء، ص ۵۱)۔

طریقہ نقشبندیہ کی تاریخ، اس کے اصول و ضوابط اور مختلف شاخوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: جامی: رسالہ در طریقہ خواجگان مرتبہ عبدالحی حبیبی۔ کابل ۱۳۴۲ش، کاشفی رشحات، لاری: تکملہ نفحات الانس، وصایا خواجہ عبدالخالق غجدوانی، رسالہ قدسیہ، فصل الخطاب، تحقیقات (ہر سہ تالیفات خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ)، اربع انہار از شاہ احمد سعید، ہدایۃ الطالبین از شاہ ابو سعید، القول الجمیل از شاہ ولی اللہ، ہشت شرائط نقشبندیہ از ملا حسین خباز، قطب الارشاد از شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری، ایضاح الطریقہ از شاہ غلام علی دہلوی۔

۱۱۔ بوستان سعدی میں یہ شعر اس طرح ہے:

چندار سعدیؔ کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئی مصطفیٰ

(متن کامل دیوان سعدی مرتبہ مظاہر مصفا، تہران، ص ۱۴۸)۔

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

ضمیمہء اول

حالات حضرت شاہ غلام علی دہلوی
مولف مقامات مظہری

نوشتہ
مولانا شاہ عبدالغنی مجددی

تحقیق و تعلیق
محمد اقبال مجددی

٥٨٨

٢٢١. حضرت شاہ غلام علی کے لاتعداد خلفاء تھے ۔ اگرچہ مولف ضمیمہ ہذا نے جواہر علویہ میں شامل خلفاء کی فہرست میں ان حضرات مولوی عبدالرحمٰن شاہ جہاں پوری ، سید احمد کردی ، محمد منور ، میاں اصغر ، میاں قمرالدین پشاوری اور محمد شیر خان کے ناموں کا اضافہ کیا ہے لیکن ان کے علاوہ بھی تذکروں میں کئی ایسے اصحاب کے اسماء ملتے ہیں جو حضرت شاہ غلام علی سے فیض یافتہ تھے اور عرب و عجم میں مصروف تلقین و ارشاد تھے ۔ مولانا سید ابوالقاسم ہسوی (ف ١٢٦٦ ھ) مولف مآثر الابرار اور ان کے لڑکے شاہ عبدالسلام ہسوی ، حضرت شاہ احمد سعید کے خلیفہ تھے (ہشت نامہ ہسوہ ، ص ٩ ، نزہۃ الخواطر ، ٧/ ١٩) ہم نے اپنی زیر تالیف کتاب احوال و افکار حضرت مظہر میں ان کی فہرست دی ہے ۔

۵۸۹

ضمیمہ جات

مرتبہ
محمد اقبال مجددی

ضمیمہ دوم : آبا و اجداد حضرت مظہر
سوم : حضرت مظہر کے معاصر سلاطین مغلیہ
چہارم : فرہنگ اصطلاحات تصوف شامل مقامات مظہری

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

کے لیے ملاحظہ ہو :

(سر دلبراں ۲۲۶ - ۲۱۷)

ولایت علیا - ملائکہ کی ولایت۔

ولایت صغریٰ - جب ذکر کثیر انتہا کو پہنچتا ہے تو ولایت صغریٰ یعنی وحدت الوجود کی ابتداء ہوتی ہے۔

(معیار السلوک ۱۰۸)

اس ولایت کا مقام لطیفۂ قلب ہے۔

(سر دلبراں ۲۱۸)

ولایت کبریٰ - سالک کا انانیت کبریٰ میں فنا ہو کر بقا حاصل کرنا ہی ولایت کبریٰ ہے۔

ہ

ہبا - تنزلات وجود (ر۔ ک بآں) کا وہ مرتبہ جس میں اجسام عالم کو کشادہ کیا جاتا ہے۔ یہ مرتبہ عینی نہیں بلکہ حقا ہے۔ یہ عقل اول کے بعد چوتھا مرتبہ ہے۔ (سر دلبراں ۲۲۶، سجادی ۴۸۵)

ہجوم - کسی چیز کا دل پر قوت کے ساتھ وارد ہونا۔ اس میں کوشش کو دخل نہیں ہوتا۔ (سر دلبراں ۲۳۶)

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

مآخذ

(مقدمہ و حواشی)

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

اشاریہ

1- رجال
2- اقوام، قبائل، جماعتیں، فرقے، سلاسل
3- اماکن
4- کتب
5- مطابع و ناشرین

نمبر شمار (۱۴۱) کے مسلسل اوراق

مآخذ

(مقدمہ و حواشی)

مخطوطات :

۱۔ امام بخش لاہوری : مراۃ اللطوریہ [در حالات مشائخ پنجاب خصوصاً رجال نوشاہیہ] بسال ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۷ء ، روٹوگراف ، مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی ، ساہن پال ، گجرات ۔

۲۔ امام الدین کمونکی : مقامات طیبین [بسال ۱۳۰۸ھ] ، مخزونہ کتب خانہ خانقاہ مولانا غلام نبی للہی ، للہ شریف ، ضلع جہلم ۔ [دور حاضر میں اس نادر مخطوطہ سے پہلی مرتبہ استفادہ کیا گیا ہے)۔

۳۔ امام الدین رامپوری : مجمع الکرامات (در حالات شاہ درگاہی) قلمی ، مملوکہ محمد اقبال مجددی ۔ لاہور

۴۔ ثناء اللہ پانی پتی ، قاضی : رسالہ در احوال اولاد حضرت مجدد الف ثانی ، مخزونہ کتب خانہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ ، موسیٰ زئی شریف ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ۔

۵۔ جامی ، مولانا عبدالرحمٰن : مراتب ستہ ، مخزونہ کتب خانہ مولوی شمس الدین مرحوم ، تاجر کتب نادرہ ، لاہور ۔

۶۔ شرافت ، شریف احمد نوشاہی : شریف التواریخ ، جلد سوم ، حصہ دوم و چہارم ، مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی (مولف خود)۔

۷۔ ایضاً : تاریخ عباسی ۔ مملوکہ مولف خود سید شرافت ۔

۸۔ ایضاً : انوار السیادت فی آثار السعادت ، (مملوکہ ایضاً)۔

۹۔ ایضاً : سیادت علویہ ، (مملوکہ ایضاً)۔

۱۰۔ صداقت ، محمد ماہ کنجاہی : ثواقب المناقب ، مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی ۔ نیز اورینٹل کالج میگزین (فروری ، مئی ، اگست ۱۹۶۰ء اور فروری ۱۹۶۱ء) میں باہتمام ڈاکٹر وحید قریشی اس کا کچھ حصہ طبع ہوا تھا ۔

۱۱۔ صفر احمد معصومی : مقامات معصومیہ [احوال حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی] ، مرتبہ محمد اقبال مجددی ۔

۱۲۔ عبدالباقی ، میر : مکمل الکمال [مسائل تصوف مع معارف حضرت مظہر] مخزونہ خانقاہ ، نسیم نور محل ، دیر (ریاست اوچ) [سلسلہ مظہریہ کی تاریخ میں اس ماخذ سے پہلی بار

مزارِ مبارک حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچیؒ (سنِ تعمیر ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء)
خلیفۂ اجلّ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ

واقع مولوی باغ قبرستان، مقابل گورنمنٹ انٹر کالج، محلہ غلام علی پورہ، بہرائچ (یو۔پی۔)

(۱۴۳) مزارِ مبارک کا اندرونی منظر

AĀSAĀR-E

HAZRAT MIRZA MAZHAR JAN-E-JANAN

SHAHEED (R.A.)

Written By:

Syed Zafar Ahsan Bahraichi

Published By:

ḲHANQAH-E-NAIMIA

Bahraich (U.P.) Pin- 271801 INDIA

This Book is Available
at

"DANISH MAHAL"

Aminabad Park- Lucknow (U.P.) Pin-226018 INDIA

First Edition : 2015 Pages : 630 Price : Rs.450/-